

رسائلِ دعوتِ اسلامی

جلد: 5

اس جلد میں آپ پڑھیں گے:

- سود اور اس کا علاج 14
- برائیوں کی ماں 95
- گناہوں کی نحوست 201
- فیصلہ کرنے کے مدنی پھول 301



از: نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری

پیشکش مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی)

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران

مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مَدَّظِلُّہُ العالی کے رسائل کا مجموعہ

رسائلِ دعوتِ اسلامی

(جلد 5)

پیش کش

مرکزی مجلسِ شوریٰ

نام کتاب: رسائل دعوتِ اسلامی (جلد:5)
پیش کش: المدینۃ العلمیۃ Islamic Research Center
پہلی بار: ربیع الاول ۱۴۴۶ھ، ستمبر 2024ء
تعداد:

جملہ حقوق بحق مکتبۃ المدینہ محفوظ ہیں

مکتبۃ المدینہ
MAKTABA TUL MADINAH

دینی کتابوں کی اشاعت کا بین الاقوامی ادارہ

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی
Faizan-E-Madina,Mohalla Sodagaran,Old Sabzi Mandi,Karachi
UAN: +92211111252692 ,,:92-313-1139278
www.dawateislami.net www.maktabatulmadina.com
ilmia@dawateislami.net feedback@maktabatulmadina.com

پاکستان کے چند مکتبۃ المدینہ

اسلام آباد: شبیر شریف روڈ G-11 مرکز اسلام آباد	051-5553765	لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ	04237311679
ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ	0614511192	فیصل آباد: امین پور بازار	0412632625
پشاور: مکتبۃ المدینہ سٹی ٹاور شاپ #الف 15،16 کابلی روڈ پشاور سٹی	0092 341 1458486	حیدر آباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن	0222620122
سکھر: مکتبۃ المدینہ، فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ سکھر	0092 312 2611826	میر پور آزاد کشمیر: چوک شہیداں	05827437212

المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
دعوتِ اسلامی DAWAT-E-ISLAMI
مکتبۃ المدینہ MAKTABA TUL MADINAH

فہرست

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
پیشِ لفظ	11	سود سے پاگل پن پھیلتا ہے	26
سود اور اس کا علاج	14	سود خور کے پیٹ میں سانپ	26
سود اور اس کا علاج	15	سودی کاروبار میں شرکت باعثِ لعنت ہے	27
درود شریف کی فضیلت	15		
خون کا دریا	16	سود کھانا جیسے اپنی ماں سے زنا کرنا	27
بھیانک بیماری	16	ناعاقبت اندیش لوگ	28
تین خوش نصیب بندے	17	اَسلاف کا اندازِ حیات	31
قرض دینے کا ثواب	18	بارونق گھر دیکھ کر رَو پڑے	31
مقروض پر نرمی سے بخشش ہو گئی	18	دنیا آخِرت کی تیّاری کیلئے مخصوص ہے	31
سارا قرض معاف کر دیا	19	آہ! سود ہی سود	32
سود کے شبہات سے بچنا	21	سود خور کو اعلانِ جنگ	35
قرض پر نفع لینا سود ہے	21	سود کی نحوست اور اس کی تباہ کاریاں	37
قرآنِ کریم میں سود کی حرمت کا بیان	22	سود خور حاسد بن جاتا ہے	38
شانِ نزول	23	سود خور بے رحم ہو جاتا ہے	38
تفسیر	24	سود خور مال کا حریص ہوتا ہے	39
احادیثِ مبارکہ میں سود کی حرمت	25	آگ سے ڈرو	40
ہلاکت خیز سات چیزیں	25	توبہ اللہ کی طرف سے ڈھیل ہے	41
سود سے ساری بستی ہلاک ہو جاتی ہے	25	گناہوں کو اچّھا سمجھنا کُفر ہے	42

عبرت انگیز کتبہ	42	طُولِ اَمَل کے 6 حروف کی نسبت سے لمبی امیدوں کے متعلق 6 فرامینِ مصطفٰی	61
سود خور کا مال اسے کوئی نفع نہیں دیتا	45		
سود کا انجام کمی پر ہوتا ہے	45	دوسرا علاج دولتِ دنیا سے چھٹکارا	64
برکت اور کثرت میں فرق	47	حقیقی دولت	65
سود خور مظلوم کی بد دعا سے ہلاک ہو جاتا ہے	48	حلال پر حساب اور حرام پر عذاب ہے	66
		تیسرا علاج قناعت	67
سود خور حکیم کی عبرتناک موت	49	قناعت یہ ہے	68
سود سے معیشت برباد ہو جاتی ہے	50	قناعت سے عزت ہے	69
جرائم کا اضافہ	51	لوگوں کے مال سے نااُمید ہو جاؤ	69
بروزِ قیامت سود خور کی حالت	52	انسان کے پیٹ کو مٹی ہی بھر سکتی ہے	69
سود خور کا نفل قبول ہو گا نہ کوئی فرض	53	قناعت پسند کو بادشاہوں سے کیا کام؟	72
سود خور کی قبر سے دہکتی آگ نکلتی	53	امیر اہلسنت کی تحریر کا اثر	73
حلال و حرام کی تمیز کا ختم ہونا	55	سود کا چوتھا علاج موت کا تصور	75
مالِ حرام سے کیا گیا صدقہ مقبول نہیں	55	موت سے غفلت کا سبب	76
حرام کھانے والا مستحق نار ہے	56	بانس کی جَھونپڑی	77
حرام کھانے سے دعا قبول نہیں ہوتی	56	موت سے غفلت	78
آہ! نیکیاں خاک ہو گئیں	58	غفلت کا انجام	80
سود خور کو اژدھے نے لپیٹ لیا	59	پانچواں علاج سود سے بچنے کا حیلہ	84
سود کا علاج	59	کان چھیدنے کا رَواج کب سے ہوا؟	85
پہلا علاج لمبی اُمیدوں سے کنارہ کشی	59	سود سے بچنے کی صورتیں	86
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں	60	ملاوٹ والے کاروبار سے توبہ	93

برائیوں کی ماں	95	سرکار کی پسند	121
برائیوں کی ماں	96	اعلیٰ حضرت کے والد ماجد مولانا نقی علی خان کے شراب کے متعلق عبرت انگیز مدنی پھول	121
درودِ پاک کی فضیلت	96		
برائیوں کی ماں	97		
بوتل میں شراب تھی یا سرکہ؟	99	شراب اور سراب میں فرق	122
مخلوق کا ڈر	100	حرمت کا نفاذ	123
شراب نوشی کی محافل	102	صحابۂ کرام کا عمل	126
احکامِ خداوندی سے کھلی جنگ	103	مسلم و غیر مسلم میں فرق	129
ایک گناہ 10 عیب	106	شراب کے نُقصانات	130
شراب کسے کہتے ہیں؟	108	شراب کے معاشی نقصانات	130
خَمر کو خَمر کہنے کا سبب	109	شراب کے طبی نقصانات	132
شراب کا حکم	109	شراب کے اخلاقی و معاشرتی نقصانات	134
شراب کی کمائی کا حکم	110	شرابی کو اپنے پرائے کی تمیز نہیں رہتی	135
شراب حرام ہے تھوڑی ہو یا زیادہ	111	شرابی اور اس کا خاندان	135
خمر (شراب) کے متعلق آٹھ احکام	113	شرابیوں سے دور رہنے کا حکم	137
حرمت شراب پر علامہ شامی کے دس دلائل	114	شہزادۂ رسول کے عطا کردہ مدنی پھول	139
		شراب اور شیطان	141
شراب کب حرام ہوئی؟	116	شرابیوں کا شیطان	142
"شراب" کے متعلق نازل ہونے والی 4 آیاتِ مبارکہ	116	شراب اور عقل	143
		پیشاب سے وضو کرنے والا شرابی	144
بتدریج حرمت میں حکمت	120	شرابی کی ختم نہ ہونے والی حرص	144

سب سے بڑا گناہ	145	شرابی کی سزا	168
اندھا شرابی	146	شرابی کی دنیا میں سزا	169
شراب اور موت	147	شرابی کی قبر میں سزا	170
شراب پر پابندی کی کوششیں	148	مردہ عورت نے کفن چور کو تھپڑ مارا	171
شرابی اور اس کا ایمان	150	بچہ بوڑھا ہو گیا	172
شرابی کے ایمان کے متعلق 5 فرامینِ مصطفٰے	150	جہنم کی گردن	172
		لفظِ قیامت کے پانچ حروف کی نسبت سے بروزِ قیامت شرابی کی 5 سزائیں	174
غافل شرابیوں کا انجام	152		
بطورِ دوا شراب پینا	154	قیامت میں شرابی کا حلیہ	174
شراب کے سبب ایمان سے محرومی	155	مردار سے زیادہ بدبُودار	174
گدھے کو گھوڑا بنانے کی کوشش	156	لوہے کے گرزوں سے استقبال	175
شراب نوشی کی دس بری خصلتیں	157	شرابی کی سزاؤں کا خوفناک منظر	176
شرابی پر لعنت	160	شرابی اور جنتی شراب	180
شراب کے قطرے سے بھی نفرت	161	شرابی اور جنت کی خوشبو	180
شراب کے ایک گھونٹ کی سزا	161	کرلے توبہ ربّ کی رحمت ہے بڑی	182
شرابی پر خدا کی ناراضی	162	توبہ کا دروازہ	183
شرابی اور اس کی نماز	163	شرابی ولی بن گیا	183
اسبابِ زوالِ مسلمین کے پندرہ حروف کی نسبت سے مسلمانوں کے زوال کے 15 اسباب	166	باادب بانصیب بے اَدب بے نصیب	185
		شرابی کی بخشش ہو گئی	186
		بھیانک قبریں	188
عذاب کی مختلف صورتیں	167	شرابی کا انجام	189

خنزیر نُما مردہ	189	گناہ آخر گناہ ہے	214
آگ کی کیلیں	190	گناہ نفاق کی علامت ہیں	217
آگ کی لپیٹ میں	190	گناہ بھلایا نہیں جاتا	217
جوانی میں توبہ کا اِنعام	190	اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ڈھیل	218
شرابی کی ہدایت کا سبب	191	گُناہوں کو اچھا سمجھنا کفر ہے	218
ہم کیوں پریشان ہیں؟	194	چار عِبرت ناک واقعات	219
نماز کی برکتیں	195	پہلا واقعہ	220
بے نَمازی کا ہولناک انجام	196	دوسرا واقعہ	220
شرابی، مبلغ کیسے بنا؟	197	تیسرا واقعہ	221
گناہوں کی نحوست	201	چوتھا واقعہ	222
گناہوں کی نحوست	202	گناہ خلوت میں ہو یا جلوت میں گناہ ہے	223
درودِ پاک کی فضیلت	202	بنی اسرائیل پر مختلف عذابوں کا سبب	225
آغاز تو اچھا تھا مگر انجام بہت ہی برا	202	دعوتِ اسلامی اور گناہوں کے خلاف جنگ	226
دنیا ایک خواب ہے	205		
اعمال کی جوابدہی	207	گناہوں کا سبب بننے والی چار باتیں	227
گناہوں کے عذاب سے مُتَعَلِّق 5 آیاتِ مقدسہ	208	گناہوں کی اقسام	227
		گناہوں کی تعداد	229
گناہوں سے بچنے کے مُتَعَلِّق 6 فرامینِ مصطفےٰ	209	گناہوں کا انجام	231
		گناہوں کے دس نقصان	232
گناہ کسے کہتے ہیں؟	212	بُرے خاتِمے کا سَبَب	233
کس کی خوشی چاہئے رحمٰن کی یا شیطان کی؟	213	گناہوں کی خوفناک شکلیں	234

گناہوں کے دنیاوی نقصان	235	(2)چغلی کی نحوست	262
حقیقت میں کامیاب کون؟	236	چغل خور کی باتوں میں نہ آیئے	264
گناہوں کا علاج	237	چغلی سے گھر کی بربادی	265
گناہوں کے چھ علاج	237	چُغلی کسے کہتے ہیں؟	267
مبلغین کیلئے مدنی پھول	240	کیا ہم چُغلی سے بچتے ہیں؟	267
خوفِ گناہ ہو تو ایسا!	241	چغلی کے متعلق 6 فرامینِ مصطفٰے	268
نماز گناہوں سے روکتی ہے	242	چغل خوری کا علاج	269
داڑھی بھی گناہوں سے روکتی ہے	243	چغل خور کبھی سچا نہیں ہو سکتا	270
گناہوں سے نجات کے چند مختلف طریقے	245	سَیِّدُنا عمر بن عبد العزیز کا طرزِ عمل	271
گناہوں کی دوا	247	محبّتوں کے چوروں سے بچو	272
گناہ مٹانے کا نسخہ	248	(3)شراب کی نحوست	273
گناہوں سے بچنے کا ایک اور نسخہ	249	شراب برائیوں کی اصل ہے	281
گناہوں کے گیارہ علاج	250	شراب کے دس نقصان	284
چار گناہوں کی نشاندہی	252	مدنی ماحول اور شرابیوں کی توبہ	287
(1)حَسَد کی نُحُوست	252	میں شرابی اور چور تھا	287
حَسَد کیا ہے؟	254	(4)بے حَیائی کی نحوست	289
حسد کو حسد کیوں کہتے ہیں؟	255	حیا کیا ہے؟	291
حسد سے گھروں کی تباہی	256	بے حیائی کی تباہی	291
حسد کے مُتَعَلِّق تین فرامینِ مصطفٰے	257	بے حیائی سے نَجات کا طریقہ	293
حاسِد کا عِبرت ناک انجام	258	باحیا باپ کے کردار کا اثر	293
حَسَد کا علاج	261	بے حیائی کے خلاف دعوتِ اسلامی کی جنگ	295

دعوتِ اسلامی کی برکات	295	اللہ صلح کروائے گا	330
فیصلہ کرنے کے مدنی پھول	301	صُلح خوب اور بہتر ہے	332
فیصلہ کرنے کے مدنی پھول	302	میاں بیوی میں صُلح کرادیجئے	333
درود شریف کی فضیلت	302	نَفلی صلوۃ و خیرات سے افضل کام	334
سرکار کا فیصلہ	303	اچھا اسلامی بھائی کون؟	335
عادل قاضی	306	صلح کی ایک عجیب حکایت	336
سلف صالحین اور منصب قضا	308	{5} فریقین سے برابری کا سلوک کیجئے	337
جان دیدی، منصبِ قضا قبول نہ کیا	312	فاروقِ اعظم کی ثالث کو ہدایت	337
شکر رنجیاں اور اُن کے نقصانات	313	{6} ہر فریق کی بات توجہ سے سنئے	339
شیطان آپس میں لڑواتا ہے	314	{7} فیصلہ میں جلد بازی نہ کیجئے	340
آداب فیصلہ	315	صحابیِ رسول کی حکایت	340
{1} علمائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوں	315	{8} خوب تحقیق سے کام لیجئے	341
		دوست کے قاتل	341
سرکارِ مدینہ کا فیصلہ نہ ماننے کا انجام	318	مسئلے کا جواب کئی دن بعد دیا	344
{2} جو اہل ہو وہی فیصلہ کرے	321	{9} غصے میں فیصلہ نہ کیجئے	346
{3} حَکَم بننے کی خواہش نہیں کرنا چاہئے	323	{10} کسی فریق کا حق ضائع نہ ہو	346
ذمہ داری مانگ کر لینے کی صورت	324	دار الافتاء سے رجوع کرنے کا مشورہ	349
ذمہ داری مانگ کر لینے کا نقصان	326	امیر اہلسنّت کے دس حروف کی نسبت سے فیصلہ کرنے کے دس مدنی پھول	350
دو فرشتوں کی مدد	326		
فاروقِ اعظم کے مددگار فرشتے	327	امیر اہلسنّت کے فیصلہ کرنے کا انداز	351
{4} فریقین میں صلح کرادیجئے	328	ماخذ و مراجع	357

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”علما و مشائخ“ کے 10 حُروف کی نسبت سے کتاب پڑھنے کی 10 نیتیں

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔[1]

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عَملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

(1) ہر بار حمد و صلوٰۃ اور (2) تَعَوُّذ و تَسْمِیَہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اوپر دی ہوئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے اس پر عمل ہو جائے گا)۔ (3) رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔ (4) جہاں جہاں ”**سرکار**“ کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں **صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم** (5) جہاں جہاں کسی **صحابی** کا نام آئے گا وہاں **رضی اللہ عنہ** اور جہاں جہاں کسی **بزرگ** کا نام آئے گا وہاں رحمۃُ اللہِ علیہ پڑھوں گا۔ (6) رضائے الٰہی کے لئے علم حاصل کروں گا۔ (7) اس کتاب میں جن جن بزرگوں کا نام آیا ہے، انہیں فاتحہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کروں گا۔ (8) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (9) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا (ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔ (10) اس روایت **عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ** یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔[2] پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب میں بیان کردہ باتیں دوسروں کو سنا کر ذکرِ صالحین کی برکتیں لوٹوں گا۔

---

1 معجم کبیر، 6/185، حدیث: 5942
2 حلیۃ الاولیاء، 7/335، رقم: 10750

پیشِ لفظ

وعظ و نصیحت اگرچہ دو الگ الگ لفظ ہیں اور ایک دوسرے کے معنیٰ میں استعمال بھی ہوتے رہتے ہیں، مگر ان سے حقیقت میں کیا مراد ہے، اس میں انتہائی معمولی سا فرق ہے، مثلاً وعظ سے مراد خیر کی ایسی باتیں یاد دلانا ہے جن سے دل نرم پڑ جائے اور ایک قول کے مطابق وعظ ایسی بات کی طرف راہ نمائی کرنے کو کہتے ہیں جو بطریقۂ رغبت وڈر اصلاح کی طرف بلائے۔[1] جبکہ نصیحت کا لفظ خلوص و عبرت کے لیے بھلائی کی بات بتانے اور نیک صلاح مشورے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔[2] جیسا کہ شفا شریف میں ہے کہ جس شخص کو نصیحت کی جارہی ہو، اس کی مکمل بھلائی اور خیر خواہی کے ارادے کو نصیحت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[3]

وعظ و نصیحت کا مقصود چونکہ دوسروں کی اصلاح ہوتا ہے، لہٰذا اگر دیکھا جائے تو عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دَعْوَتِ اسلامی کی کامیابی کا ایک بہت بڑا ذریعہ وعظ و نصیحت پر مشتمل پر اثر بیانات بھی ہیں، یہ بیانات کرنے والے مبلغین اگرچہ بہت زیادہ ہیں، لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ان سب کے سرخیل و سردار عظیم مبلغ اسلام، سچے عاشق رسول و پابندِ سنت، با عمل و با کردار، صاحبِ فراست و معاملہ فہم، حاضر جواب و حاضر دماغ، عصری تقاضوں سے ہم آہنگ جہاں دیدہ شخصیت دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔

نگرانِ شوریٰ کے بیانات تنظیمی طور پر کس قدر اہمیت کے حامل ہیں، ان کے متعلق بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کے یہ ارشادات پڑھ لیجئے:

☆ نگرانِ شوریٰ کے بیانات انقلابی ہوتے ہیں۔[4] ☆ نگرانِ شوری کے کئی انقلابی بیانات ہیں،

---

1. تفسیر خازن، پ11، سورہ یونس، تحت الآیۃ:57، 2/448
2. اردو لغت کبیر، 20/73 ماخوذاً
3. کتاب الشفا، 2/28
4. ۷ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ بمطابق 29 نومبر 2014ء بعد عشاء مدنی مذاکرہ

ان کو عام کیجئے اِن شاءَ اللہ اس کے فوائد اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔[1] ☆ اللہ پاک کی رحمت سے نگرانِ شوریٰ کے بیانات سے کئی اسلامی بھائیوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہوا ہے۔[2]

نگرانِ شوریٰ کے بیانات کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر تقریباً 2009 یا 2010 میں دعوتِ اسلامی کی کے شعبہ اسلامک ریسرچ سنٹر کے نگران اور مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن حاجی ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی مُدَّ ظِلُّہُ العالی کے حکم پر بیاناتِ دعوتِ اسلامی کے نام سے ایک شعبہ قائم ہوا جس کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی۔ چنانچہ میں نے اپنی تمام تدریسی و دیگر مصروفیات کو چھوڑ کر یہ ذمہ داری اٹھائی اور صرف تین چار سالوں میں ہی تقریباً 19 کتب و رسائل دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آ گئے۔ پھر دیگر مصروفیات کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکا تو اسلامک ریسرچ سنٹر کے چند ذمہ داران بالخصوص مولانا سید عمران اختر شاہ صاحب نے اس علمی ذخیرے میں چند رسائل کا مزید اضافہ کیا اور پھر یہ کام جزوی طور پر تعطل کا شکار ہو گیا۔ بہر حال اب پھر اگست 2024 کو یہ اہم کام دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ ہوا تو سابقہ کاموں کو مجلد شکل میں لانے کی ذمہ داری اس بار بھی مجھے عطا فرمائی گئی۔ چنانچہ میں نے اپنی دیگر مصروفیات کو عارضی طور پر موقوف کر کے تمام شائع شدہ کتب و رسائل کا جائزہ لے کر فوری کام کا آغاز کر دیا۔ نگرانِ شوریٰ کے بیانات کا ایک مجموعہ چونکہ **رسائل دعوتِ اسلامی** کے نام سے اور دوسرا **اسلامی شادی** کے نام پہلے ہی شائع ہو چکا ہے، لہٰذا اب ان تمام کتب و رسائل کو کل سات جلدوں میں لانے کا فیصلہ ہوا، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

جلد نمبر 1:

☆ فیضانِ مرشد ☆ احساسِ ذمہ داری ☆ جنت کی تیاری
☆ وقفِ مدینہ ☆ مدنی کاموں کی تقسیم ☆ مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے
☆ مدنی مشورے کی اہمیت ☆ تعارفِ دعوتِ اسلامی

---

1 ۴ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ بمطابق 28 اکتوبر 2014ء کے مدنی مذاکرہ
2 ۱۶ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۵ھ بمطابق 11 اکتوبر 2014ء عشاء بعد مدنی مذاکرہ

جلد نمبر2:

☆علم وعلما کی شان ☆جامع شرائط پیر ☆پیر پر اعتراض کرنا منع ہے

☆کامل مرید ☆پیارے مرشد ☆علما پر اعتراض منع ہے

☆یہ وقت بھی گزر جائے گا

جلد نمبر3:

☆موت کا تصور ☆شوہر کو کیسا ہونا چاہئے؟ ☆غیرت مند شوہر

☆بیوی کو کیسا ہونا چاہئے؟ ☆بیٹی کی پرورش ☆بیٹے کی وصیت ☆صدقے کا انعام

جلد نمبر4:

☆صحابی کی انفرادی کوشش ☆سیرت ابو درداء ☆عشق رسول

☆گستاخان رسول کا عملی بائیکاٹ کیجئے ☆اللہ والوں کا انداز تجارت

جلد نمبر5:

☆سود اور اس کا علاج ☆برائیوں کی ماں ☆گناہوں کی نحوست

☆فیصلہ کرنے کے مدنی پھول

جلد نمبر6:

☆مقصد حیات ☆ایک زمانہ ایسا آئے گا ☆ہمیں کیا ہو گیا ہے

☆ایک آنکھ والا آدمی ☆جنت کا راستہ

جلد نمبر7:

☆اسلامی شادی

شیر عطار نگرانِ شوریٰ پر اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کے صدقے نور کی برسات ہو اور آپ کے فیوضات سے دنیا یونہی فیض یاب ہو۔ اٰمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

ابو الابصار ابرار اختر القادری

چیف ایڈیٹر ماہنامہ خواتین (دعوتِ اسلامی)

Go To Index



یہ رسالہ سُود، اس کی نحوستوں اور اس سے بچنے کے طریقوں پر مشتمل ہے۔

سُود اور اُس کا علاج

پیش کش: مرکزی مجلسِ شُوریٰ (دعوتِ اسلامی)

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)
SC 1286

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

سود اور اس کا علاج (۱)

درود شریف کی فضیلت:

ایک شخص نے خواب میں ایک خوفناک شکل دیکھی، گھبرا کر پوچھا: ''تُو کون ہے؟'' تو اُس نے جواب دیا: ''میں تیرے بُرے اعمال ہوں۔'' پوچھا: ''تجھ سے نَجات کی کیا صورت ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''درودِ پاک کی کثرت۔''(۲)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

مدینہ

(۱) یہ رسالہ مبلغِ دعوتِ اِسلامی و نگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حاجی محمد عمران عطاری سَلَّمَهُ الْبَارِی کے دو بیانات: ''سود کی نحوست'' اور ''سود اور اس سے بچنے کے طریقے'' کا مجموعہ ہے۔ جو ضروری ترمیم واضافے کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔

(۲) اَلْقَوْلُ الْبَدِیع، الباب الثانی فی ثواب الصلاۃ۔۔ الخ، ص ۲۵۵.

خون کا دریا:

صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے شبِ معراج دیکھا کہ دو شخص مجھے ارضِ مقدّس (یعنی بیت المقدس) لے گئے، پھر ہم آگے چل دیئے یہاں تک کہ خون کے ایک دریا پر پہنچے جس میں ایک شخص کھڑا ہوا تھا اور دریا کے کنارے پر دوسرا شخص کھڑا تھا جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے، دریا میں موجود شخص جب بھی باہر نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے پر کھڑا شخص ایک پتھر اس کے منہ پر مار کر اسے اس کی جگہ لوٹا دیتا، اسی طرح ہوتا رہا کہ جب بھی وہ (دریا والا) شخص کنارے پر آنے کا ارادہ کرتا تو دوسرا شخص اس کے منہ پر پتھر مار کر اسے واپس لوٹا دیتا، میں نے پوچھا: ''یہ دریا میں کون ہے؟'' جواب ملا: ''**یہ سود کھانے والا ہے۔**'' (۱)

بھیانک بیماری:

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! فی زمانہ جہاں ہمارا معاشرہ بے شمار برائیوں میں مبتلا ہے، وہیں ایک اہم ترین برائی ہمارے معاشرے میں بڑی تیزی کے ساتھ پروان چڑھ رہی ہے، وہ یہ ہے کہ اب کسی حاجت مند کو بغیر سود (Interest) کے

مدینہ

(۱) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اکل الربا و شاھدہ و کاتبہ، الحدیث: ۲۰۸۵، ج۲، ص۱۴.

قرض (Loan) ملنا مشکل ہو گیا ہے۔ لہذا آیئے اس بھیانک بیماری کے بارے میں جانتے ہیں جو ایک وبا کی طرح ہمارے معاشرے میں پھیلتی چلی جارہی ہے۔ حالانکہ قرض دینے کے بے شمار فضائل مروی ہیں۔ چنانچہ،

تین خوش نصیب بندے:

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین طرح کے مومن بندوں کو اجازت ہو گی کہ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہیں داخل ہو جائیں اور جو نِعمت چاہیں اختیار کریں: (۱)۔۔۔ مقتول کے ورثاء، جو قاتل کا خون معاف کر دیں۔ (۲)۔۔۔ جو حاجت مندوں کو قرض دیں۔ (۳)۔۔۔ اور جو ہر فرض نماز کے بعد دس بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد شریف پڑھا کریں۔''[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! اس حدیثِ پاک میں تین خوش نصیب بندوں کا تذکرہ ہے جن میں ایک وہ بھی ہے جو حاجت مندوں کو قرض دیتا ہے۔ کیونکہ جو کسی محتاج کو قرض دیتا ہے بروزِ قیامت اسے اَجر و ثواب کا پیمانہ بھر بھر کر دیا جائے گا۔ **مگر افسوس!** ہمارے یہاں قرض تو دیا جاتا ہے مگر سود پر، اور آخرت کا ثواب نہیں دیکھا جاتا، حالانکہ قرض دینا کس قدر ثواب کا باعث ہے اس کو اس حدیثِ پاک سے سمجھئے:

مدینہ

(۱) مسند ابی یعلیٰ، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث 1788، ج 2، ص 196، بتغیر قلیل.

قرض دینے کا ثواب:

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر قرض صدقہ ہے۔''(۱)

اسی طرح حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شبِ مِعراج جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ کا ثواب دس گنا اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔ چنانچہ، میں نے جبرائیل سے اس بارے میں پوچھا کہ قرض کے صدقہ سے افضل ہونے کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ (صدقہ تو) وہ بھی مانگ لیتا ہے جو محتاج نہ ہو مگر قرض مانگنے والا حاجت و ضرورت کے بغیر قرض نہیں مانگتا۔(۲)

مقروض پر نرمی سے بخشش ہو گئی:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک شخص نے کبھی کوئی نیک کام نہ کیا تھا، ہاں البتہ! وہ لوگوں کو قرض دیا کرتا اور اپنے نوکروں سے کہا کرتا کہ **مقروض خوشحال ہو تو اس سے قرض لے لینا اور اگر تنگدست ہو تو مت لینا** (بلکہ درگزر فرمانا اور مزید مہلت

مدینہ

(۱) المعجم الاوسط، الحدیث: 3498، ج2، ص345

(۲) سنن ابن ماجه، کتاب الصدقات، باب القرض، الحدیث: 2431، ج3، ص154

دے دینا)۔ اے کاش! ہمارا ربّ عَزَّوَجَلَّ بھی ہم سے در گزر فرمائے۔'' چنانچہ، جب اس نے جہانِ فانی سے کوچ کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس سے دریافت فرمایا: ''کیا تو نے کبھی کوئی نیکی بھی کی؟'' اس نے عرض کی: ''نہیں، ہاں البتہ! میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور جب اپنے خادم کو قرض کی وصولی کے لئے بھیجتا تو اسے کہا کرتا تھا کہ خوشحال سے تو لے لینا مگر تنگدست سے مت لینا بلکہ در گزر کرنا، ہو سکتا ہے کہ (اسی کے سبب) اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سے بھی در گزر فرمائے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''(جاؤ!) **میں نے تمہیں بخش دیا۔**''(۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! قرض دینے اور حاجت مند اور تنگدست پر رحم و شفقت کی کس قدر برکت ظاہر ہوئی۔ ہمارے اسلاف بکثرت قرض دینے کے ساتھ ساتھ حاجت مند اور تنگدست پر رحم اور عفو و در گزر کا معاملہ بھی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ،

سارا قرض معاف کر دیا:

حضرت سیِّدُنا شَقِیق بَلْخِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا امامِ اَعظَم اِمامِ ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک شخص آپ کو دیکھ کر چھپ گیا اور دوسرا راستہ اختیار کیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے اسے پکارا، وہ آیا تو پوچھا کہ تم نے

مدینہ

(۱) المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۸۷۳۸، ج3، ص285

راستہ کیوں بدل دیا؟ اور کیوں چھپ گئے؟ اس نے عرض کی: ''**میں آپ کا مقروض ہوں، میں نے آپ کو دس ہزار درہم دینے ہیں جس کو کافی عرصہ گزر چکا ہے اور میں تنگدست ہوں، آپ سے شرماتا ہوں۔**'' **امام اعظم** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَمْ **نے فرمایا:** ''**سُبْحَانَ اللہ! میری وجہ سے تمہاری یہ حالت ہے، جاؤ! میں نے سارا قرض تمہیں معاف کر دیا۔** اور میں نے اپنے آپ کو اپنے نفس پر گواہ کیا۔ اب آئندہ مجھ سے نہ چھپنا۔ اور سنو جو خوف تمہارے دل میں میری وجہ سے پیدا ہوا مجھے وہ بھی معاف کر دو۔''(۱)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! قربان جایئے سَیِّدُنا امامِ اعظم امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی مبارک سیرت پر، کس قدر تنگدست پر شفقت فرمائی اور نہ صرف اپنا قرض معاف کر دیا بلکہ اس کے دل میں جو خوف پیدا ہوا اس پر بھی کمال درجہ کی عاجزی وانکساری کا مُظاہرہ کرتے ہوئے معافی طلب کر رہے ہیں۔

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! سَیِّدُنا امامِ اعظم امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا تقویٰ کمال درجہ کا تھا۔ آپ حاجت مندوں کو نہ صرف قرض دیا کرتے بلکہ درگزر سے بھی کام لیا کرتے۔ اور قرض پر کسی قسم کا نفع لینے سے ہمیشہ خوفزدہ رہتے کہ کہیں سود میں مبتلا نہ ہو جاؤں، سَیِّدُنا امامِ اعظم امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سود تو سود، سود کے شبہات سے بھی اپنے تقویٰ کے سبب بچا کرتے تھے۔ چنانچہ،

مدینہ

(۱) مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، ج1، الجزء الاول، ص260

سود کے شبہات سے بچنا:

سَیِّدُنا امامِ اعظم امامِ ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک جنازہ پڑھنے تشریف لے گئے، دُھوپ کی بڑی شدت تھی اور وہاں کوئی سایہ نہ تھا، ساتھ ہی ایک شخص کا مکان تھا، جس کی دیوار کا سایہ دیکھ کر لوگوں نے سَیِّدُنا امامِ اعظم امامِ ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے عرض کی کہ حضور! اس مکان کے سایہ میں کھڑے ہو جایئے۔ میرے آقا امامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم نے ارشاد فرمایا کہ **اس مکان کا مالک میرا مقروض ہے اور اگر میں نے اس کی دیوار سے کچھ نفع حاصل کیا تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ کے نزدیک کہیں سود لینے والوں میں شُمار نہ ہو جاؤں۔** کیونکہ مدینے والے مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: ''جس قرض سے کچھ نفع لیا جائے وہ سود ہے۔'' چنانچہ، آپ دھوپ ہی میں کھڑے رہے۔ (۱)

قرض پر نفع لینا سود ہے:

فتاویٰ رَضَوِیَّہ شریف میں اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دین وملّت، پروانۂ شمع رِسالت، مولانا الشاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن قرض پر نفع لینے کے متعلق فرماتے ہیں: ''**قرض دینے والے کو قرض پر جو نفع وفائدہ حاصل ہو وہ سب سود اور نِرا حرام ہے۔**

حدیث میں ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ''کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ

---

(۱) تذکرۃ الاولیاء، ص188

مَنْفَعَةً فَهُوَ رِباً'' قرض سے جو فائدہ حاصل کیا جائے وہ سود ہے۔''(۱)

قرآنِ کریم میں سود کی حرمت کا بیان

پیارے اسلامی بھائیو! سود قطعی حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔اس کی حرمت کا منکر کافر اور جو حرام سمجھ کر اس بیماری میں مبتلا ہو وہ فاسق اور مردود الشہادۃ ہے۔(یعنی اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی) اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ پاک میں اس کی بھرپور مذمت فرمائی ہے۔چنانچہ، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 275 تا 278 میں ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ	ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو سُود کھاتے ہیں
اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ	قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر
الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ	جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو
قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰواۘ	کر مخبوط بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ انہوں نے
وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰواؕ	کہا بیع بھی تو سُود ہی کے مانند ہے اور اللہ
فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ	نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سُود تو جسے
فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَؕ وَ اَمْرُهٗۤ	اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور
اِلَى اللّٰهِؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ	وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا

(۱)فتاویٰ رضویہ، ج17، ص713

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾

﴿پ۳، البقرۃ: 275 تا 278﴾

اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔ اللہ ہلاک کرتا ہے سُود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار۔ بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اُن کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سُود اگر مسلمان ہو۔

شانِ نزول:

صدر الافاضل، حضرتِ علامہ مولیٰنا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''خزائنُ العرفان'' میں اس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول کے بارے میں کچھ یوں فرماتے ہیں: ''یہ آیت اُن اَصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو سُود کی حُرمت نازل ہونے سے قبل سُودی لین دین کرتے تھے اور اُن کی گِراں قدر سُودی

رقمیں دُوسروں کے ذِمّہ باقی تھیں، اس میں حکم دیا گیا کہ سود کی حرمت نازل ہونے کے بعد سابق کے مطالبہ بھی وَاجِبُ التَّرک ہیں اور پہلا مقرر کیا ہوا سُود بھی اب لینا جائز نہیں۔"(۱)

اس کے بعد اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی ارشاد فرماتا ہے:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ﴿۲۷۹﴾ پ3، البقرۃ: 279

ترجمۂ کنزالایمان: پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کرلو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو۔

تفسیر:

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولیٰنا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "یہ وَعِیْد وتَہْدِیْد میں مبالغہ وتَشْدِیْد ہے۔ (یعنی) کس کی مجال کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کا تصور بھی کرے۔ چنانچہ، اُن اصحاب نے اپنے سودی مطالبے چھوڑے اور یہ عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی ہمیں کیا تاب؟ اور تائب ہوئے۔"(۲)

مدینہ

(۱) خزائن العرفان، پ3، البقرۃ: تحت الاٰیۃ 278

(۲) المرجع السابق، تحت الاٰیۃ 279

احادیثِ مبارکہ میں سود کی حرمت

کثیر احادیثِ مبارکہ میں سود کی بھرپور مذمت فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ،

ہلاکت خیز سات چیزیں:

شہنشاہِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''سات چیزوں سے بچو جو کہ تباہ و برباد کرنے والی ہیں۔'' صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم! وہ سات چیزیں کیا ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(۱) شرک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) اسے ناحق قتل کرنا کہ جس کا قتل کرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حرام کیا (۴) **سود کھانا** (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جنگ کے دوران مقابلہ کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا (۷) اور پاکدامن، شادی شدہ، مومن عورتوں پر تُہمت لگانا۔'' (۱)

سود سے ساری بستی ہلاک ہو جاتی ہے:

حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ **جب کسی بستی میں زِنا اور سُود پھیل جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس بستی والوں کو ہلاک کرنے کی اجازت دے دیتا ہے۔** (۲)

مدینہ

(۱) صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یاکلون اموال الیتمی۔۔الایۃ، الحدیث: 2766، ج2، ص242

(۲) کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الثانیۃ عشرۃ، ص69

سود سے پاگل پن پھیلتا ہے:

نبیوں کے سلطان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عِبْرَت نشان ہے: ''جس قوم میں سود پھیلتا ہے اس قوم میں پاگل پن پھیلتا ہے۔''(۱)

سود خور کے پیٹ میں سانپ:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ میرے آقا، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالم کے مالک و مختار بِاِذْنِ پروردگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں کہ شبِ معراج مَیں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا، جن کے پیٹ کمروں کی طرح (بڑے بڑے) تھے، جن میں سانپ پیٹوں کے باہر سے دیکھے جارہے تھے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا: ''یہ کون لوگ ہیں؟'' انہوں نے عرض کی: ''یہ سود خور ہیں۔''(۲)

آہ صد کروڑ آہ! آج ہمارے پیٹ میں اگر معمولی سا کیڑا چلا جائے، تو طبیعت میں بَھونچال آجاتا ہے۔ قیامت کا یہ سخت عذاب کیسے برداشت کریں گے؟ سود کھانے والے لوگوں کے پیٹ اتنے بڑے ہوں گے جیسا کہ کسی مکان کے کمرے ہوں۔ ان میں سانپ اور بچھو وغیرہ ہوں گے۔ کس قدر بھیانک عذاب ہے۔ اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی ہم سب کو سود کی آفت سے محفوظ فرمائے۔

مدینہ

(۱) کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الثانیۃ عشرۃ، ص 70

(۲) سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، الحدیث: ۲۲۷۳، ج۳، ص۷۲

سودی کاروبار میں شرکت باعثِ لعنت ہے:

حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دَانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے **سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کی تحریر لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت کی** اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔ (۱)

اے سودی کھاتے لکھنے اور سود پر گواہ بننے والو! دیکھو کس قدر وعید مروی ہے۔

سود کھانا جیسے اپنی ماں سے زنا کرنا:

مَکّی مَدَنی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عِبرت نشان ہے: ''**بے شک سود کے ۷۲ دروازے ہیں، ان میں سے کمترین ایسے ہے جو کوئی مرد اپنی ماں سے زِنا کرے۔**'' (۲)

ایک روایت میں سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عِبرت نشان ہے: ''**سود کے ۷۰ دروازے ہیں، ان میں سے کم تر ایسا ہے جیسے کوئی مرد اپنی ماں سے زِنا کرے۔**''(۳)

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب المساقات، باب لعن آکل الربا و موکلہ، الحدیث: 1598، ص862

(۲) المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۱۵۱، ج۵، ص۲۲۷

(۳) شعب الایمان، الحدیث: ۵۵۲۰، ج۴، ص۳۹۴

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجددِ دین و ملت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فتاویٰ رَضَوِیَّہ ج17، ص307 پر اس حدیثِ پاک کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''تو جو شخص سود کا ایک پیسہ لینا چاہے اگر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد مانتا ہے تو ذرا گریبان میں منہ ڈال کر پہلے سوچ لے کہ اس پیسہ کا نہ ملنا قبول ہے یا اپنی ماں سے سَتَّر سَتَّر (۷۰) بار زِنا کرنا۔ **سود لینا حرام قطعی وکبیرہ وعظیمہ ہے جس کا لینا کسی طرح روا نہیں۔**'' (۱)

ناعاقبت اندیش لوگ:

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! اس پُر فتن دور میں بعض اَفراد سود (Interest) کے بارے میں بہت کلام کرتے ہیں اور طرح طرح سے سودی معاملات میں راہیں نکالنے کی کوشش کرتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ سود کی اتنی سخت روایات اور وعیدوں کی کیا حکمت ہے؟ کبھی کہتے ہیں اگر سودی کاروبار بند کر دیں گے تو بین الاقوامی منڈی (International Market) میں مقابلہ کیسے کر سکیں گے؟ کبھی کہتے ہیں دوسری قوموں سے پیچھے رہ جائیں گے۔ اور کبھی انتہائی کم شرحِ سود (Interest rate) کی آڑ لے کر لوگوں کو اکساتے ہیں، طرح طرح کی بد ترین راہیں کھولنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مدینہ

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج۱۷، ص307

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجددِ دین وملت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا الشاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن **فتاویٰ رضویہ شریف** میں اسی قسم کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''کافروں نے اعتراض کیا تھا: ﴿اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا﴾ بے شک بیع بھی تو سود کی مثل ہے۔ **تم جو خرید وفروخت کو حلال اور سود کو حرام کرتے ہو ان میں کیا فرق ہے؟** بیع میں بھی تو نفع لینا ہوتا ہے۔''

یہ اِعتراض نَقْل کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان نَقْل کیا: ﴿وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ یعنی اللہ نے حلال کی بیع اور حرام کیا سود۔ اور پھر ارشاد فرمایا: ''**تم ہوتے ہو کون؟ بندے ہو، سرِ بندگی خم کرو۔** حکم سب کو دیئے جاتے ہیں، حِکمتیں بتانے کے لئے سب نہیں ہوتے، آج دنیا بھر کے ممالک میں کسی کی مجال ہے کہ قانون ملکی کسی دفعہ پر حرف گیری کرے کہ یہ بے جا ہے، یہ کیوں ہے؟ یوں نہ ہونا چاہئے، یوں ہونا چاہئے۔ **جب جھوٹی فانی مجازی سلطنتوں کے سامنے چون وچراں کی مجال نہیں ہوتی تو اس مَلِکُ الْمُلُوک، بادشاہِ حقیقی، اَزَلی، اَبَدی کے حضور کیوں اور کس لئے، کادم بھرنا کیسی سخت نادانی ہے۔**''(۱)

اور جو ان احکامات کو قید وبند سے تعبیر کرتا ہے کہ یہ کیسی قیود ہم پر لازم کر دی گئیں؟ اسے اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت سمجھا رہے ہیں: ''**جو آج بے**

مدینہ

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج۱۷، ص۳۵۹

قیدی چاہے کل نہایت سخت قید میں شدید قید میں گرفتار ہو گا۔ اور جو آج احکام کا مُقَیَّد رہے کل بڑے چین کی آزادی پائے گا۔''

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ دنیا مسلمان کے لئے قید خانہ ہے، کافر کے لئے جنَّت، مسلمانوں سے کس نے کہا کہ کافروں کی اموال کی وُسعت اور طریقِ تحصیلِ آزادی اور کثرت کی طرف نگاہ پھاڑ کر دیکھے۔ اے مسکین! تجھے توکل کا دن سنوارنا ہے:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ (پ19، الشعراء:88،89)

جس دن نہ مال نفع دے گا نہ اولاد، مگر جو اللہ کے حضور سلامتی والے دل کے ساتھ حاضر ہوا۔

اے مسکین! تیرے رب نے پہلے ہی تجھے فرمادیا ہے:

وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ (پ16، طٰہٰ:131)

اپنی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ اس دنیاوی زندگی کی طرف جو ہم نے کافروں کے کچھ مردوں وعورتوں کے برتنے کو دی تاکہ وہ اس کے فتنہ میں پڑے رہیں اور ہماری یاد سے غافل ہوں اور تیرے رب کا رزق بہتر ہے اور باقی رہنے والا۔ (۱)

مدینہ

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج۱۷، ص۳۶۰

اَسلاف کا اندازِ حیات:

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! ہمارے اَسلاف کے اندازِ حیات کی کچھ جھلک ملاحظہ کیجئے کہ کس طرح دُنیاوی عیش وآرائش سے دور رہ کر آخرت کو بہتر بنانے والی زندگی گزارتے تھے۔ چنانچہ،

بارونق گھر دیکھ کر رو پڑے:

حضرتِ سَیِّدُنا ابنِ مُطِیع علیہ رَحْمَۃُ السَّمِیع نے ایک دن اپنے بارونق گھر کو دیکھا تو خوش ہوگئے مگر پھر فوراً رونا شروع کردیا اور فرمایا: ''اے خُوبصُورَت مکان! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر موت نہ ہوتی تو میں تجھ سے خوش ہوتا اور اگر آخرکار تنگ قبر میں جانا نہ ہوتا تو دنیا اور اس کی رنگینیوں سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔'' یہ فرمانے کے بعد اِس قدر روئے کہ ہچکیاں بَنْدھ گئیں۔ (۱)

دنیا آخرت کی تیّاری کیلئے مخصوص ہے:

حضرتِ سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جو سب سے آخری خُطبہ ارشاد فرمایا اس میں یہ بھی ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں دنیا مَحْض اس لئے عطا فرمائی ہے کہ تم اسکے ذَرِیعے آخرت کی تیّاری کرو اور اِس لئے عطا نہیں فرمائی کہ تم اسی کے ہو کر رہ جاؤ، بیشک دنیا مَحْض

مدینہ

(۱) اِتحَافُ السَّادَۃِ الْمُتَّقِین، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، الباب الاول فی ذکر الموت، ج14، ص32

فانی اور آخرت باقی ہے۔ تمہیں فانی (دنیا) کہیں بہکا کر باقی (آخرت) سے غافل نہ کر دے، فنا ہو جانے والی دنیا کو باقی رہنے والی آخرت پر ترجیح نہ دو کیونکہ دنیا مُنْقَطِعْ (مُنْ۔قَ۔طِعْ) ہونے والی ہے اور بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو کیونکہ اس کا ڈر اس کے عذاب کیلئے (روک اور) ڈھال اور اُس تک پہنچنے کا ذَرِیعہ ہے۔" (۱)

ہے یہ دنیا بے وفا آخر فنا
نہ رہا اس میں گدا نہ بادشاہ

آہ سود ہی سود:

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے معاملہ میں چون وچرا کرے اور کفار کے مال کی فَراوانی دیکھ کر اپنے آپ کو حرام روزی میں مبتلا کرے، **مگر ہائے افسوس! صد کروڑ افسوس! آج مسلمان بے باکی کے ساتھ گناہوں کی طرف بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اور دنیا کی زیب وزینت میں اس قدر منہمک ہوتا جارہا ہے کہ اسے اس بات کی بھی پرواہ نہیں رہی کہ جو قرض (Loan) لے رہا ہے وہ سود (Interest) پر مل رہا ہے یا بغیر سود (Interest)۔**

مدینہ

(۱) شعب الایمان، کتاب فی الزھد وقصر الامل، الحدیث: 10612 ج7، ص369

- ۔۔۔۔۔۔ کسی کا گھر ٹوٹا ہوا ہے، جیب میں رقم نہیں، پریشان ہے کہ کیا کروں؟ تو کوئی مشورہ دیتا ہے: ''ارے پریشان کیوں ہوتے ہو؟ بہت سے سودی ادارے بنے ہوئے ہیں، تم بات تو کرو، بات کرنے کی بھی حاجت نہیں، فون تو کرو، تمہیں گھر بنانا ہے، قرض (Loan) لے لو، وہ تمہیں قرض (Loan) دے دیں گے، نتیجہ میں **سود دے دینا۔**''
- ۔۔۔۔۔۔ اچھا! تمہارا بچہ اس گھر میں خوش نہیں ہو رہا؟ کیوں پریشان ہو رہے ہو؟ اپنے بچے کو مت رُلاؤ! اسے خوش کرو، یہ گھر بیچ کر بنگلہ لے لو، کوئی مسئلہ نہیں، قرض دینے والے ادارے بہت ہیں، بس قرض لے لو، **سود دے دینا۔**
- ۔۔۔۔۔۔ فیکٹری بنانی ہے؟ پیداوار (Production) بڑھانی ہے؟ مزید کارخانے لگانے ہیں؟ کاروبار کو وسعت و ترقی دینی ہے؟ انویسٹمنٹ (Investment) نہیں ہے؟ سرمایہ (Capital) کم پڑ گیا ہے؟ کیوں پریشان ہو رہے ہو؟ **سودی ادارے بہت، قرض دینے والے ادارے بہت، قرض لے لو، سود دے دینا۔**
- ۔۔۔۔۔۔ ''بیٹی کی شادی کرنا ہے؟ کیوں پریشان ہو؟'' پریشان اس لئے ہو رہا ہوں کہ سادگی سے شادی تو کر لوں گا لیکن یہ رسومات (Customs, Traditions)، یہ ڈھولک، یہ مہندی، یہ ناچ گانا، یہ باجے، یہ کئی کئی ڈِشوں کا کھانا اور پھر بہت سے لوگوں کو جمع کر کے اپنی شہرت چاہنے کی ہوس۔ اس کیلئے تو بہت

بڑی رقم چاہئے۔ تو کوئی مشورہ دیتا ہے: ''**کیوں پریشان ہوتے ہو؟ تم بھی اپنی بیٹی کی شادی کر لوگے، پریشان مت ہو، قرض دینے والے ادارے بہت ہیں، قرض لے لو، سود دے دینا۔**''

- ۔۔۔۔۔۔ گاڑی چاہئے؟ پیسے نہیں ہیں؟ کیا پرواہ ہے، کیوں پریشان ہو رہے ہو؟ قرض لے لو، **سود دے دینا۔**
- ۔۔۔۔۔۔ موٹر سائیکل چاہئے؟ قرض لے لو، سود دے دینا۔ ٹریکٹر چاہئے؟ فصلوں کے لئے مال چاہئے؟

ان تمام چیزوں کے لئے پیسہ چاہئے؟ کوئی مسئلہ نہیں، ادارے بہت ہیں، قرض دینے والے بہت بڑھ گئے ہیں، آؤ! آؤ! میں تمہیں قرض دلا دیتا ہوں۔ ہم پوچھیں گے: **کیا یونہی قرض مل جاتا ہے؟ نہیں! نہیں! یونہی قرض نہیں ملے گا، سود دے دینا،** بس تھوڑا سا سود ہی تو دینا ہے، کما کما کر سود بھرتے جانا۔

- ۔۔۔۔۔۔ بلڈنگ بنانی ہے؟ قرض لے لو، **سود دے دینا۔**
- ۔۔۔۔۔۔ **امپورٹ (Import) ایکسپورٹ (Export) بڑھانا ہے؟ کوئی بات نہیں، قرض (Loan) لے لو، سود دے دینا۔**
- ۔۔۔۔۔۔ پلاٹ خریدنا ہے؟ قیمتیں بڑھ رہی ہیں، خوب رقم لگانے (Financing) کا موقع ملا ہے، کوئی مسئلہ نہیں، ڈرنا نہیں، ادارے بہت ہیں، سود پر قرض لے لو، زمین (Land) خرید لو، کارنر (Corner) کا پلاٹ خرید لو،

جلدی جلدی قرض لے لو، ہاں ہاں کوئی مسئلہ نہیں، **بَس سود دے دینا۔**

آج مختلف ذرائع اِبلاغ (Media) کے ذریعے مسلمانوں کو مختلف لالچ دے کر شرحِ سود (Interest rate) کم کر کے سود پر قرض (Loan) لینے پر اُکسایا جارہا ہے، سود کی درخواست (Application) داخل کرنے پر قرعہ اندازی اور انعامات کا لالچ دیا جارہا ہے۔

میرے میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ ارے مال و دنیا اور بیوی بچوں کی بے جا محبت نے اتنا اندھا کر دیا کہ سودی کاروبار اور سودی لین دین میں پڑ گئے۔ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ ناراض ہو گیا اور اس کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ روٹھ گئے اور سود کی وجہ سے عذاب نے آلیا تو کیا کریں گے؟

سود خور کو اعلانِ جنگ:

سود خور کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف سے جنگ کا اعلان ہے۔ چنانچہ، ارشادِ باری تعالٰی ہے:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾

(پ3، البقرۃ: 279)

ترجمۂ کنز الایمان: پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کرلو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو۔

عُلَمائے کِرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ دو مجرموں کے سوا کسی کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اعلانِ جنگ نہیں کیا گیا: ایک سود لینا اور دوسرے اولیاء اللہ سے عَداوَت رکھنا۔ چنانچہ،

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: **"جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی میں نے اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کیا**، میرے کسی بندے نے میرے فرائض کی بجاآوری سے زیادہ محبوب شے سے میرا قرب حاصل نہیں کیا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور عطا فرماتا ہوں اور اگر کسی چیز سے میری پناہ چاہے تو میں اسے ضرور پناہ عطا فرماتا ہوں۔" (۱)

یعنی جو سود لیتا ہے اس سے بھی اعلانِ جنگ ہے اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی سے عداوت و بُغض رکھتا ہے اس کے لئے بھی اعلانِ جنگ ہے۔

مدینہ

(۱) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث: 6502، ج4، ص248

اے سود خور! تم اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سے اُخروی یا دُنیاوی جنگ کا یقین کر لو، تمہیں دنیا و آخرت میں عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ غور کر لو، سوچ لو، کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سے لڑ سکتے ہو؟ کیا تم عذابِ الٰہی کو برداشت کر سکتے ہو؟ ہر گز نہیں، ہر گز نہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! کوئی شخص لمحہ بھر عذابِ الٰہی برداشت نہیں کر سکتا۔

اے سود خور! تم مکھی مچھر کا مقابلہ نہیں کر سکتے، ایک معمولی بیماری (Disease) برداشت نہیں کر سکتے تو گناہ کس ہمت پر کرتے ہو؟ توبہ کر لو، عاجزی اختیار کر لو اور چھوڑ دو تمام سودی کاموں کو۔

کرلے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہو گی کڑی

سود کی نحوست اور اس کی تباہ کاریاں
(The Curse of Interest)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! آیئے! سود کی نحوست اور اس کی دنیا و آخرت کی تباہ کاریاں جانتے ہیں، کیونکہ اب سودی ادارے گھر گھر، دفتر دفتر جا کر سود پر رقم دینے کے لئے عملہ (Staff) رکھ رہے ہیں، کہیں **میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو!** آپ نہ پھسل جانا، کوئی آکر آپ کو دولت کمانے کا فارمولہ بتا کر سودی قرض لینے میں مبتلا نہ کر دے کہ سود سے دنیا بھی برباد ہوتی ہے اور آخرت بھی۔

سود خور حاسد بن جاتا ہے:

سود خور حاسد بن جاتا ہے۔اس کی تمنّا ہوتی ہے کہ اس سے قرض لینے والا نہ تو کبھی پھلے پھولے اور نہ ہی ترقی کرے، کہ اُس کے پھَلنے پھُولنے میں اِس کی آمدنی تباہ ہوتی ہے۔ کیونکہ جس نے اِس سے سود پر قرض لیا اگر وہ ترقی کر جائے گا اور قرض اتار دے گا تو اس کی آمدنی ختم ہو جائے گی۔ یہی حسد اسے کہیں کا نہیں چھوڑتا۔

ماہِ نُبُوَّت، مَنْبَعِ جُود و سخاوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حسد (Envy,Jealousy) سے بچتے رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔''(۱)

سود خور بے رحم ہو جاتا ہے:

سود خور کے دل سے رَحْم نکل جاتا ہے اسے کسی پر تَرَس نہیں آتا، مجبور سے مجبور شخص اس کے آگے ایڑیاں رگڑتا ہے اور اگر وہ سر کی ٹوپی اتار کر اس کے پاؤں پر رکھ دے تو بھی اسے رَحْم نہیں آتا۔ کیونکہ سود نے اس کے قلب کو کالا کر دیا ہے۔ اور وہ ہر ایک کی مالی مدد سود ہی کی خاطر کرتا ہے اور اس طرح قرض دینے کے اس عظیم اجر و ثواب سے بھی محروم ہو جاتا ہے جیسا کہ بیان ہوا کہ قرض دینے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کس قدر راضی ہوتا ہے، قرض دینے سے اس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کیسے راضی ہوتے ہیں،

مدینہ

(۱) سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الحسد، الحدیث4903، ج4، ص361

قرض دینے سے کس قدر مسلمانوں کی خیر خواہی ہوتی ہے، قرض دینے سے مسلمان کس قدر خوش ہو جایا کرتا ہے لیکن چونکہ سُود کی لعنت اس کے اُوپر پڑ گئی اب یہ کسی کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور اُخروی ثواب کی خاطر قرض دینے کے لئے تیار ہی نہیں ہے بلکہ جسے بھی قرض دیتا ہے سود کے نام پر دیتا ہے۔

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو لوگوں پر رَحْم نہیں کرتا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر رَحْم نہیں فرماتا۔'' (۱)

سود خور مال کا حریص ہوتا ہے:

سُود خور، گھر کے گھر تباہ و بر باد کرتا ہے، سب کو اُجاڑ کر اپنا گھر بناتا ہے اور مال کی محبت میں دیوانہ وار گھومتا رہتا ہے، صدقہ و خیرات کرنا بھی گوارا نہیں کرتا کہ کہیں مال کم نہ ہو جائے۔ کیونکہ یہی رقم کا وہ ڈھیر ہے جس سے اسے آمدنی حاصل کرنی ہے۔ یہ بدنصیب دولت کا ڈھیر جمع کرنے میں اس قدر حرص کا شکار ہو جاتا ہے کہ اپنے اہل و عیال پر بھی رقم خرچ نہیں کرتا اور اپنے اہل و عیال کو بھی صحیح معنوں میں کِھلاتا پِلاتا نہیں، بس مال و دولت کی گٹھڑیاں جمع کرتا چلا جاتا ہے۔ اور آخر کار دولت کی یہی ہَوس و حرص اسے جَہَنَّم کی آگ کا اِیندھن بنا ڈالتی ہے۔

مدینہ

(۱) صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم---الخ، الحدیث: 2319، ص1268

آگ سے ڈرو:

شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عِبْرَت نشان ہے: ''تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ یوں کلام فرمائے گا کہ اسکے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہو گا، جب وہ بندہ اپنی دائیں جانب نظر ڈالے گا تو اسے وہی کچھ نظر آئے گا جسے اس نے آخرت کیلئے آگے بھیجا تھا اور جب وہ اپنی بائیں جانب نظر ڈالے گا تو اسے وہی نظر آئے گا جسے اس نے آگے بھیجا تھا، پھر جب وہ اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے آگ کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا، لہٰذا آگ سے ڈرو، اگرچہ ایک ہی کھجور کے ذریعے ہو۔'' (۱)

آہ! یہ مال کی ہوس اہل وعیال پر صحیح معنوں میں کچھ خرچ کرنے دیتی ہے نہ راہِ خدا میں کچھ خرچ کرنے دیتی ہے۔ یاد رکھئے کہ مال وجاہ کی ہوس دین وایمان کے لئے بے حد خطرناک ہے۔ چنانچہ،

حضرت کعب بن مالک انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزَنِ جود وسخاوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دو بھوکے بھیڑیئے جنہیں بکریوں میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال اور مرتبہ کا لالچ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتا ہے۔'' (۲)

مدینہ

(۱) صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق — الخ، الحدیث: 1016، ص507

(۲) سنن الترمذی، کِتَاب الزُّھْدِ، باب43، الحدیث: 2383، ج4، ص166

تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ڈھیل ہے:

اے سود خور! ربِّ عزیز و قدیر عَزَّوَجَلَّ کی خُفیہ تدبیر سے خبردار! خبردار! خبردار! کہیں ایسا نہ ہو کہ ملی ہوئی جانی، مالی نعمتوں اور آسانیوں کے ذَرِیعے طرح طرح کے گناہوں کا سِلسِلہ بڑھتا رہے اور کَسا کَسایا سُڈول (یعنی خوبصورت) بدن اور مال و دَھن جہنَّم کا ایندھن بننے کا سبب بن جائے۔ اِس ضمن میں حدیثِ نبوی مع آیتِ قرآنی ملاحظہ کیجئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خُفیہ تدبیر سے تھرّائیے: حضرتِ سیِّدُنا عُقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے، حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عِبْرَت نشان ہے: ''جب تم دیکھو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ دُنیا میں گناہ گار بندے کو وہ چیزیں دے رہا ہے جو اُسے پسند ہیں تو یہ اُس کی طرف سے ڈِھیل ہے۔'' پھر یہ آیتِ کریمہ تِلاوت فرمائی:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾

(پ7، الانعام: 44)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں انکو کی گئی تھیں ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے۔ (۱)

مدینہ

(۱) مُسْنَدُ الامام احمد بن حنبل، حدیث: ۱۷۳۱۳، ج۶، ص۱۲۲

گناہوں کو اچّھا سمجھنا کُفر ہے:

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْحَنَّان اِس آیتِ کریمہ کے تَحت ''تفسیرِ نورُ العرفان'' میں فرماتے ہیں: اِس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ گناہ و مَعاصی کے باوُجُود دُنیوی راحتیں ملنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا غَضَب اور عذاب (بھی ہو سکتا) ہے کہ اِس سے انسان اور زیادہ غافل ہو کر گناہ پر دِلیر ہو جاتا ہے، بلکہ کبھی خیال کرتا ہے کہ ''گناہ اچّھی چیز ہے ورنہ مجھے یہ نعمتیں نہ ملتیں'' یہ کُفر ہے۔[1] مزید فرمایا: نعمت پر خوش ہونا اگر فخر، تکبُّر اور شیخی کے طور پر ہو تو بُرا ہے اور طریقہ کُفّار ہے اور اگر شُکر کے لئے ہو تو بہتر ہے، طریقہ صالحین ہے۔

عبرت انگیز کتبہ:

حضرتِ سَیِّدُنا اَبُو زَکَرِیَّا تیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''خلیفہ سُلیمان بن عبدالملِک مسجدِ حَرام شریف میں موجود تھا کہ اُس کے پاس ایک پَتَّھَر (Stone) لایا گیا جس پر کوئی تَحْرِیر کُندہ (Engraved) تھی۔ اُس نے ایسے شخص کو بُلانے کا کہا جو اِس کو پڑھ سکے۔ چُنانچہ، مشہور تابعی بزرگ حضرتِ سیِّدُنا وَہْب بن مدینہ

(۱) یعنی گناہ کو گناہ تسلیم کرنا فرض ہے۔ اِس کو جان بوجھ کر اچّھا کہنا یا اچّھا سمجھنا کُفر ہے۔ کفریہ کلمات کی تفصیلات جاننے کے لئے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 692 صفحات پر مشتمل کتاب ''**کفریہ کلمات کے بارے میں سُوال جواب**'' کا مطالعہ فرمائیے۔

مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تشریف لائے اور اسے پڑھا، اس میں لکھا تھا: ''اے ابنِ آدم! اگر تُو اپنی موت کے قریب ہونے کو جان لے تو لمبی لمبی اُمیدوں سے کِنارہ کشی اِختیار کرکے اپنے نیک عمل میں زِیادَتی کا سامان کرے اور حِرص ولالچ اور دنیا کمانے کی تدبیریں کم کردے۔ (یاد رکھ!) اگر تیرے قدم پھسل گئے تو روزِ قِیامت تجھے نَدامَت کا سامنا ہوگا۔ تیرے اَہل وعِیال تجھ سے بے زار ہوجائیں گے اور تجھے تکلیف میں مُبتَلا چھوڑ دیں گے۔ تیرے ماں باپ اور عزیز واَحباب بھی تجھ سے جُدا ہوجائیں گے۔ تیری اَولاد اور قریبی رشتے دار تیرا ساتھ نہ دیں گے۔ پھر تُو لوٹ کر دنیا میں آسکے گا نہ ہی نیکیوں میں اِضافہ کرسکے گا۔ پس اُس حَسرت ونَدامت کی ساعت سے پہلے آخِرت کیلئے عمل کرلے۔''(۱)

وہ ہے عَیش و عِشْرَت کا کوئی مَحَل بھی
جہاں تاک میں ہر گھڑی ہو اَجَل بھی
بس اب اپنے اس جَہْلُ سے تُو نکل بھی
یہ جینے کا انداز اپنا بدل بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عِبْرت کی جا ہے تَماشا نہیں ہے

مدینہ

(۱) ذَمُّ الهَوٰی، الکتاب الخمسون، الحدیث ۱۲۷۰، ص۴۳۶

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عَقْلمند کو چاہئے کہ وہ اپنی گُزشتہ زِندگی کا جائزہ لے، اپنے گناہوں پر نادِم ہو کر ان سے سَچّی توبہ کرے، زِیادہ دیر زِندہ رہنے کی اُمید کے دھوکے میں نہ پڑے بلکہ قَبْر و آخِرت کی تیّاری کیلئے فوراً نیک اَعمال میں لگ جائے، دَولت و مال اور اَہل و عِیال کی محبّت میں نیکیاں چھوڑے نہ گناہوں میں پڑے کہ ان سب کا ساتھ تو دَم بھر کا ہے اور نیکیاں قَبْر و آخِرت بلکہ دنیا میں بھی کام آئیں گی۔

عزیز، اَحْباب، ساتھی دَم کے ہیں، سب چُھوٹ جاتے ہیں
جہاں یہ تار ٹوٹا، سارے رِشْتے ٹوٹ جاتے ہیں

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! ایسی فکرِ آخِرت اُسی وَقْت حاصل ہو سکتی ہے جب ہم موت کو ہر وَقْت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیں اور اس دارِ فنا کی فانی اَشیاء کی دل میں کچھ وُقْعَت ہی نہ سمجھیں۔ بلکہ جب بھی اِس دنیا کی کسی چیز کو دیکھ کر خوشی حاصل ہو تو فوراً یہ بات یاد کریں کہ عَنْقَرِیب یہ فنا ہو جائیگی یا مجھے اِسے چھوڑ کر جانا پڑے گا۔ ؎

جب اِس بَزم سے اُٹھ گئے دَوسْت اَکْثر
اور اُٹھتے چلے جارہے ہیں برابر
یہ ہر وَقْت پیشِ نظر جب ہے منظر
یہاں پر ترا دل بَہَلْتا ہے کیونکر
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عِبْرَت کی جا ہے تَماشا نہیں ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سود خور کا مال اسے کوئی نفع نہیں دیتا:

سود خور جب مرے گا تو اس کا مال اسے کوئی نَفع نہ دے گا بلکہ وہ اپنا سب مال و اسباب پیچھے چھوڑ جائے گا۔

صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال۔ حالانکہ اس کا مال تو صرف تین طرح کا ہے: (۱) جو اس نے کھا کر فنا کر دیا (۲) جو پہن کر بوسیدہ کر دیا اور (۳) جو صدقہ کر کے محفوظ کر لیا۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ لوگوں کے لئے چھوڑ کر چلا جائے گا۔'' (۱)

سود کا انجام کمی پر ہوتا ہے:

سود خور چونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی اور غَضَب کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ صرف مال کی زیادتی کو ترجیح دیتا ہے۔ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ صرف اس زیادتی کو ختم کر دیتا ہے بلکہ اصل مال کو بھی ختم کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سُود خور کا اَنجام اِنتہائی فَقْر پر ہوتا ہے، جیسا کہ اکثر سُود خوروں کا مشاہدہ بھی کیا گیا ہے۔

مدینہ

(۱) صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، الحدیث: 2958، ص1582

اگر فرض کر لیں کہ وہ اسی دھوکا میں مبتلا ہو کر اس دارِ فانی سے چل بسا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے وَارِثوں کے ہاتھوں اس کا مال تباہ و برباد کر دے گا۔ اور دُنیا و آخرت میں ذِلَّت و رُسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ چنانچہ،

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ (پ۳، البقرۃ:۲۷۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ہلاک کرتا ہے سُود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار۔

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”(ظاہری طور پر) سُود اگرچہ زیادہ ہی ہو آخر کار اس کا انجام کمی پر ہوتا ہے۔“[1]

ہو سکتا ہے کہ کسی کے دل میں یہ وسوسہ (Temptation) آئے کہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ کفار وغیرہ سُود سے خوب پھل پھول رہے ہیں، ہم نے تو کسی کو برباد ہوتے نہیں دیکھا، تو ہمیں ہی کیوں اتنا ڈرایا جاتا ہے؟

ارے میرے نادان اسلامی بھائی! آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ گوبَر (Cow dung) کا کیڑا (Worm) گوبر کھا کر زندہ رہتا ہے مگر بُلبُل (Nightingale) کبھی گوبر پسند نہیں کرتی۔ اور کتے (Dog) کی خوراک ہڈّی (Boan)

مدینہ

(۱) المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث: 4026، ج2، ص109

ہے مگر بکری (Goat) بَڈّی (Boan) نہیں کھایا کرتی۔ مؤمن مومن ہے، کافر کافر ہے۔ اے مسلمان! اُسے یعنی حرام کھانے والے کو دیکھ کر تم کیوں وَسْوَسے کا شکار ہوتے ہو؟ یہ بے وقوفی و نادانی ہے، یہ ایمان کی کمزوری ہے، ان کا کثرتِ مال مت دیکھو، یاد رکھو کہ **برکت اور کثرت میں بہت فرق ہے۔**

برکت اور کثرت میں فرق:

کثرت کے معنی ہیں زِیادَتی اور **برکت** کے معنی ہیں جم جانا، نہ نکلنا۔ یعنی تھوڑی سی نِعمت مبارک ہو تو بہت فائدہ دیتی ہے، چنانچہ، برکت والی تھوڑی سی بارش رحمت ہوتی ہے مگر کثرت کی بارش کبھی عذاب بھی بن جایا کرتی ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ سال میں ایک کُتّیا (Bitch) کتنے بچے جَنُتی ہے؟ اور ایک بکری یا گائے وغیرہ کتنے بچے جَنُتی ہیں؟ غور کریں تو معلوم ہو گا کہ کُتّیا سال میں کئی کئی بچے جَن جاتی ہے، مگر گائے یا بکری وغیرہ بس ایک دو بچے ہی جَنُتی ہیں اور اس کے باوجود ریوڑ بھی انہی کے بنتے ہیں اور کُتّوں کے کبھی ریوڑ نہیں بنتے۔

اسی طرح روزانہ ہزاروں کی تعداد میں گائے اور بکریاں ذبح کی جاتی ہیں اور حج کے دنوں مِنٰی کے میدان میں، ان پر بہار فضاؤں میں لاکھوں کی تعداد میں یہ جانور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ذبح کئے جاتے ہیں، **مسلمان کروڑوں کی تعداد میں بکر عید پر گائے اور بکروں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ذبح کرتے ہیں۔ مگر یہ کتا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں کبھی نہیں کٹتا، کیونکہ یہ حرام ہے۔ پس جس چیز کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حرام قرار دیا ہے وہ تعداد میں**

کثیر تو ہو سکتی ہے مگر برکت سے خالی ہوتی ہے اور جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حلال قرار دیا ہے وہ قلت کے باوجود برکت والی ہوتی ہے۔

سود خور مظلوم کی بددعا سے ہلاک ہو جاتا ہے:

سود خور کو لوگ برا جانتے ہیں اسے فاسق و فاجر کہتے ہیں، اس کے پاس اپنی امانتیں نہیں رکھواتے، سود خور کے ہاتھوں جو غربا و فقرا برباد ہوتے ہیں اور جن سے سود وصول کرنے میں یہ سختی کرتا ہے یقیناً ان کی بددعاؤں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی ایک بنیادی سبب ہے جو اس کی جان و مال سے خیر و برکت کے خاتمے کا باعث بنتا ہے کیونکہ مظلوم کی دعا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا ابنِ عَبَّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے جب حضرت سَیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو یمن بھیجا تو ارشاد فرمایا: ''مظلوم کی بددعا سے بچنا، کیونکہ اس کے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔''(۱)

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 853 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**جہنم میں لے جانے والے اعمال**'' جلد اول صَفحہ 719 پر

مدینہ

(۱)صحیح البخاری، کتاب المظالم و الغصب، باب الاتقاء والحذر من دعوۃ المظلوم، الحدیث: 2448، ج2، ص128

ایک حدیثِ پاک میں ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جب مَظْلُوم ظالم کے لئے بد دعا کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس مظلوم سے ارشاد فرماتا ہے: ''میں ضرور تیری مدد فرماؤں گا اگرچہ کچھ مدّت بعد ہی ہو۔''(۱)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! سُود خور کے ظلم کا شکار ہونے والی ایک عورت نے جب ایک سُود خور کے لئے بد دعا کی تو اس کا انجام کیا ہوا آیئے جانتے ہیں۔ چنانچہ،

سود خور حکیم کی عبرتناک موت:

مدینۃ الاولیاء (ملتان شریف) میں ایک حکیم حکمت کی دکان چلاتا تھا، ایک دن وہ حکیم شام کو مَطَبْ سے فارغ ہو کر گھر گیا، کھانا کھایا، عشاء کی نماز پڑھی اور معمولاتِ شب سے فارغ ہو کر سو گیا۔ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو اچانک وہ حکیم جاگ اٹھا اور اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا۔ اس پر بے چینی کی کیفیت طاری تھی، کچھ دیر کے بعد ایک سَنْسَنی خیز مَنْظَر یوں رُونُما ہوا کہ **اس کا پیٹ پھٹا اور تمام گھر میں گندگی اور بدبو کی شدید آندھی چل پڑی، جو پھیلتے پھیلتے پورے محلہ میں پھیل گئی**، بدبو اتنی شدید تھی کہ کئی افراد بیہوش بھی ہو گئے، اہلِ خانہ نے میونسپل کارپوریشن کے لوگوں کو راتوں رات بلایا اور اس بدبودار لاش کو کُوڑا کَرْکَٹ والی گاڑی میں ڈلوا کر شہر سے باہر پھینکوا دیا۔

مدینہ

(۱) جہنم میں لے جانے والے اعمال، ج۱، ص719

اگلی صبح اس سَنسَنی خَیز واقعہ کی خبر تمام علاقے میں پھیل گئی ہر شخص بے چین تھا کہ آخر یہ حکیم ایسا کون سا برا کام کیا کرتا تھا کہ اس قدر شدید عذاب کا شکار ہو کر مرا۔ اس بھیانک انجام کی خبر بتاتے ہوئے ایک شخص نے بتایا کہ یہ حکیم مَطَب کے علاوہ سودی لین دین بھی کیا کرتا تھا اور **سانحہ والے دن اس نے ایک مقروض عورت سے سودی رقم کم ہونے پر بد تمیزی کی، جس پر اس نے بد دعا دی اور یوں یہ حکیم سودی لین دین کی وجہ سے عبرتناک عذاب سے دوچار ہو گیا۔**

سود سے معیشت برباد ہو جاتی ہے:

یہ سود ہی کی نَحوست ہے کہ ملک سے تِجارت کا دِیوالیہ (Insolvent) نکل جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دولت چند اِداروں ہی میں مَحدود ہو کر رہ جاتی ہے اور تجارت (Trading) جس دَولت (Wealth/money) کے ذَرِیعے ہوتی ہے۔ جب چند اِداروں ہی تک مَحدود ہو جائے گی تو مَعِیشت کی گاڑی کا پَہیہ بھی رک جائے گا۔

مِثال کے طور پر میں ایک چادر خریدتا اور جس نے مجھے چادر بیچی اس کو نفع ہوتا۔ اور اس طرح چادر کی ڈیمانڈ بڑھتی جس سے اس کی پَیداوار بھی بڑھتی اور پھر کپڑے کی انڈسٹری چلتی، ڈائینگ (Dying) کی انڈسٹری چلتی، سوت (Yarn) کا کام چلتا، کپاس (Cotton) کی فَصل مزید کاشت کی جاتی، طرح طرح کی برکتیں نصیب ہوتیں، مگر سود کے حصول کی وجہ سے لوگ مارکیٹ (Market) سے پیسہ اٹھا کر مختلف سودی اداروں میں جمع کروا دیتے ہیں۔ کیونکہ انہیں گھر بیٹھے بٹھائے کھانے کی عادت پڑ جاتی ہے۔

جرائم کا اضافہ:

سُود کی نَحُوسَت سے جب انڈسٹری (Industry) برباد ہو جاتی ہے تو تجارت (Trading) ختم ہو جاتی ہے اور اس طرح بے روزگاری (Unemployment) بڑھتی ہے۔ جب بے روزگاری بڑھتی ہے تو جرائم میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ کارخانے تو بند ہو جاتے ہیں مگر لوگوں کی ضرورتیں بند نہیں ہوتیں بلکہ وہ اب بھی ان سے لگی ہوتی ہیں۔ چنانچہ، ایک بے روزگار شخص جب دیکھتا ہے کہ بیوی بچے بھوک سے بِلک رہے ہیں، ماں باپ اُمیدیں باندھے ہیں کہ بیٹا کب کچھ کما کر لائے گا۔ اب یہ شخص سُود کی اس نَحُوسَت (The curse of ineterest) کی وجہ سے کیا کرتا ہے؟

آہ! اب یہ نوجوان کسی کا موبائل فون چھین لیتا ہے، کسی کی کار چھین لیتا ہے، کسی کے گھر میں ڈکیتی ڈالتا ہے، کسی کی جیب سے پرس مار لیتا ہے۔ پھر یہی نوجوان دولت کی خاطر قتل تک کر دیتا ہے، اسی دولت کی خاطر پلاٹوں پر قبضہ کرتا ہے۔ اسی دولت کی خاطر لوگ مختلف قسم کے جرائم کا شکار ہو جاتے ہیں اور اس طرح معاشرے میں جرائم کا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ شخص جو کچھ کر رہا ہے درست کر رہا ہے، بلکہ یقیناً یہ غلط کر رہا ہے، یہ مجرم ہے یعنی ڈکیتی و چوری، موبائل فون چھیننا، لوگوں کی جیبیں کاٹنا، گھروں کو لوٹنا، تجوریاں صاف کرنا وغیرہ یہ سب غلط ہے، اگر بغیر توبہ کئے مر گیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ رُوٹھ گئے تو سخت عذاب کا اندیشہ ہے۔

سُود کی اسی نحوست کی وجہ سے دولت بس چند اداروں تک محدود ہو کر رہ گئی ہے کہ جس کے ذریعے خرید و فروخت اور تجارت ہونی تھی۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہے کہ معاشرے میں جرائم بڑھ چکے ہیں۔

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! رشوت کے قلع قمع پر حکومتی ادارے کام کر رہے ہیں، چوری کی روک تھام کے لئے حکومتی ادارے کام کر رہے ہیں۔**اے کاش!** سُود کی اس بڑھتی ہوئی نقل و حرکت کے لئے بھی کوئی حکومتی ادارہ بن جائے، جو سُود کی اس نحوست کو روکے۔

بروزِ قیامت سود خور کی حالت:

سُود خور کا بروزِ حشر وہ انجام ہو گا کہ الامان والحفیظ۔۔۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا عوف بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''**قیامت کے دن سود خور کو اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ دیوانہ و مَخْبُوطُ الْحَوَاس ہو گا۔**'' (۱)

یعنی سُود خور قبروں سے اٹھ کر حَشْر کی طرف ایسے گرتے پڑتے جائیں گے جیسے کسی پر شیطان سوار ہو کر اسے دیوانہ کر دے۔ جس سے وہ یکساں نہ چل سکیں گے۔ اس لئے کہ جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور مَحْشَر کی طرف چلیں گے تو

مدینہ

(۱) المعجم الکبیر، عوف بن مالك، الحدیث: 110، ج18، ص۶۰

سب یہاں تک کہ کفّار بھی درست چل پڑیں گے مگر سود خور کو چلنا پھرنا مشکل ہو گا اور یہی سود خور کی پہچان ہو گی۔

سود خور کا نفل قبول ہو گا نہ کوئی فرض:

اللہ عَزَّوَجَلَّ سُود خور کو آخرت میں ہلاک فرمائے گا، اس کا صدقہ، خیرات، حج، صلہ رحمی، جہاد سب برباد ہو گا اس لئے کہ اس نے ساری نیکیاں اس سُودی مال سے کی ہوں گی۔ کیونکہ خراب بیج کا پھل بھی خراب ہی ہوتا ہے، اس سُود خور کا مال نہ اسے موت کے وقت کام آئے گا نہ موت کے بعد۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے: ''سُود خور کا نہ صدقہ قبول کیا جائے گا، نہ جہاد، نہ حج اور نہ ہی صِلَہ رحمی۔''(۱)

سود خور کی قبر سے دھکتی آگ نکلتی:

آج سے تقریباً پچاس سال قبل کی بات ہے کہ **جلال پور پیر والا** کے نواحی علاقے کی ایک قَبْر سے **ہر جمعرات کو دہکتی ہوئی آگ نکلتی تھی**، آگ کے شُعْلے دور سے واضح دکھائی دیا کرتے تھے، اہلِ علاقہ اس قَبْر میں مَدْفون شخص پر عذابِ الٰہی ہوتا ہوا دیکھ کر نہایت پریشان تھے۔ چنانچہ،

مدینہ

(۱) تفسیر قرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ: 276، ج2، الجزء الثالث، ص274

وہ ایک بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرہ بیان کیا۔ وہ بزرگ چند دن تک اس عذاب والی قَبْر پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے رہے، مختلف اَوراد و وَظائف میں مشغول رہے اور میت کیلئے دعائیں کی بالآخر وہ عذاب کی صورت آنکھوں سے اوجھل ہوگئی۔ **عذاب والی قَبْر کے متعلق جب معلومات کی گئیں تو پتا چلا کہ صاحبِ قبر ظاہری طور پر تو نیک مسلمان تھا لیکن سود کا لین دین کرتا تھا۔**

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! نہ جانے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا غضب کس گناہ پر نازل ہو جائے، ہمیں ہر گناہ سے توبہ کرنی چاہئے۔ ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ ارے مال اور دنیا کی محبت نے اتنا اندھا کر دیا کہ سُودی کاروبار اور سُودی لین دین میں مبتلا ہو کر سُود پر قرض لینے کے لئے تیار ہو گئے۔ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ ناراض ہو گیا اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ رُوٹھ گئے اور سُود کی وجہ سے عذاب نے آلیا تو کیا کریں گے؟

کرلے توبہ رَبّ کی رَحمت ہے بَڑی
قَبْر میں ورنہ سَزا ہوگی کَڑی
ایک دن مرنا ہے آخر مَوت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر مَوت ہے
آگاہ اپنی مَوت سے کوئی بَشَر نہیں
سامان سو برَس کا ہے پَل کی خَبَر نہیں

حلال و حرام کی تمیز کا ختم ہونا:

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! مالِ حرام آفت ہے اور آہ! اب وہ دَور آچکا ہے کہ معاشرے سے حلال و حرام کی تَمیز ختم ہو گئی ہے، انسان مال کی محبت میں اندھا ہو چکا ہے، اسے بس مال چاہئے۔ چاہے جیسے آئے۔ چنانچہ،

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پَرواہ بھی نہ کرے گا کہ اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے؟ حلال سے یا حرام سے۔''(۱)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! مالِ حرام میں کوئی بھلائی نہیں، بلکہ اس میں بربادی ہی بربادی ہے، مالِ حرام سے کیا گیا صدقہ قبول ہوتا ہے نہ ہی اس میں برکت ہوتی ہے اور چھوڑ کر مرے تو عذابِ جَہنَّم کا سبب بنتا ہے۔ چنانچہ،

مالِ حرام سے کیا گیا صدقہ مقبول نہیں:

حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے: ''جو بندہ مالِ حرام حاصل کرتا ہے اگر اُس کو صَدَقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرے تو اس کے لئے اُس میں برکت نہیں

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب البیوع، بَاب قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا، الحدیث: 2083، ج2، ص14

اور چھوڑ کر مرے گا تو جَہنَّم میں جانے کا سامان ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا، ہاں نیکی سے برائی کو مٹادیتا ہے، بے شک خبیث کو خبیث نہیں مٹاتا۔"(۱)

حرام کھانے والا مستحق نار ہے:

حضرت سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ مدنی تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جو گوشت حرام سے اُگا ہے (یعنی پلا بڑھا ہے) جنت میں داخل نہ ہو گا۔ (یعنی اِبتداءً، کیونکہ مسلمان بالآخر جنت میں جائے گا) کہ اس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔"(۲)

حرام کھانے سے دعا قبول نہیں ہوتی:

صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اللہ عَزَّوَجَلَّ پاک ہے اور پاک ہی کو دوست رکھتا ہے اور اس نے مومنین کو وہی حکم دیا ہے جو مرسلین کو حکم دیا تھا۔ چنانچہ، اس نے رسولوں سے ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۵۱﴾ (پ18، المومنون:51)	ترجمۂ کنزالایمان: اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں۔

(۱) المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۶۷۲، ج2، ص34

(۲) المرجع السابق، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث: 14448، ج5، ص64 ملتقطاً

اور مومنوں سے ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ﴿پ2، البقرۃ:172﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو طویل سَفَر کرتا ہے، جس کے بال پریشان اور بدن غبار آلود ہے (یعنی اس کی حالت ایسی ہے کہ جو دعا کرے وہ قبول ہو) اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یارب! یارب! کہتا ہے حالانکہ **اس کا کھانا حرام ہو، پینا حرام، لباس حرام اور غذا حرام، پھر اس کی دعا[1] کیسے قبول ہو گی۔**"[2]

ایک روایت میں حضرت سَیِّدُنا سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو **مُسْتَجَابُ الدَّعَوات** بننے کا نسخہ ارشاد فرماتے ہوئے جنابِ صادق وامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے سعد! **اپنی غذا پاک کر لو! مُسْتَجَابُ الدَّعَوات ہو جاؤ گے**، اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قَبْضَۂ قدرت میں محمد ﴿صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم﴾ کی جان ہے! بندہ حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اسکے 40 دن کے عمل قبول نہیں ہوتے **اور جس بندے کا گوشت حرام اور سود سے پلا بڑھا ہو اسکے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔**"[3]

مدینہ

(۱) یعنی اگر قبولِ دعا کی خواہش ہو تو کسبِ حلال اختیار کرو کہ اسکے بغیر قبولِ دعا کے اسباب بیکار ہیں۔

(۲) المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرہ، الحدیث: 8356، ج3، ص220

(۳) المعجم الاوسط، الحدیث: 6495، ج5، ص34

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! اگر دعا کی قبولیت کی خواہش ہو تو کسب حلال اختیار کیجئے کہ بغیر اس کے دعا قبول ہوتی ہے نہ نماز اور نہ ہی دوسرے فرائض۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن عَبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے: ''**سود خور کا نہ صدقہ قبول کیا جائے گا، نہ جہاد، نہ حج اور نہ ہی صلہ رحمی۔**''(۱)

آہ! نیکیاں خاک ہو گئیں:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن کچھ لوگوں کو لایا جائے گا، جن کے پاس تِہامہ پہاڑوں کی مثل نیکیاں ہوں گی یہاں تک کہ جب ان کو لایا جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی نیکیوں کو اُڑتی ہوئی خاک کی طرح کر دے گا، پھر انہیں جَہَنَّم میں پھینک دیا جائے گا۔'' عرض کی گئی: ''یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم! یہ کیسے ہو گا؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، روزے رکھتے اور حج کرتے ہوں گے لیکن جب انہیں کوئی حرام چیز پیش کی جاتی تو لے لیتے تھے پس اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے اعمال کو مٹا دے گا۔''(۲)

مدینہ

(۱) تفسیر قرطبی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: 276، ج2، ص274

(۲) کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الثامنۃ والعشرون، فصل فی من --- الخ، ص136

سود خور کو اژدھے نے لپیٹ لیا:

کوئٹہ این این آئی نیوز ایجنسی کے حوالے سے ایک خبر منقول ہے کہ بلوچستان کے ایک قصبہ میں مردہ کو لحد میں اتارتے ہوئے اس وقت لوگوں میں خوف وہراس پھیل گیا جب مردے سے لپٹے ایک اژدھے نے کفن سے اپنا سر باہر نکالا۔ تفصیلات کے مطابق **شیخ ماندہ** کا رہائشی انتقال کر گیا۔ نمازِ جنازہ کے بعد جب مردہ کو لحد میں اتارتے وقت اس کے اوپر سے کپڑا ہٹایا گیا تو **اس کے کفن کے اوپر ایک خوفناک اژدھا لپٹا ہوا تھا**، عینی شاہدوں کے مطابق سانپ مردے کے پاؤں سے بل کھاتا ہوا پورے کفن سے ہوتا ہوا اس کے سر کے اوپر تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ **ہلاک ہونے والا شخص سود کی ایک قسم کا کاروبار کرتا تھا** اور علماء نے لوگوں کو سانپ مارنے سے منع کرتے ہوئے اسی طرح دفن کرنے کا حکم دے دیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو محفوظ فرمائے۔

سود کا علاج

(The Cure of Interest)

پہلا علاج لمبی اُمیدوں سے کنارہ کشی:

میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! سود کی نحوست سے محفوظ رہنے کے لئے سب سے پہلے لمبی امیدوں سے اپنے دامن کو پاک رکھنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ،

سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں:

حضرت سَیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضرت سَیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سَیِّدُنا زَید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ایک لونڈی ایک سو دینار میں خریدی اور ایک مہینہ تک کا ادھار کیا تو میں نے نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: ''کیا تم اُسامہ پر تعجب نہیں کرتے کہ جس نے ایک مہینے کا ادھار کر کے لونڈی خریدی ہے۔ **اس نے تو لمبی امید باندھ رکھی ہے۔** اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں نے اپنی آنکھیں جب بھی کھولیں تو یہی خیال کیا کہ پلکیں بند کرنے سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ میری روح قبض کر لے گا اور جب میں اپنی آنکھیں اٹھاتا ہوں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ اسے نیچے کرنے سے پہلے میری روح قبض ہو جائے گی اور **جب میں لقمہ اٹھاتا ہوں تو یہی خیال ہوتا ہے کہ اس کے نگلنے سے پہلے پہلے موت آجائے گی۔**'' اسکے بعد ارشاد فرمایا: ''**اے انسانو! اگر تمہیں عقل ہے تو اپنے آپکو مردہ لوگوں میں شمار کرو،** اس ذات کی قسم جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جس بات کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی موت) وہ آنے والی ہے اور تم اسے عاجز نہیں کر سکتے۔''(۱)

آگاہ اپنی مَوت سے کوئی بَشَر نہیں
سامان سو بَرَس کا ہے پَل کی خَبَر نہیں

مدینہ

(۱) شعب الایمان، باب فی الزھد و قصر الأمل، الحدیث: ۱۰۵۶۴، ج7، ص355

اس رِوَایت میں کس قَدَر عِبرَت کے مَدَنی پھول ہیں، یہی وہ لمبی اُمّیدیں ہیں جو طویل منصوبوں اور طویل زِندَگی کی اُمّید پر سُودی قرض لینے دینے پر آمادہ کر دیتی ہیں۔ کہ پانچ یا دس سالوں میں قِسطوں کی اَدائیگی کر دیں گے۔

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! لمبی اُمّیدوں کا بنیادی سبب دنیا کی محبت ہے اور یہ مال اور دنیا کی محبت ہی بندے کو موت سے غافل کر دیتی ہے۔ جس کے سبب وہ دنیا کا عیش و آرام حاصل کرنے کے لئے ہر دم مصروف رہتا ہے۔ ہم بے کسوں کے مددگار، سرکارِ والا تبار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے کثیر ارشادات ہیں جن سے دنیا کی محبت سے جان چھڑا کر آخرت کی تیاری کا ذہن ملتا ہے۔ اور ان ارشادات میں سبب اور علاج دونوں موجود ہیں۔ چنانچہ،

”طُولِ اَمَل“ کے چھ حروف کی نسبت سے لمبی امیدوں کے متعلق چھ فرامینِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

(1) --- حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ شفیعِ روزِ شُمار، دو عالم کے مالک و مختار بِاِذْنِ پروردگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ہمارے لئے مربع شکل میں ایک لکیر کھینچی۔ اس کے درمیان بھی ایک لکیر کھینچی، پھر اس کے گرد کئی لکیریں کھینچیں اور ایک لکیر کھینچی جو اس مربع سے باہر جا رہی تھی۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟“ ہم نے عرض کی: ”اللہ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔“ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے درمیان والی

لکیر کے بارے میں فرمایا کہ یہ انسان ہے اور مُرَبَّع لکیر کے بارے میں فرمایا کہ یہ موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ درمیان والی لکیریں مصائب ہیں جو اس کو نوچتے ہیں اگر ایک سے بچ جائے تو دوسرے کے ہتھے چڑھ جاتا ہے اور باہر نکلنے والی لکیر کے بارے میں فرمایا کہ یہ امید ہے۔(۱)

(2) --- حضرت سَیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ رنج و مَلال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے دریافت فرمایا: ''کیا تم سب جنّت میں جانا چاہتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں! یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم!'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **''امیدیں کم رکھو، اپنی موت کو آنکھوں کے سامنے رکھو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس طرح حیا کرو جس طرح حیا کرنے کا حق ہے۔''**(۲)

(3) --- نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے سَیِّدُنا معاذ بن جَبَل سے ان کے ایمان کی حقیقت پوچھی تو انہوں نے عرض کی: **''میں جب بھی کوئی قدم اٹھاتا ہوں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ اس کے بعد دوسرا قدم نہیں اٹھاؤں گا۔''**(۳)

مدینہ

(۱) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، فی الامل و طولہ، الحدیث: 6417، ج4، ص224

(۲) کتاب الزھد لابن مبارک، باب الھرب من الخطایا و الذنوب، الحدیث: 317، ص107

(۳) حلیۃ الاولیاء، الرقم ۳۶ معاذ بن جبل، الحدیث: 816، ج1، ص306

(4) --- حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِۚ (پ8، الانعام: 125)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔

اس کے بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب نور سینے میں داخل ہوتا ہے تو سینہ کھل جاتا ہے۔'' عرض کی گئی: ''یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم! کیا اس کی کوئی علامت ہے جس کے ذریعے پہچان ہو سکے؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **''ہاں دھوکے والے گھر سے دور رہنا، دائمی گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے تیاری کرنا۔''**(1)

(5) --- حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ایک روز حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم باہر تشریف لائے تو اسوقت دھوپ درخت کی ٹہنیوں تک پہنچ چکی تھی۔ پس آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **''دنیا اسی قدر باقی رہ گئی ہے جس قدر گزرے ہوئے دن کے مقابلے میں یہ وقت باقی ہے۔''**(2)

مدینہ

(1) المستدرك للحاكم، كتاب الرقاق، باب اعلام النور فی الصدور، الحدیث: 7933، ج5، ص442

(2) موسوعة للامام ابن ابی الدنیا، كتاب قصر الامل، الحدیث 120، ج3، ص331

(6) --- حضرت عَمرو بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تم پر فقیری سے خوف نہیں کرتا، مگر خوف ہے کہ تم پر دنیا پھیلا دی جائے جیسے تم سے پہلے والوں پر پھیلا دی گئی تھی، تو تم اس میں رغبت کر جاؤ جیسے وہ لوگ رغبت کر گئے اور تمہیں ویسے ہی ہلاک کر دے جیسے انہیں ہلاک کر دیا۔''(۱)

دوسرا علاج دولتِ دنیا سے چھٹکارا:

دنیاوی دولت کی محبت نے ہمیں برباد کر دیا ہے، ہم اپنے معاشرے کو دیکھتے ہیں کہ دولت مندوں کے پیچھے آنکھیں بند کئے دوڑا ہی چلا جا رہا ہے، اسے نہ تو اس بات سے کوئی غرض ہے کہ یہ دولت مند سود کی عمارت پر کھڑا ہو کر اتنا اونچا نظر آ رہا ہے اور نہ ہی اسے اس بات کی کوئی پرواہ ہے کہ اس نے یہ دولت کیسے کمائی، بلکہ اس کی تو خواہش ہی یہ ہے کہ وہ بھی دولت مند بن جائے ۔ آج آپ کو ایسے کئی لوگ ملیں گے، کہ جب ان سے پوچھیں کہ ان دولت مندوں کے پیچھے کیوں بھاگتے ہیں؟ تو کہیں گے: ''بھئی آپ کو نہیں پتا کہ دولت کتنی ضروری ہے، دولت سے عزت ہے، دولت سے شہرت ہے، دولت سے سب کچھ ہے۔''

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، بَاب مَا یُحْذَرُ مِنْ زھرۃ الدُّنْیَا ۔۔ الخ، الحدیث: ۶۴۲۵، ج ۴، ص ۲۲۵ ملتقطاً

حقیقی دولت:

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! دنیا کے مال و دولت کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ حقیقی دولت تقویٰ، پرہیز گاری، خوفِ خدا اور عشقِ مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ دولت اسے عطا فرماتا ہے جس سے راضی ہوتا ہے۔ لہذا دولت و حکومت کا ہونا فضیلت کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ فرعون، نمرود اور قارون بھی تو دولت و حکومت والے تھے۔ مگر ان کی دولت و حکومت انہیں اَبَدی لعنت سے محفوظ نہ رکھ سکی جس سے معلوم ہوا کہ حکومت اور دولت کا ہونا فضیلت کا باعث نہیں، بلکہ فضیلت کا باعث تو یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سے راضی ہو جائے، تقویٰ و پرہیز گاری مل جائے۔ اور اگر دولت ملے تو وہ جس کے ملنے پر ربّ راضی ہو، حلال اور شبہ سے پاک ہو۔ جیسا کہ دولت تو سَیِّدُنا عثمان غنی اور حضرت سَیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے پاس بھی تھی، مگر ان کی دولت حرام اور شُبہ کے مال سے پاک تھی۔ اور انہیں جو دولت بھی ملتی اسے اسلام کے نام پر قربان کرتے چلے جاتے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کے حصول کی کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ، دولت مند صحابہ کرام نے اپنی دولت سے ایسے ایسے غلام آزاد کئے کہ انہوں نے عشقِ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی لازوال مثالیں رقم کیں۔ یعنی امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سَیِّدُنا بلال حبشی

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آزاد کر کے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پیش کیا اور پھر انہوں نے عشقِ مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی جو مثال قائم کی اسے کون نہیں جانتا۔

حلال پر حساب اور حرام پر عذاب ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حقیقت میں دولت و شہرت جیسی سب چیزیں آزمائش ہیں، اگرچہ تمام دولت حلال ہو پھر بھی اس کا حساب دینا پڑے گا۔ چنانچہ،

حضرت ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم ضعیف اور نادار لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے، اس وقت ایک شخص قرآنِ کریم کی تِلاوت کر رہا تھا اور ہمارے لئے دعا کر رہا تھا۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس نے میری امت میں ایسے نیک سیرت بندے پیدا کئے، جنکے ساتھ مجھے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''فُقَرا مسلمین کو قیامت کے روز کامل نور کی بشارت ہو کہ وہ غنی لوگوں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے یعنی پانچ سو سال کی مقدار پہلے داخل ہوں گے یہ **فُقَرا جنت میں نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے اور غنی لوگوں کا محاسبہ کیا جا رہا ہو گا۔**''[1]

مدینہ

(۱) الدر المنثور، الکھف، تحت الایۃ: 28، ج5، ص382

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! خالص حلال مال جمع کرنے والے اُمَرا یعنی وہ لوگ جو خالص حلال مال لے کر قیامت کے دن حاضر ہوں گے جب وہ اپنے مال کا حساب دے رہے ہوں گے تو فُقَرا ان اُمَرا یعنی مالداروں سے پانچ سَو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ غور کیجئے کہ جب یہ حلال مال لانے والے پانچ سَو برس تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حساب دیں گے تو اس حرام خور یعنی سُود خور کا کیا انجام ہوگا جو مالِ حرام لے کر روزِ قیامت حاضر ہوگا۔

تیسرا علاج قناعت:

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ شَفِیعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیسُ الْغَرِیْبِین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”کامیاب ہو گیا جو مسلمان ہوا اور بَقَدَرِ کِفایَت رزق دیا گیا اور اللہ نے اسے دیئے ہوئے پر قَناعَت دی۔“(۱)

اور حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزَنِ جود و سخاوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے دعا کی:

”اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتاً“

ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! محمد کے گھر والوں کی روزی بَقَدَرِ ضرورت مقرر فرما۔(۲)

مدینہ

(۱) صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فی الکفاف والقناعۃ، الحدیث 1054، ص524

(۲) صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فی الکفاف والقناعۃ، الحدیث 1055، ص524

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! ان فرامینِ مبارکہ میں اُمت کو یہ بات سمجھائی جارہی ہے کہ بقدرِ ضرورت مال پر قناعت کریں، زیادہ مال کی ہوس میں ذلیل وخوار نہ ہوں کہ زیادہ مال کی ہوس حلال و حرام کی تمیز اٹھادیتی ہے اور پھر بندہ سود، رِشوت، ملاوٹ اور اس طرح کے دوسرے ذَرائع اختیار کر کے اپنی دنیا و آخرت دونوں کو داؤ پر لگادیتا ہے۔

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! ان احادیثِ مبارکہ میں کامیابی کے چار مدنی پھول بیان کئے گئے ہیں: (۱) ایمان (۲) تقویٰ (۳) بَقَدَر ضرورت مال اور (۴) تھوڑے مال پر صبر۔ جسے یہ نعمتیں نصیب ہو گئیں اس پر ربّ کریم کا بڑا فضل و کرم ہو گیا، وہ کامیاب رہا اور دنیا سے کامیاب گیا۔

اے کاش! ہمیں قناعت نصیب ہو جائے، کیونکہ جو قناعت پسند ہو وہ سادگی اپناتا ہے، سادہ غِذا اور لباس کو کافی جانتا ہے، اسے دولت کی حاجت ہوتی ہے نہ دولت مند کی۔ اور جو قناعت پسند نہ ہو، وہ حرص و لالچ کا شکار ہو جاتا ہے، کبھی سَیر نہیں ہوتا، ہر وقت اس پر دُھن کمانے کی دُھن سوار ہوتی ہے، یہاں تک کہ موت آ پہنچتی ہے۔

قناعت یہ ہے:

حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے، تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جود و سخاوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہُ جب تمہیں سخت بھوک لگے ایک روٹی اور پانی کے ایک پیالے پر گزارہ کرو اور کہہ دو میں دنیا اور اہلِ دنیا کو چھوڑتا ہوں۔"(۱)

قناعت سے عزت ہے:

حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ جس نے قناعت کی اس نے عزت پائی اور جس نے لالچ کیا ذلیل ہوا۔(۲)

لوگوں کے مال سے نا اُمید ہو جاؤ:

حضرت سَیِّدُنا اَبُّوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ! مجھے ایک مختصر وصیت فرمایئے۔" فرمایا: "جب نماز پڑھو تو زِندگی کی آخری نماز (سمجھ کر) پڑھو اور ہر گز ایسی بات نہ کرو جس سے تمہیں کل مَعذِرَت کرنا پڑے اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے نا امید ہو جاؤ۔"(۳)

انسان کے پیٹ کو مٹی ہی بھر سکتی ہے:

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: "اگر انسان کیلئے مال کی

مدینہ

(۱) شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، الحدیث: 10366، ج7، ص295

(۲) النھایۃ للجزری، باب القاف مع النون، ج4، ص100

(۳) المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی ایوب الانصاری، الحدیث: 23557، ج9، ص130

دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی کی تمنّا کرے گا اور **انسان کے پیٹ کو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے** اور جو شخص توبہ کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔"(۱)

میٹھے میٹھے اور پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے کبھی بھی کسی مالدار کو یہ کہتے نہیں سنا ہو گا کہ "بہت مال کما لیا۔ اب بس۔" بلکہ وہ مزید دولت کمانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اور اسی طرح کوئی عالم ایسا نہیں ملے گا کہ جو یہ کہے: "بہت پڑھ لیا، اب مجھے مزید پڑھنے کی حاجت نہیں۔" بلکہ ہر عالم مزید علم کی طلب میں رہتا ہے۔ چنانچہ،

ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: "دو حریص کبھی سیر نہیں ہو سکتے، ایک مال کا حریص اور دوسرا علم کا حریص۔"(۲)

دوسرے کے مال کے آسرے پر رہنا کہ وہ مجھ سے بہت مَحَبَّت کرتا ہے، خود ہی مجھے آفر بھی کرتا رہتا ہے کہ جب بھی ضرورت ہو کہہ دیا کرو۔ اس لئے کبھی ضرورت پڑی تو اس سے مانگ لوں گا، منع نہیں کرے گا وغیرہ اُمّیدیں بہت ہی کھوکھلی ہیں کہ آدمی کا دل بدلتا رہتا ہے۔ یاد رکھئے! "**دینے والا**" انسان "**لینے والے**" سے متاثر نہیں ہو سکتا۔ البتہ! اگر کوئی دینے آئے اور آپ قبول نہیں کریں گے تو ضرور متاثر ہو گا۔ چنانچہ،

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب لو ان لابن ادم۔۔۔ الخ، الحدیث 1048، ص521

(۲) المستدرك للحاكم، كتاب العلم، باب منهومان لا يشبعان، الحديث: 318، ج1، ص282

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سَیِّدُنا امام غَزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی نے اِحْیَاءُ عُلُومِ الدِّیْن میں یہ عربی اشعار نقل کئے ہیں:

اَلْعَیْشُ سَاعَاتٌ تَمُرُّ

وَخُطُوبُ أَیَّامٍ تَکُرُّ

ترجمہ: عَیش چند گھڑیوں کا ہے جو گزر جائے گا اور چند دنوں میں حالت بدل جائے گی۔

اِقْنَعْ بِعَیْشِكَ تَرْضَهٗ

وَاتْرُكْ هَوَاكَ تَعِیْشُ حُرٌّ

ترجمہ: اپنی زندگی میں قناعت اختیار کر، راضی رہے گا۔ اور اپنی خواہش ترک کر دے، آزادی کے ساتھ زندگی گزارے گا۔

فَلِرُبَّ حَتْفٍ سَاقَهٗ

ذَهَبٌ وَّیَاقُوْتٌ وَّدُرٌّ

ترجمہ: کئی بار موت سونے، یاقوت اور موتیوں کے سبب ڈاکوؤں کے ذریعے آتی ہے۔ (۱)

مزید نَقل فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا محمد بن وَاسِع رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خشک روٹی کو پانی میں تر کر کے کھاتے تھے اور فرماتے: ''جو شخص اس پر قناعت کرتا ہے وہ کبھی کسی کا محتاج نہیں رہتا۔''(۲)

مدینہ

(۱) إحیاء علوم الدین، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان ذم الحرص والطمع ومدح القناعة والیأس مما فی أیدی الناس، ج3، ص295

(۲) المرجع السابق

سبحان اللہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور انکے صَدَقے ہماری مغفرت ہو۔

حضرت سَیِّدُنا سَمِیط بن عَجْلان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اے انسان! تیرا پیٹ بہت مختصر یعنی فقط ایک بالشت مکعب ہے، یعنی ایک بالشت چَوڑَس، چَکور ہی تو ہے پھر وہ تجھے دوزخ میں کیوں لے جائے؟'' اور کسی دانا سے پوچھا گیا: ''آپ کا مال کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''ظاہر میں اچھی حالت میں رہنا، باطن میں میانہ روی اختیار کرنا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مایوس ہونا۔''(۱)

قناعت پسند کو بادشاہوں سے کیا کام؟

حضرت سَیِّدُنا قَبِیصَہ بِنْ عُقْبَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ملنے کیلئے ایک روز کوہستانی علاقے کا شہزادہ اپنے خدّام کے ساتھ حاضر ہوا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مکان سے نکلنے میں کافی دیر لگائی۔ اس پر اس کے خادموں نے پکار کر کہا: ''حضور! آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دروازہ پر مَلِكُ الْجِبَال (یعنی پہاڑوں کے بادشاہ) کا شہزادہ کھڑا ہے اور آپ ہیں گھر سے نکلتے نہیں۔'' یہ سن کر حضرت سَیِّدُنا قَبِیصَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ چند روٹی کے سوکھے ٹکڑے لئے باہر تشریف لائے اور دکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جو شخص دنیا میں اتنے ہی پر قناعت کرکے راضی ہو چکا ہو اس کو مَلِكُ الْجِبَال سے کیا کام؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس سے بات بھی نہیں کروں گا۔''(۲)

مدینہ

(۱) إحیاء علوم الدین، کتاب ذم البخل، بیان ذم الحرص ـ الخ، ج3، ص295

(۲) تذکرۃ الحفاظ، الرقم 370 قبیصہ بن عقبہ، ج1، الجزء الاول، ص274

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صَدَقے ہماری مغفرت ہو۔

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! بے جا مال کی مَحَبَّت سے چھٹکارا پانے اور قناعت کی دولت اپنانے کے لئے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو جایئے۔ مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں میں سفر کو اپنا معمول بنا لیجئے۔ نیز مکتبۃ المدینۃ سے جاری ہونے والے امیرِ اہلسنّت کے مختلف رسائل کے مطالعہ کی عادت بنالیجئے۔ چنانچہ،

امیرِ اہلسنت کی تحریر کا اثر:

منڈن گڑھ ضلع رتنا گری مہاراشٹر (ہند) کے ایک اسلامی بھائی نے بتایا ۲۰۰۲ء کی بات ہے، میں برے دوستوں کی صحبت کے باعث غنڈہ گینگ میں شامل ہو گیا، لوگوں کو مارنا پیٹنا اور گالیاں بکنا میرا معمول تھا، جان بوجھ کر جھگڑے مول لیتا، جو نیا فیشن آتا سب سے پہلے میں اپناتا، دن میں کئی بار کپڑے تبدیل کرتا، سوائے جینز (Jeans) کے دوسری پینٹ نہ پہنتا، آوارہ دوستوں کے ساتھ گھوم پھر کر رات گئے گھر لوٹتا اور دن چڑھے تک سوتا رہتا، والد صاحب کا انتقال ہو چکا تھا، بیوہ ماں سمجھاتی تو زَبان درازی کرتا تھا۔

ایک مرتبہ **دعوتِ اسلامی** کے کسی باعمامہ بھائی نے ملاقات پر ایک رِسالہ **"جنات کا بادشاہ"** (جس میں حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تذکرہ ہے) مجھے تحفے میں دیا، پڑھا تو اچھا لگا۔ رمضان المبارک میں ایک دن کسی مسجد میں جانے کی سعادت ملی تو اتفاق سے ایک سبز سبز عمامے اور سفید لباس میں ملبوس سنجیدہ

نوجوان پر نظر پڑی، معلوم ہوا یہ یہاں معتکف ہیں۔ انہوں نے **درسِ فیضانِ سنت** دیا تو میں بیٹھ گیا، بعد درس انہوں نے مجھ پر انفرادی کوشش کرتے ہوئے **دعوتِ اسلامی** کے مَدَنی ماحول کی برکتیں بتائیں، ان اسلامی بھائی کا لباس اس قَدَر سادہ تھا کہ بعض جگہ پَیوند تک لگے ہوئے تھے، جب ان کیلئے گھر سے کھانا آیا تو وہ بھی بالکل سادہ تھا، میں ان کی سادگی سے بہت متاثر ہوا، مجھے ان سے محبت ہوگئی، میں ان سے ملاقات کیلئے آنے جانے لگا۔

اتفاق سے **عیدالفطر** کے بعد ان اسلامی بھائی کا نکاح تھا، یہ بیچارے غریب اور تنگدست تھے مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ انہوں نے اس بات کا مجھے ذرا بھی احساس نہیں ہونے دیا اور نہ ہی کسی قسم کی مالی امداد کیلئے سوال کیا۔ میں اور زیادہ متاثر ہوا ماشاءاللہ **دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول** کتنا پیارا ہے، اس کے وابستگان کس قدر سادہ اور خود دار ہیں۔ الحمدللہ **دعوتِ اسلامی** کی محبت میرے دل میں گھر کرتی چلی گئی، یہاں تک کہ میں نے عاشقانِ رسول کے ہمراہ 8 دن کے **مدنی قافلے** میں سفر کیا۔ میرے دل کی دنیا زیر وزبر ہوگئی، قلب میں مدنی انقلاب برپا ہو گیا اور میں نے گناہوں سے سچی توبہ کرکے اپنی ذات کو **دعوتِ اسلامی** کے حوالے کر دیا۔ الحمدللہ مجھ پر مدنی رنگ چڑھا کہ آج کل میں علاقائی مشاورت کے نگران کی حیثیت سے اپنے علاقے میں **دعوتِ اسلامی** کے مدنی کاموں کی دھومیں مچا رہا ہوں۔

سادگی چاہئے، عاجزی چاہئے
آپ کو گر، چلیں قافلے میں چلو
خوب خودداریاں اور خوش اخلاقیاں
آیئے سیکھ لیں قافلے میں چلو
عاشقانِ رسول لائے سنّت کے پھول
آؤ لینے چلیں، قافلے میں چلو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو عافیت اور امان عطا فرما کر سود کی آفتوں سے محفوظ فرمائے۔

سود کا چوتھا علاج موت کا تصور:

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! سود کا یہی سب سے بڑا علاج ہے کہ ہر دم موت کو یاد رکھا جائے، مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہم دنیا کی نیرنگیوں میں مشغول ہو کر موت سے یکسَر غافل ہو چکے ہیں اور حرام روزی کی طرف بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں، ایسے لگتا ہے گویا ہر شخص یہ سوچ کر جی رہا ہے کہ میں نے مرنا ہی نہیں۔

میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! یہ آپ کی بھول ہے، یاد رکھئے! جو دنیا میں پیدا ہوا ہے اسے ضرور مرنا ہے۔ ؎

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یاد رکھ ہر آن آخر موت ہے
بن تو مت انجان آخر موت ہے
مرتے جاتے ہیں ہزاروں آدمی
عاقل و نادان آخر موت ہے
کیا خوشی ہو دل کو چندِ زِیست سے
غمزدہ ہے جان آخر موت ہے
ملکِ فانی میں فنا ہر شے کو ہے
سن لگا کر کان آخر موت ہے
بارہا علمی تجھے سمجھا چُکے
مان یا مت مان آخر موت ہے

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! دنیا کی نیرنگیوں کو سمجھنے، موت کو یاد کرنے اور مال کی محبت کو دل سے نکالنے کی کوشش کیجئے۔

موت سے غفلت کا سبب:

دنیا اور اس مال کی، بڑے بڑے بنگلوں اور فیکٹریوں کی، بلند و بالا مَحلّات کی تعمیرات کی اور مال و زَر کی کثرت کی محبت نے ہمیں سود میں مبتلا کر دیا ہے۔ یاد رکھئے جب موت آئے گی ہمارا قصہ پورا کر دے گی، یہ سب مَحلّات، یہ ساری دولت، یہ فیکٹریاں اور یہ گاڑیاں سب یہیں رہ جائیں گی۔ ہمارا پروردگار عَزَّوَجَلَّ ہمیں تَنبیہ فرمارہا ہے پارہ 22 سورۂ فاطر کی آیت 5 میں ارشاد ہوتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۵﴾ (پ22، الفاطر:5)

ترجمۂ کنزالایمان: اے لوگو بیشک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہر گز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہر گز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی۔

اور سورۂ تکاثر میں ہے:

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ (پ30، التکاثر:1)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے۔

صدر الافاضل، حضرتِ علامہ مولیٰنا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی ''**خزائن العرفان**'' میں اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ کثرتِ مال کی حرص اور اس پر مُفَاخَرَت مذموم ہے اور اس میں مُبتَلا ہو کر آدمی سَعَادَتِ اُخرویہ سے محروم رہ جاتا ہے۔

بانس کی جھونپڑی:

یقیناً جو موت اور اس کے بعد والے معاملہ سے آگاہ ہے وہ دنیا کی رنگینیوں اور اس کی آسائشوں یعنی سُود اور رِشوَت کے دھوکے میں نہیں پڑ سکتا۔ چنانچہ،

منقول ہے کہ حضرت سَیِّدُنا نُوح عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نے ایک سادہ سی بانس کی جھونپڑی میں رہائش اختیار فرمائی، عرض کی گئی: ''بہتر تھا کہ آپ ایک عُمدہ

مکان تعمیر فرما لیتے۔'' فرمایا: ''جو مر جائے گا (یعنی جس کو موت کا یقین ہے) اس کے لئے یہ بھی بہت ہے۔'' (۱)

موت سے غفلت:

افسوس کہ ہم موت کی جانب عدم توجُّہ کے سبب دُنیا میں عُمدہ عُمدہ مکانات کی تعمیرات میں مشغول ہیں۔ ہم اپنے مکانات کو انگلش ٹائلڈ باتھ (English tiled bath) امریکن کچن (American kitchen)، ماربل فلَورِنگ (Marble flooring)، وَارڈرَوب (Ward robe)، فُل وُڈوَرک (Wood work)، اَیکسٹرا وَرک (Extra work) سے خوب سجاتے ہیں۔

ایک عَرَبی شاعر نے کس قَدَر درد بھرے انداز میں ہمیں سمجھانے کی کوشش کی ہے، مُلاحظہ ہو۔

زَيَّنْتَ بَيْتَكَ جَاهِلاً وَّعَمَرْتَهٗ

وَلَعَلَّ غَيْرُكَ صَاحِبُ الْبَيْتِ

یعنی (دنیا کی حقیقت اور آخرت کی معرفت سے) جہالت کی بِنا پر تُو اپنے مکان کو زینت دینے اور صِرف اِسی کو آباد کرنے میں لگا ہوا ہے۔ اور شاید (تیرے مرنے کے بعد) اِس مکان کا مالک تیرا غَیر ہو گا۔

مَنْ كَانَتِ الْاَيَّامُ سَايِرَةً بِهٖ

فَكَاَنَّهٗ قَدْ حَلَّ بِالْمَوْتِ

یعنی جسکو ایّام (کی گاڑی قبر کیطرف) کھینچتی چلی جارہی ہے وہ گویا موت سے مل چکا یعنی بہت جلد مر جائے گا۔

مدینہ

(۱) العقد الفرید، باب قولهم فی الموت، ج3، ص146

وَالْمَرْءُ مُرْتَهِنٌ بِسَوْفَ وَلَيْتَ

وَهَلَاكُهٗ فِي السَّوْفِ وَاللَّيْتِ

ترجمہ: اور آدمی (دنیاوی مقاصد کے حُصول میں) اُمّید و رَجا کے پھندے میں گرِفتار ہے حالانکہ اِنہیں جھوٹی اُمّیدوں میں اس کی ہلاکت پوشیدہ ہے۔

فَلِلّٰهِ دُرُّ فَتًى تَدَبَّرَ اَمْرَهٗ

فَغَدَا وَرَاحَ مُبَادِرَ الْمَوْتِ

ترجمہ: اُس جوان کا اَجر اللہ عَزَّوَجَلَّ (کے ذِمۂ کرم) پر ہے جس نے اپنے (قبر و آخرت کے) مُعاملے کی تدبیر کی اور صبح و شام موت کی تیّاری کرنے میں جلدی کی۔ (۱)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! اے کاش! ہمارے پیشِ نظر موت کا تصور ہو جائے اور اس دنیا کی عارضی زندگی میں ہمیں مَدَنی سوچ نصیب ہو جائے۔ **اے کاش!** مال جمع کرنے کی ہوس، ہم سب کے دلوں سے نکل جائے، اس مال و دنیا کی محبت نے ہمیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور ہمارا معاشرہ اس مال کی مَحبَّت میں سود جیسی لعنت میں مبتلا ہو گیا ہے۔

آپ نے سود کی ہلاکت خیزیاں تو جان لیں، **اے کاش!** اگر ہمارے دل سے مال، عمدہ تعمیرات اور جاہ و عِزَّت کی طلب و مَحبَّت نکل جائے اور مال کی وہ صورت و معرفت جو بزرگوں کو حاصل تھی ہمیں نصیب ہو جائے۔ چنانچہ،

مدینہ

(۱) العقد الفرید، باب قولهم فی الموت، ج3، ص146

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۵۴۸ صَفحات پر مشتمل کتاب، ''فیضانِ سنّت'' جلد اول صَفحہ 366 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: ''حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: (۱) حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوی فرماتے ہیں: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جو دِرہم (یعنی دولت) کی عزّت کرتا ہے، اللہ ربّ العزّت اُسے ذِلّت دیتا ہے۔'' (۲) منقول ہے، سب سے پہلے دِرہم و دِینار بنے تو شیطان نے ان کو اُٹھا کر اپنی پیشانی پر رکھا پھر ان کو چُوما اور بولا: ''جس نے ان سے محبّت کی وہ میرا غلام ہے۔'' ﴿العیاذباللہ﴾ (۳) حضرتِ سیِّدُنا سمیط بن عجلان علیہ رحمۃ السنّان نے فرمایا: ''دِرہم و دِینار (مال و دولت) مُنافِقوں کی لگامیں ہیں وہ ان کے ذَرِیعے دوزخ کی طرف کھینچے جائیں گے۔''

غفلت کا انجام:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی آپ کو اور مجھ گناہگار کو مال و دولت کی مَحبّت سے محفوظ فرمائے۔ آج ہم دیوانہ وار مال و دولت کی ہوس میں اندھے ہو گئے ہیں، اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے بناتے ہیں کہ میں بیوی بچوں کا پیٹ پال رہا ہوں، انکے لئے کما رہا ہوں، کیا کروں حرام روزی کمانے کے سوا کوئی چارا ہی نہیں۔ ارے نادان اسلامی بھائی! تمہیں کیا ہو گیا؟ بیوی

بچوں کا پیٹ پالنے اور ان کو عَیش و عِشرَت کی زندگی دینے کے لئے حرام روزی کمانے میں مصروف ہو گئے اور ان کی دینِ اسلام کے سنہری اصولوں کے مطابق تربیت کرنے اور انہیں حلال لقمے کھلانے سے غافل ہو گئے، تمہیں کیا پتا کہ قیامت کے دن اپنے بیوی بچوں کو علمِ دین نہ سکھانے اور حرام روزی کھلانے کا کیسا وبال سامنے آئے گا۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۴۶ صَفحات پر مشتمل کتاب، ''قرۃ العیون'' صَفْحَہ ۹۳ پر ہے کہ مرد سے تعلق رکھنے والوں میں پہلے اس کی زوجہ اور اس کی اولاد ہے، یہ سب (یعنی بیوی، بچے قیامت میں) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کریں گے: ''اے ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اس شخص سے ہمارا حق لے کر دے، کیونکہ اس نے کبھی ہمیں دینی اُمور کی تعلیم نہیں دی اور یہ ہمیں حرام کھلاتا تھا جس کا ہمیں علم نہ تھا۔'' پھر اس شخص کو حرام کمانے پر اس قدر مارا جائے گا کہ اس کا گوشت جھڑ جائے گا پھر اس کو میزان کے پاس لایا جائے گا، فرشتے پہاڑ کے برابر اس کی نیکیاں لائیں گے تو اس کے عیال میں سے ایک شخص آگے بڑھ کر کہے گا: ''میری نیکیاں کم ہیں۔'' تو وہ اس کی نیکیوں میں سے لے لے گا، پھر دوسرا آ کر کہے گا: ''تُو نے مجھے سُود کھلایا تھا۔'' اور اس کی نیکیوں میں سے لے لے گا اس طرح اس کے گھر والے اس کی سب نیکیاں لے جائیں گے اور وہ اپنے اہل و عیال کی طرف حسرت و یاس سے دیکھ کر کہے گا: ''اب میری گردن پر وہ گناہ و

مظالم رہ گئے جو میں نے تمہارے لئے کئے تھے۔" (اس وقت) فرشتے کہیں گے: "یہ وہ (بدنصیب) شخص ہے جس کی نیکیاں اس کے گھر والے لے گئے اور یہ ان کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا۔"(۱)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو!

- کیا اب بھی حرام روزی سے باز نہیں آئیں گے؟
- کیا اب بھی سُود اور رِشوَت کے لین دین سے باز نہیں آئیں گے؟
- کیا اب بھی خیانت سے باز نہیں آئیں گے؟
- کیا اب بھی اپنے اجارے میں خیانت کرتے رہیں گے؟
- کیا اب بھی اس نیت سے سرکاری ملازمت اختیار کریں گے کہ وہاں تو بڑی چھوٹ ہے، خوب چھٹیاں بھی کریں گے اور تنخواہ بھی پوری لیں گے اور پھر اس مالِ حرام سے بیوی بچوں کا پیٹ پالیں گے؟
- کیا اب بھی تجارت کا علم نہیں سیکھیں گے؟

یاد رکھئے کہ تاجر پر لازم ہے کہ وہ تجارت کے مسائل سیکھے تاکہ جان سکے کہ کس طرح روزی حلال ہوگی اور کس طرح حرام؟ چنانچہ،

مدینہ

(۱) قرۃ العیون، ص ۹۳

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 312 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' کے حصہ 16 صَفْحَہ 121 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''جب تک خرید و فروخت کے مسائل معلوم نہ ہوں کہ کون سی بیع جائز ہے اور کون ناجائز، اس وقت تک تجارت نہ کرے۔''

اور حضرت سیِّدُنا امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرمایا کرتے کہ ہمارے بازار میں وہی شخص آئے جو دین میں فقیہ یعنی عالم ہو اور سود خور نہ ہو۔ (۱)

آہ صد افسوس! آج کل مُعَامَلہ اس کے برعکس ہے، آج کل لوگ زبانِ قال سے نہ صحیح مگر زبانِ حال سے مَعَاذَاللہ ضرور کہتے ہیں کہ ہمارے بازار میں صرف وہی شخص آئے جو سب سے بڑا دھوکے باز ہو۔ اَلْعِیَاذُ بِاللہ ۔ شریف آدمی کا تو گویا بازار میں داخلہ ہی ممنوع ہے۔ آج کل جس طرح حرام روزی اور سود کا ارتکاب کیا جاتا ہے کسی پر پوشیدہ نہیں۔ یقیناً اس کی بڑی وجہ علمِ دین اور سنتوں بھرے ماحول سے دوری ہے۔ تاجروں اور خریداروں سب کے لئے لازم ہے کہ جلد از جلد خرید و فروخت کے مسائل سیکھ لیں۔ ورنہ **میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو!** یاد رکھئے آخرت میں ایک ایک ذرّے کا حساب ہو گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پکڑ بڑی شدید ہے۔

(۱) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ: 279، ج2، الجزء الثالث، ص 267

پانچواں علاج سود سے بچنے کا حیلہ:

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! جہاں تک ممکن ہو سکے سودی کاروبار سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی کوشش کیجئے۔ اس لئے کہ اگر ہم نے علم اور علماء کرام سے اپنا تعلق استوار رکھا ہوتا تو وہ یقیناً ہمیں سود کی نحوست سے بچاؤ کا کوئی حل تجویز فرماتے۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۰۸ صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**چندے کے بارے میں سوال جواب**'' صَفحہ ۶۵ تا ۶۷ پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ حیلے کے شرعی دلائل کے بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ حِیلۂ شَرعی کا جواز قرآن و حدیث اور فقہِ حنفی کی مُعتبر کُتُب میں موجود ہے۔ چُنانچہ، حضرتِ سیِّدُنا ایّوب عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی بیماری کے زَمانے میں آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی زَوجۂ محترمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ایک بار خدمتِ سراپا عظمت میں تاخیر سے حاضِر ہوئیں تو آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نے قسم کھائی کہ ''میں تَندُرُست ہو کر ۱۰۰ کوڑے ماروں گا۔'' صِحّت یاب ہونے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں 100 تیلیوں کی جھاڑو مارنے کا حکم ارشاد فرمایا۔[1]

(۱) نور العرفان ص۷۲۸۔ ملخّصاً

اللہ تبارَکَ وَتَعالٰی پارہ 23 سورۂ صٓ کی آیت نمبر 44 میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْؕ ﴿پ23، ص44﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک (سو تنکوں والا) جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم نہ توڑ۔

''عالمگیری'' میں حِیلوں کا ایک مستقل باب ہے جس کا نام '' کتابُ الحِیَل'' ہے۔ چُنانچِہ، ''عالمگیری کتابُ الحِیَل'' میں ہے، ''جو حِیلہ کسی کا حق مارنے یا اس میں شُبہ پیدا کرنے یا باطِل سے فَریب دینے کے لئے کیا جائے وہ مکروہ ہے اور جو حِیلہ اِس لئے کیا جائے کہ آدمی حرام سے بچ جائے یا حلال کو حاصل کر لے وہ اچّھا ہے۔ اس قسم کے حِیلوں کے جائز ہونے کی دلیل اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان ہے:

وَ خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْؕ ﴿پ23، ص44﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک (سو تنکوں والا) جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم نہ توڑ۔ (۱)

کان چھیدنے کا رواج کب سے ہوا؟

حیلے کے جَواز پر ایک اور دلیل مُلاحَظہ فرمایئے۔ چُنانچِہ، حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ ابنِ عبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ ایک بار حضرتِ سیِّدَتُنا سارہ اور حضرتِ

مدینہ

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ج۶، ص۳۹۰

سیِّدَتُنا ہاجَرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا میں کچھ چَپقَلِش ہو گئی۔ حضرتِ سیِّدَتُنا سارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے قسم کھائی کہ مجھے اگر قابو ملا تو میں ہاجَرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا کوئی عُضو کاٹوں گی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا جبرئیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں بھیجا کہ ان میں صُلح کروا دیں۔ حضرتِ سیِّدَتُنا سارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: ''مَاحِیلَۃُ یَمِیْنِی؟'' یعنی میری قسم کا کیا حِیلہ ہو گا؟ تو حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر وَحی نازِل ہوئی کہ (حضرتِ) سارہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کو حکم دو کہ وہ (حضرتِ) ہاجَرہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے کان چَھید دیں۔ اُسی وَقْت سے عورتوں کے کان چَھیدنے کا رَواج پڑا۔ (۱)

سود سے بچنے کی صورتیں:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۱۸۲ صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد دوم صَفْحَہ ۷۷۶ تا ۷۷۹ پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ شریعتِ مطہرہ نے جس طرح سود لینا حرام فرمایا سود دینا بھی حرام کیا ہے۔ حدیثوں میں دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ دونوں برابر ہیں۔ آج کل سود کی اتنی کثرت ہے کہ قرضِ حسن جو بغیر سودی ہوتا ہے بہت کم پایا جاتا ہے دولت والے کسی کو بغیر نفع روپیہ دینا

مدینہ

(۱) غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر، ج۳، ص۲۹۵

چاہتے نہیں اور اہل حاجت اپنی حاجت کے سامنے اس کا لحاظ بھی نہیں کرتے کہ سودی روپیہ لینے میں آخرت کا کتنا عظیم وبال (بہت بڑا عذاب) ہے اس سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ لڑکی لڑکے کی شادی۔ ختنہ اور دیگر تقریبات شادی وغمی میں اپنی وسعت سے زیادہ خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ برادری اور خاندان کے رسوم میں اتنے جکڑے ہوئے ہیں (پھنسے ہوئے ہیں) کہ ہر چند کہیے ایک نہیں سنتے رسوم میں کمی کرنے کو اپنی ذلت سمجھتے ہیں۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو اولاً تو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ ان رسوم کی جنجال (بوجھ، آفت) سے نکلیں، چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلائیں اور دُنیا و آخرت کے تباہ کن نتائج سے ڈریں۔ تھوڑی دیر کی مُسَرَّت (خوشی) یا اَبنائے جنس میں نام آوری (یعنی قبیلے کے افراد میں شہرت) کا خیال کر کے آئندہ زِندَگی کو تلخ (دشوار) نہ کریں۔ اگر یہ لوگ اپنی ہٹ سے باز نہ آئیں قرض کا بارِ گراں (بھاری بوجھ) اپنے سر ہی رکھنا چاہتے ہیں بچنے کی سَعی (کوشش) نہیں کرتے جیسا کہ مُشاہَدہ اسی پر شاہد ہے تو اب ہماری دوسری فَہمائش ان مسلمانوں کو یہ ہے کہ سُودی قرض کے قریب نہ جائیں۔

اس لیے کہ بنَصِّ قطعی اس میں برکت نہیں اور مشاہدات و تجربات بھی یہی ہیں کہ بڑی بڑی جائدادیں سود میں تباہ ہو چکی ہیں یہ سوال اس وقت پیش نظر ہے کہ جب سُودی قرض نہ لیا جائے تو بغیر سُودی قرض کون دیگا پھر اُن دُشواریوں کو کس طرح حل کیا جائے۔ اس کے لیے ہمارے علمائے کرام نے چند صورتیں ایسی تحریر فرمائی ہیں کہ اُن طریقوں پر عمل کیا جائے تو سُود کی نجاست و نحوست (ناپاکی اور برے اثر) سے پناہ ملتی ہے

اور قرض دینے والا جس ناجائز نفع کا خواہش مند تھا اُس کے لیے جائز طریقہ پر نفع حاصل ہو سکتا ہے۔ صرف لین دَین کی صورت میں کچھ ترمیم (تبدیلی) کرنی پڑے گی۔ مگر ناجائز و حرام سے بچاؤ ہو جائے گا۔

شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ دل میں جب یہ ہے کہ سو(100) دیکر ایک سو دس (110) لیے جائیں۔ پھر سود سے کیونکر بچے ہم اُس کے لیے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ شرع مطہر نے جس عقد کو جائز بتایا وہ محض اس تخیل (قیاس، خیال) سے ناجائز و حرام نہیں ہو سکتا۔ دیکھو اگر روپے سے چاندی خریدی اور ایک روپیہ کی ایک بھر سے زائد لی یہ یقینا سود و حرام ہے۔ صاف حدیث میں تصریح ہے، ''اَلْفِضَّۃُ بِالْفِضَّۃِ مَثَلاً بِمَثَلٍ یَداً بِیَدٍ وَالْفَضْلُ رِبًا'' اور اگر مثلاً ایک گنی (سونے کا ایک انگریزی سکہ) جو پندرہ روپے کی ہو اُس سے پچیس روپے بھر یا اور زیادہ چاندی خریدی یا سولہ آنے پیسوں کی دو روپیہ بھر خریدی اگرچہ اس کا مقصود بھی وہی ہے کہ چاندی زیادہ لی جائے مگر سود نہیں اور یہ صورت یقیناً حلال ہے، حدیث صحیح میں فرمایا :''اِذَا اِخْتَلَفَ النَّوْعَانِ فَبِیْعُوْا کَیْفَ شِئْتُمْ۔'' معلوم ہوا کہ جواز و عدمِ جواز نوعیت عقد پر ہے۔ عقد بدل جائے گا حکم بدل جائے گا۔ اس مسئلہ کو زیادہ واضح کرنے کے لیے ہم دو ۲ حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔

صحیحین میں ابو سعید خُدری وابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک شخص کو خیبر کا حاکم بنا کر بھیجا تھا، وہ وہاں سے حضور ﴿صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ﴾ کی خدمت میں عمدہ کھجوریں لائے۔ ارشاد فرمایا: ''کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہوتی ہیں؟'' عرض کی، نہیں یارسول اللہ! ﴿صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ﴾ ہم دو صاع کے بدلے ان کھجوروں کا ایک صاع لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں۔ فرمایا: ''ایسا نہ کرو، معمولی کھجوروں کو روپیہ سے بیچو پھر روپیہ سے اس قسم کی کھجوریں خریدا کرو اور تول کی چیزوں میں بھی ایسا ہی فرمایا۔''(۱)

صحیحین میں ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں برنی کھجوریں لائے۔ ارشاد فرمایا: ''کہاں سے لائے؟'' عرض کی، ہمارے یہاں خراب کھجوریں تھیں، اُن کے دو صاع کو ان کے ایک صاع کے عوض (بدلے) میں بیچ ڈالا۔ ارشاد فرمایا: ''افسوس یہ تو بالکل سود ہے، یہ تو بالکل سود ہے، ایسا نہ کرنا ہاں اگر ان کے خریدنے کا ارادہ ہو تو اپنی کھجوریں بیچ کر پھر انکو خریدو۔''(۲)

مدینہ

(۱) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اذا اراد بیع تمر... إلخ، الحدیث: ۲۲۰۱، ۲۳۰۲، ج۲، ص۴۴، ۷۹.

(۲) صحیح البخاری، کتاب الوکالة، باب اذا باع الوکیل... إلخ، الحدیث: ۲۳۱۲، ج۲، ص۸۳.

ان دونوں حدیثوں سے واضح ہوا کہ بات وہی ہے کہ عمدہ کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں مگر اپنی کھجوریں زیادہ دیکر لیتے ہیں سود ہوتا ہے۔ اور اپنی کھجوریں روپیہ سے بیچ کر اچھی کھجوریں خریدیں یہ جائز ہے۔ اسی وجہ سے امام قاضی خاں اپنے فتاوے میں سود سے بچنے کی صورتیں لکھتے ہوئے یہ تحریر فرماتے ہیں وَ مثل هذا روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه امر بذلك۔ (۱)

اس مختصر تمہید کے بعد صدرُ الشَّریعہ نے سود سے بچنے کے بارے میں علما سے مروی چار صورتیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱): ایک شخص کے دوسرے پر دس روپے تھے اُس نے مدیون سے کوئی چیز اُن دس روپوں میں خرید لی اور مبیع پر قبضہ بھی کر لیا پھر اُسی چیز کو مدیون کے ہاتھ بارہ میں ثمن وصول کرنے کی ایک میعاد مقرر کر کے بیچ ڈالا اب اس کے اُس پر دس کی جگہ بارہ ہو گئے اور اسے دو روپے کا نفع ہوا اور سود نہ ہوا۔ (۲) (خانیہ)

(۲): ایک نے دوسرے سے قرض طلب کیا وہ نہیں دیتا اپنی کوئی چیز مقرِض (قرض دینے والے) کے ہاتھ سو روپے میں بیچ ڈالی اُس نے سو روپے دیدیئے اور چیز پر قبضہ کر لیا پھر مُستَقرِض (قرض لینے والے) نے وہی چیز مقرض سے سال بھر کے وعدہ پر ایک سو دس

مدینہ

(۱) الفتاوی الخانیة، کتاب البیع، فصل فیما یکون فرارا عن الربا، ج۲، ص۴۰۸

(۲) المرجع السابق

روپے میں خرید لی یہ بیع جائز ہے۔ مقرض نے سو روپے دیئے اور ایک سو دس روپے مستقرض کے ذمہ لازم ہو گئے اور اگر مستقرض کے پاس کوئی چیز نہ ہو جس کو اس طرح بیع کرے تو مقرض مستقرض کے ہاتھ اپنی کوئی چیز ایک سو دس روپے میں بیع کرے اور قبضہ دیدے پھر مستقرض اُسکی غیر کے ہاتھ سو روپے میں بیچے اور قبضہ دیدے پھر اس شخص اجنبی سے مقرض سو روپے میں خرید لے اور ثمن ادا کر دے اور وہ مستقرض کو سو روپے ثمن ادا کر دے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مقرض کی چیز اُس کے پاس آگئی اور مستقرض کو سو روپے مل گئے مگر مقرض کے اس کے ذمہ ایک سو دس روپے لازم رہے۔[1] (خانیہ)

(۳): مقرض نے اپنی کوئی چیز مستقرض کے ہاتھ تیرہ روپے میں چھ مہینے کے وعدہ پر بیع کی اور قبضہ دیدیا پھر مستقرض نے اسی چیز کو اجنبی کے ہاتھ بیچا اور اس بیع کا اقالہ کر کے پھر اسی کو مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور روپے لے لیے اس کا بھی یہ نتیجہ ہوا کہ مقرض کی چیز واپس آگئی اور مستقرض کو دس روپے مل گئے مگر مقرض کے اس کے ذمہ تیرہ روپے[2] واجب ہوئے۔[3] (خانیہ)

مدینہ

(۱) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، فصل فیما یکون فرارا عن الربا، ج۱، ص۴۰۸

(۲) اس صورت میں اگرچہ یہ بات ہوئی کہ جو چیز جتنے میں بیع کی قبل نقد ثمن مشتری سے اُس سے کم میں خریدی مگر چونکہ اس صورت مفروضہ میں ایک بیع جو اجنبی سے ہوئی درمیان میں فاصل ہو گئی لہٰذا یہ بیع جائز ہے۔

(۳) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، فصل فیما یکون فرارا عن الربا، ج۱، ص۴۰۸

(۴): سود سے بچنے کی ایک صورت بیع عینہ ہے امام محمد رَحِمَہُ اللہِ تَعَالٰی نے فرمایا: بیع عینہ مکروہ ہے کیونکہ قرض کی خوبی اور حسن سلوک سے محض نفع کی خاطر بچنا چاہتا ہے اور امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہِ تَعَالٰی نے فرمایا: کہ اچھی نیت ہو تو اس میں حرج نہیں بلکہ بیع کرنے والا مستحق ثواب ہے کیونکہ وہ سود سے بچنا چاہتا ہے۔ مشائخ بلخ نے فرمایا: بیع عِینَہ ہمارے زمانہ کی اکثر بیعوں سے بہتر ہے۔ بیع عینہ کی صورت یہ ہے ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً دس روپے قرض مانگے اُس نے کہا میں قرض نہیں دونگا یہ البتہ کر سکتا ہوں کہ یہ چیز تمہارے ہاتھ بارہ روپے میں بیچتا ہوں اگر تم چاہو خرید لو اسے بازار میں دس روپے کو بیع کر دینا تمھیں دس روپے مل جائیں گے اور کام چل جائے گا اور اسی صورت سے بیع ہوئی۔ بائع (بیچنے والے) نے زیادہ نفع حاصل کرنے اور سود سے بچنے کا یہ حیلہ نکالا کہ دس کی چیز بارہ میں بیع کر دی اُس کا کام چل گیا اور خاطر خواہ اس کو نفع مل گیا۔ بعض لوگوں نے اس کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ تیسرے شخص کو اپنی بیع میں شامل کریں یعنی مقرِض (قرض خواہ، قرض دینے والا) نے قرضدار کے ہاتھ اُس کو بارہ میں بیچا اور قبضہ دیدیا پھر قرضدار نے ثالث کے ہاتھ دس روپے میں بیچ کر قبضہ دیدیا اس نے مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور قبضہ دیدیا اور دس روپے ثمن کے مقرض سے وصول کر کے قرضدار کو دیدے نتیجہ یہ ہوا کہ قرض مانگنے والے کو دس روپے وصول ہو گئے مگر بارہ دینے پڑیں گے کیونکہ وہ چیز بارہ میں خریدی ہے۔[1] (خانیہ، فتح، ردالمحتار)

مدینہ

(۱) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، فصل فیما یکون فراراً عن الربا، ج۲، ص۴۰۸. وفتح القدیر، کتاب

ملاوٹ والے کاروبار سے توبہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علمِ دین سیکھنے اور سُنَّتیں سیکھنے کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے سُنَّتوں کی تربیت کے مدنی قافلے بھی ہیں، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی بڑی برکتیں ہیں، اس ماحول سے وابستہ ہو کر معاشرے کے بگڑے ہوئے لوگ سنَّتوں کے پیکر بن گئے۔ چنانچہ،

بابُ المدینہ مدنی پورہ جسے **بھیم پورہ** بھی کہتے ہیں، کے ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے، اس کا لب لباب کچھ یوں ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں ایسا بے نمازی تھا کہ جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھتا تھا۔ خوش قسمتی سے میں نے **تبلیغِ قرآن وسنَّت کی غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت گلزارِ مدینہ مسجد آگرہ تاج میں عاشقانِ رسول کے ہمراہ آخری عشرہ رمضان المبارک 2004ء بمطابق 1425ھ کے اجتماعی اعتکاف میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کی۔** دس دن میں عاشقانِ رسول کی صحبت نے میری قلبی کیفیت کو بدل کر رکھ دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں نے کچھ نہ کچھ نماز سیکھ لی اور پانچوں وقت کی نمازِ باجماعت کا پابند بن گیا۔ اور پھر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ میں داخل ہو کر حضور غوثِ اعظم کا مرید بھی بن گیا۔ ربِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی کے فضل و کرم سے نیک اعمال کا ایسا ذہن ملا کہ کم و بیش 63 سے زائد مدنی انعامات پر عمل کی کوشش جاری ہے۔

الکفالۃ، ج۲، ص۳۲۴۔ وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: فی بیع العینۃ، ج۷، ص۵۷۶

مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ رسائل کثرت سے پڑھنے کی عادت بن گئی اور اعتکاف کا ایک بڑا انعام یہ ملا کہ **میں جو ملاوٹ والے مرچ مصالحہ کی سپلائی کا سندھ بھر میں گناہوں بھرا کام کرتا تھا وہ ترک کر دیا۔** میرے مصالحے کے کارخانے میں تقریباً ﴿۴۴﴾ ملازم کام کرتے تھے، میں نے وہ کارخانہ ہی ختم کر دیا کیونکہ دور بڑا نازک ہے، بڑے پیمانے پر خالص مصالحہ کا کاروبار کرنے کی خاطر بازار میں جانا نہایت ہی دشوار ہے، آج کل مسلمانوں کی صحت کی کس کو پڑی ہے بس یار لوگوں کو دولت چاہئے خواہ وہ حلال ہو یا مَعَاذَاللہ حرام۔ بہرحال عاشقانِ رسول کی صحبت کی برکت سے میں رزقِ حلال کے حصول میں مشغول ہو گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ **دعوتِ اسلامی** کے مدنی ماحول کی برکت سے اشراق و چاشت، اوابین اور تہجد کے نوافل کے ساتھ ساتھ پہلی صف میں نماز کی بھی عادت بن گئی۔

یہ دعوتِ اسلامی کے اعتکاف کی ایک بہار ہے کہ ایک ملاوٹ کرنے والا شخص کس قدر مدنی ماحول کی برکت سے رزقِ حلال کمانے والا بن گیا اور اپنا وہ کاروبار ہی بند کر دیا۔

اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ہم سب کو بھی اعمالِ صالح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Go To Index

شراب کے احکام اور اس کے نقصانات پر مشتمل عبرت انگیز بیان

برائیوں کی ماں



پیشکش:
مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC1286

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

برائیوں کی ماں [1]

درودِ پاک کی فضیلت

ایک صوفی بزُرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے **مِشْطَاح** نامی ایک شخص کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: "**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟" بولا: "**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بخش دیا۔" میں نے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا: "ایک بار میں نے ایک حدیثِ پاک کے بہت بڑے عالِم سے عرض کی کہ مجھے کوئی حدیثِ پاک سند کے ساتھ لکھوا دیجئے۔ چنانچہ حدیثِ پاک لکھواتے ہوئے جب **سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نامِ نامی آیا تو **مُحَدِّث** صاحب نے درود پاک پڑھا، انہیں دیکھ کر میں نے بھی بلند آواز سے درود پاک پڑھا، جب وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں نے سنا تو انہوں نے بھی درودِ پاک پڑھا جس کی برَکت سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہم سب کو بخش دیا۔"

(القربۃ لابن بشکوال، الحدیث: ۶۳، ص ۲۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

---

[1] ..... یہ بیان مبلغ دعوتِ اسلامی ونگران مرکزی مجلس شوریٰ حضرت مولانا محمد عمران عطاری سَلَّمَہُ الْبَارِی نے قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی میں بروز جمعرات ۲۲ جنوری ۲۰۰۹ء بمطابق ۲۵ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ کو ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں فرمایا۔ ضروری ترمیم واضافے کے بعد پیشِ خدمت ہے۔

اَعمال نہ دیکھے یہ دیکھا محبوب کے کوچے کا ہے گدا
مولا نے مجھے یوں بخش دیا سبحان اللہ سبحان اللہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ بلند آواز سے درود و سلام پڑھنے کی برکت سے تمام شرکائے اجتماع کی مغفرت ہوگئی تو نیت کر لیجئے کہ جب بھی تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع یا کسی بھی دینی اجتماع میں شرکت کروں گا تو موقع کی مناسبت سے بلند آواز سے درودِ پاک پڑھوں گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

برائیوں کی ماں

امیرُ المومنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں نے حُضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: **برائیوں کی ماں** (یعنی شراب) سے بچو کیونکہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جو لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کیا کرتا تھا، ایک عورت اس کی محبت میں گرفتار ہوگئی اور اس کی طرف خادم کو کہلا بھیجا کہ گواہی کے سلسلے میں تمہاری ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ وہاں پہنچ گیا اور جس دروازے سے اندر داخل ہوتا وہ بند کر دیا جاتا یہاں تک کہ وہ ایک نہایت حسین وجمیل عورت کے پاس جا پہنچا جس کے قریب ایک لڑکا کھڑا تھا اور وہاں شیشے کا ایک بڑا برتن تھا جس

میں شراب تھی۔ وہ عورت بولی: ''میں نے تمہیں کسی قسم کی گواہی دینے کے لئے نہیں بلایا بلکہ اس لئے بلایا ہے کہ تم اس لڑکے کو قتل کر دو یا میری نفسانی خواہش کو پورا کر دو یا **پھر شراب کا ایک جام پی لو**، اگر انکار کیا تو میں شور کروں گی اور تمہیں ذلیل ورسوا کر دوں گی۔'' جب اس شخص نے دیکھا کہ چھٹکارے کی کوئی راہ نہیں تو **شراب پینے پر راضی ہو گیا**۔ عورت نے شراب کا ایک جام پلایا تو اس نے (نشے میں جھومتے ہوئے) مزید شراب مانگی، **وہ اسی طرح شراب پیتا رہا یہاں تک کہ نہ صرف اس عورت کے ساتھ منہ کالا کیا بلکہ لڑکے کو بھی قتل کر دیا**۔ شَہَنْشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مزید فرمایا: ''پس تم شراب سے بچتے رہو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بے شک ایمان اور شراب نوشی دونوں کسی ایک ہی شخص کے سینے میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے، (اگر کوئی ایسا کرے گا تو) ایمان و شراب میں سے ایک، دوسرے کو نکال باہر کرے گا۔''

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاشربۃ، فصل فی الاشربۃ، الحدیث: ۵۳۲۴، ج۷، ص۳۶۷)

پیارے اسلامی بھائیو! اس عابد سے جب بدکاری کا کہا گیا تو اِس نے منع کیا کہ نہیں نہیں میں یہ نہیں کر سکتا۔ قتل کا کہا گیا تو بولا کہ میں یہ بھی نہیں کر سکتا لیکن جب یہ کہا گیا کہ اگر یہ دونوں کام نہیں کر سکتا تو صرف شراب ہی پی لے۔ نادان عابد سمجھا کہ شراب پینے سے دونوں خطرناک کاموں یعنی بدکاری اور قتل سے جان چھوٹ جائے گی۔ چُنانچہ اس نے شراب پی لی تو اس کی نحوست سے

بدکاری بھی کر لی اور قتل بھی۔ حقیقت میں اس عابد نے گناہوں کی چابی کو اختیار کر لیا تھا، شراب پینے کے ایک گناہ کو اختیار کرنے سے کئی گناہوں کے دروازے کھل گئے۔ شراب کی انہی خرابیوں کی وجہ سے اسلام نے اسے ہمیشہ کے لئے حرام قرار دیا ہے مگر ہمارے معاشرے میں جہاں دوسری بے شمار برائیاں پَنپ رہی ہیں اِن میں سے شراب نوشی ایک وبا کی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے جس نے معاشرے کا چہرہ تک مسخ کر دیا ہے۔ یہ حرام کام پہلے وقتوں میں بھی نافرمان لوگ کیا کرتے تھے مگر چھپ کر شراب پیتے تا کہ کوئی دیکھ نہ لے۔ چنانچہ،

بوتل میں شراب تھی یا سرکہ؟

مروی ہے کہ امیرُ المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک بار مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ اچانک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک نوجوان کو دیکھا جس نے کپڑوں کے نیچے ایک بوتل چھپا رکھی تھی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: "اے نوجوان! یہ کپڑوں کے نیچے کیا چھپا رکھا ہے؟" اس بوتل میں شراب تھی، نوجوان نے شرمندگی محسوس کی کہ وہ امیر المومنین کو یہ کیسے بتائے کہ اس بوتل میں شراب ہے۔ چنانچہ اس نے فوراً دل ہی دل میں دعا کی: "یااللہ! مجھے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے شرمندہ اور رسوا نہ فرمانا، آج میری پردہ پوشی فرمالے آئندہ کبھی شراب نہیں پیوں گا۔" اس کے بعد نوجوان نے

عرض کیا: ”اے امیر المومنین! یہ سرکہ (کی بوتل) ہے۔“ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: مجھے دکھاؤ! جب اس نے وہ بوتل آپ کے سامنے کی اور حضرت سیدنا فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے دیکھا تو وہ واقعی سرکہ تھا۔

(مکاشفۃ القلوب، الباب الثامن فی التوبۃ، ص ۲۷۔۲۸)

تو نے دنیا میں بھی عیبوں کو چھپایا یا خدا
حشر میں بھی لاج رکھ لینا کہ تو ستّار ہے

مخلوق کا ڈر:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذرا غور کیجئے کہ پہلے زمانے میں گناہگار بندے اس بات سے ڈرتے تھے کہ لوگ ان کے گناہ سے آگاہ ہو جائیں گے اور انہیں ان کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ اگر کبھی ایسا موقع آتا تو وہ بارگاہِ ربّ العزت میں اپنے گناہوں کی پردہ پوشی کے لیے عاجزی وانکساری سے گڑگڑاتے ہوئے توبہ کر لیتے جیسا کہ اس نوجوان نے امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ڈر سے خلوصِ دل سے توبہ کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کی توبہ کو قبول کرتے ہوئے اس کی شراب کو سرکہ میں بدل دیا تاکہ کوئی اس کے گناہوں سے آگاہ نہ ہو پائے کیونکہ جب کوئی گناہوں پر شرمندہ ہو کر توبہ کرتا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی نافرمانیوں کی شراب کو فرمانبرداری کے سرکے سے بدل دیتا ہے۔ مگر ہائے افسوس! صد افسوس! ایک وہ دور تھا جب نگاہوں میں دوسروں کا پاس لحاظ تھا اور

شراب پی جاتی تو ڈر ہوتا کوئی دیکھ نہ لے اور ایک آج کا دور ہے جس میں بے حیائی اس قدر عام ہو چکی ہے کہ اب سرِ عام شراب نوشی کی محفلیں ہوتی ہیں۔ بعض لوگ اپنا مقام (Status) برقرار رکھنے یا دکھانے کے لئے اہم تقریبات میں شراب کا خاص اِہتمام کرتے ہیں جس سے آج کی نوجوان نسل شراب کی عادی ہوتی جارہی ہے۔ مرد تو مرد، عورتیں بھی اس کا شکار ہو چکی ہیں۔ ایک مسلمان کا کسی کے لئے یوں سرِ عام شراب کا اہتمام کرنا حرام ہے خواہ وہ خود نہ بھی پیتا ہو اور جس کو معلوم ہو کہ اس دعوت میں شراب کا دور بھی ہوگا تو اسے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس دسترخوان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے جس پر شراب پی جائے۔ (سنن ابی داود، کتاب الاطعمة، باب ما جاء في الجلوس علی مائدة علیها بعض ما یکره، الحدیث: ۳۷۷۴، ج ۳، ص ۴۸۹ ملتقطا) اور حضرت سیدنا جابِر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس دسترخوان پر مت بیٹھے جس پر شراب کا دور چلتا ہے۔"

(سنن الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء في دخول الحمام، الحدیث: ۲۸۱۰، ج ۴، ص ۳۶۲ ملتقطا)

پس جس محفل و پارٹی کے بارے میں معلوم ہو کہ اس میں شراب کے جام چھلکیں گے اس میں ہرگز شرکت نہ کی جائے ورنہ عذابِ نار کے مستحق ہو جائیں گے۔ جیسا کہ سَرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ

عبرت نشان ہے: ''جو لوگ دنیا میں کسی نشہ کرنے والے کے پاس جمع ہوتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب کو آگ میں جمع فرمائے گا تو وہ ایک دوسرے کے پاس ملامت کرتے ہوئے آئیں گے، ان میں سے ایک دوسرے سے کہے گا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے میری طرف سے اچھا بدلہ نہ دے تو نے ہی مجھے اس جگہ پہنچایا۔'' تو دوسرا بھی اسی طرح جواب دے گا۔'' (کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ: شرب الخمر، ص ۹۵)

اگر کوئی پارٹی میں شراب کے اہتمام کے مُتعلّق یہ عذر پیش کرے کہ یہ شراب تو اس کے ہاں آنے والے غیر مسلموں کے لئے ہے تو اسے حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا یہ قول یاد رکھنا چاہئے کہ ''کافر یا بچہ کو شراب پلانا بھی حرام ہے اگرچہ بطور علاج پلائے اور گناہ اسی پلانے والے کے ذمہ ہے''۔ (الھدایۃ، کتاب الأشربۃ، ج ۲، ص ۳۹۸) ''بعض مسلمان انگریزوں کی دعوت کرتے ہیں اور شراب بھی پلاتے ہیں وہ گنہگار ہیں اس شراب نوشی کا وبال انہی پر ہے۔'' (بہارِ شریعت، اشربہ کا بیان، ج ۳، ص ۶۷۲)

شراب نوشی کی محافل:

ہمارے ملک میں نیو ایئر نائٹ پر ہونے والی فحاشی وعیاشی کا اندازہ کرنے کے لیے ایک خبر کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیے: ''گزشتہ روز شدید سردی کے باوجود نئے سال کے آغاز کی خصوصی محفلوں کا اہتمام ہوا۔ جہاں ناچ گانے کے پروگرام کے

علاوہ جام سے جام ٹکراتے رہے۔لاہور میں مال روڈ اور فورٹریس اسٹیڈیم کے علاقوں میں نوجوان نعرے بازی کرتے رہے۔دوسری جانب نیو ایئر نائٹ پر صوبائی دارالحکومت کے کسی بھی اہم اور غیر اہم ہوٹل میں کمرہ دستیاب نہ تھا۔مختلف تنظیموں اور اُمرا نے اپنی خفیہ محفلیں سجانے کے لیے کئی روز پہلے ہی کمرے بک کروالیے تھے۔پولیس نے درجنوں شرابی گرفتار کر کے ان سے بوتلیں برآمد کیں۔"

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے
اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
فریاد ہے اے کشتیٔ اُمّت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

احکامِ خداوندی سے کھلی جنگ:

7رمضان المبارک 1428ہجری بمُطابق 21 ستمبر 2007باب المدینہ (کراچی) کی ریلوے کالونی کے رہائشی چند نوجوانوں نے رقص وسُرود کی ایک محفل سجانے کا پروگرام بنایا۔محفل میں ناچ گانے کے ساتھ شراب وکباب کا بندوبست بھی تھا۔دوست یار مل کر یہ تقریباً 40نوجوان تھے۔شام کے سائے گہرے ہوتے ہی مصنوعی روشنیوں نے جب کراچی کی اس کالونی میں چراغاں کر دیا اور چاروں طرف سے لوگ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونے کے لئے مساجد کا رخ کرنے لگے تو ان نوجوانوں نے اکٹھے ہو کر ناچ گانا شروع کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ شراب

کے جام چھلکانے لگے۔اس طرح انہوں نے پوری کالونی میں وہ اُودھم مچایا کہ خدا کی پناہ۔اس دوران چندنوجوان شراب کے نشے میں دُھت ہوکرلڑکھڑائے اوردھڑام سے نیچے گر گئے۔دوسرے نوجوانوں نے ان کے گرنے پر ایک زور دارقہقہہ لگایااورساتھ ہی شراب کا دورتیز کردیا۔

یوں جام پر جام بنتے رہے،رقص ہوتا رہااورنوجوان دنیا ومافیہا سے بے نیاز اس محفل کے رنگ میں رنگتے چلے گئے۔رات گہری ہونے کے ساتھ ساتھ نوجوان شراب پیتے جاتے اورتھرتھراتے وکانپتے ہوئے فرش پر گرتے جاتے یہاں تک کہ فرش پر ان کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔اچانک ایک دوست نے دوسرے سے پوچھا:"ان سب کو کیا ہوگیا ہے؟ یہ سب کیوں سو گئے ہیں؟" دوسرے نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے دوستوں کوفرش پر پڑے دیکھااوراس کے بعد اپنے دوست کی طرف دیکھاتو دونوں معاملے کی نوعیت کو بھانپ گئے۔ لہٰذاانہوں نے فوری طور پر پولیس کواطلاع دی اور جب پولیس محفل میں پہنچی تو 27 نوجوان فرش پرتڑپ تڑپ کر جان دے چکے تھے جبکہ جوزندہ بچے تھے وہ بھی بری طرح تڑپ رہے تھے۔پولیس نے فوری طور پرزندہ بچ جانے والوں کوہسپتال پہنچادیا۔یوں ریلوے کالونی میں رمضان کے مُقدّس مہینے میں سجنے والی رقص وسرود کی محفل موت کی محفل بن گئی اور **36 نوجوان زہریلی شراب کے گھاٹ چڑھ گئے۔**

جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام برا ہے

اگر ہم اپنے اِردگرد دیکھیں تو یہ جان کر حیرت ہوگی ہے کہ شراب نوشی، بدکاری اور فحاشی اس معاشرے کا حصہ بن چکی ہے۔ آج ہمارے ملک کا کونسا ایسا شہر ہے جس میں شراب دستیاب نہ ہو جس میں لوگ فخر سے اپنی بدکاری کا ذکر نہ کرتے ہوں اور جس میں آپ کو سڑکوں، بازاروں اور دکانوں پر فحاشی اور عریانی دکھائی نہ دیتی ہو۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ ہمارے ملک میں 27 ایسی کمپنیاں موجود ہیں جو بیرونِ ملک سے شراب برآمد کرتی ہیں اور مختلف شہروں میں کھلے عام فروخت کرتی ہیں۔ شراب ہمارے معاشرے میں اس قدر سرایت کر چکی ہے کہ ہماری شادی بیاہ اور امتحان سے پاس ہونے کی تقریبات تک میں شراب پی اور پلائی جاتی ہے۔

ناچ گانا ہماری شادیوں کا ایک لازمی حصہ بن چکا ہے جبکہ شریف سے شریف گھرانے بھی شادی بیاہ کی تقریبات میں اپنی بچیوں کو سرِنگا کرنے اور ناچنے کودنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ نہ صرف آج ہمارا

ملک فحاشی کے سیلاب میں بہہ رہا ہے بلکہ شراب بھی سرعام بیچی اور پینے کے ساتھ ساتھ پلائی بھی جاتی ہے، لوگ اس قدر نڈر اور بے خوف ہو چکے ہیں کہ وہ رمضان کے بابرکت مہینے میں بھی شراب نوشی کی محافل کے قیام سے باز نہیں آتے۔ ذرا غور کیجئے کہ کیا یہ احکامِ خداوندی کی کھلی توہین نہیں؟ یقیناً یہ سراسر نافرمانی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کھلی جنگ ہے۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدُّن میں ہُنود
یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

ایک گناہ (10) عیب:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بندہ گناہ تو ایک ہی کرتا ہے مگر اس نادان کو یہ معلوم نہیں کہ اس کا یہ ایک گناہ اپنے اندر دس عیب چھپائے ہوئے ہے۔ چنانچہ، منقول ہے کہ ایک گناہ میں دس عیوب ہوتے ہیں:

(1)..... جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس خدائے خالق و برتر کو ناراض کرتا ہے جس کو اس پر ہر وقت قدرت حاصل ہے۔

(2)..... ایسی ذات کو خوش کرتا ہے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے زیادہ ذلیل ہے یعنی شیطان لعین اور جو اس کا بھی دشمن ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا بھی۔

(3)..... نہایت اچھے مقام یعنی جنت سے دور ہو جاتا ہے۔

(4)..... بہت برے مقام یعنی دوزخ کے قریب ہو جاتا ہے۔

﴿5﴾.....وہ اس نفس پر ظلم کرتا ہے جو اس کو سب سے زیادہ پیارا ہوتا ہے یعنی خود اپنے آپ پر۔

﴿6﴾.....وہ خود کو ناپاک کر لیتا ہے حالانکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کو پاک وصاف پیدا کیا تھا۔

﴿7﴾.....اپنے ان ساتھیوں کو ایذا دینے کا باعث بنتا ہے جو اس کو کبھی تکلیف نہیں دیتے یعنی وہ فِرِشتے جو اس کے مُحافظ ہیں۔

﴿8﴾.....اپنی گناہگاری پر زمین وآسمان، رات ودن اور مسلمان بھائیوں کو گواہ بنا کر انہیں تکلیف پہنچانے کا سبب بنتا ہے۔

﴿9﴾.....اپنے گناہ کے سبب اپنے آقا ومولا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تکلیف پہنچاتا ہے۔

﴿10﴾.....تمام مخلوقاتِ الٰہی سے خیانت کا مرتکب ہوتا ہے خواہ انسان ہو یا دیگر مخلوق۔ انسانوں کی خیانت یہ ہے کہ اگر کسی معاملہ میں اس سے گواہی لینے کی ضرورت پڑے تو اس گناہ کی وجہ سے اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی اور دیگر مخلوقات کی خیانت یہ ہے کہ بندوں کے گناہوں کی وجہ سے تمام مخلوق پر آسمان سے بارش بند ہو جاتی ہے۔

لہٰذا بندے کو گناہوں سے بچنا چاہیے کیونکہ بندہ گناہ کر کے اپنی ہی جان پر ظُلم کرتا ہے۔ (تذکرۃ الواعظین، الباب السادس والعشرون، ص ۲۹۷ تا ۲۹۹)

زمیں بوجھ سے میرے پھٹتی نہیں ہے
یہ تیرا ہی تو ہے کرم یا الٰہی
بڑی کوششیں کی گُنہ چھوڑنے کی
رہے آہ ! ناکام ہم یا الٰہی

شراب کسے کہتے ہیں؟

آیئے! اب یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ شراب کیا ہے اور اسلام میں اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**بہارِ شریعت**'' جلد سوم **صَفْحَہ** 671 پر **صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ** حضرتِ علّامہ مولانا مفتی **محمد امجد علی اعظمی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ لغت میں پینے کی چیز کو شراب کہتے ہیں اور اِصطلاح فُقَہا میں شراب اسے کہتے ہیں جس سے نشہ ہوتا ہے، اس کی بہت قسمیں ہیں، خَمر انگور کی شراب کو کہتے ہیں یعنی انگور کا کچا پانی جس میں جوش آ جائے اور شدت پیدا ہو جائے۔ امامِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں جھاگ پیدا ہو اور کبھی ہر شراب کو مجازاً خمر کہہ دیتے ہیں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاشربۃ، الباب الاول فی تفسیر الاشربۃ..... إلخ، ج ۵، ص ۴۰۹، درمختار، کتاب الاشربۃ، ج ۱۰، ص ۳۲)

امام حافظ محمد بن احمد ذَہبی (مُتوفّٰی ۷۴۸ھ) "کتاب الکبائر" میں فرماتے ہیں کہ ہر اس شے کو خَمر کہتے ہیں جو عقل کو ڈھانپ دے چاہے وہ تر ہو یا خشک، کھائی جاتی ہو یا پی جاتی ہو۔ (کتاب الکبائر، ص ۹۲)

خَمر کو خَمر کہنے کا سبب:

حضرت سیدنا امام ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفّٰی ۹۷۴ھ) اپنی کتاب "اَلزَّوَاجِر عَنْ اِقْتِرَافِ الکَبَائِر" میں فرماتے ہیں کہ خَمر کو خَمر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقل کو ڈھانپ یعنی چھپا لیتی ہے، عورت کی اوڑھنی کو بھی خِمَار اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ اس کے چہرے کو چھپا لیتی ہے۔ نیز خَامِر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنی گواہی چھپا لیتا ہے۔ ایک قول کے مطابق شراب کو خَمر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ شدّت اختیار کرنے تک ڈھانپ دی جاتی ہے، حدیثِ پاک کے یہ الفاظ اسی سے ہیں: ''خَمِّرُوْا اٰنِیَتَکُمْ'' یعنی اپنے برتن ڈھانپو۔ (صحیح البخاری، کتاب الاشربۃ، باب تغطیۃ الاناء، الحدیث: ۵۶۲۳، ج ۳، ص ۵۹۱، ملتقطاً) بعض اہلِ لُغت کہتے ہیں کہ اسے خَمر کہنے کا سبب یہ ہے کہ یہ عقل کو خَلَط مَلَط کر دیتی ہے، اسی سے عربوں کا یہ قول ہے: ''خَامَرَہُ دَاءٌ یعنی بیماری نے اسے خَلَط مَلَط کر دیا۔'' (الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج ۲، ص ۲۹۲)

شراب کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام اَبُو نُعَیم اَحْمَد بِنْ عَبْدُ اللّٰہ اَصْفَہَانی قُدِّسَ سِرُّہٗ

النّوْرَانِی نے ''حِلْیَۃُ الاَوْلِیَاء'' میں نقل فرمایا ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اَقْدَس میں ایک مَٹکے میں جوش مارتی ہوئی (نشہ آور) نبیذ لائی گئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے دیوار پر دے مارو کیونکہ یہ اس شخص کا مشروب ہے جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔'' (حلیۃ الاولیاء، ابوعمرو الاوزاعی، الحدیث: ۸۱۴۸، ج ۶، ص ۱۵۹)

حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر وان کل خمر حرام، الحدیث: ۲۰۰۳، ص ۱۱۰۹) اور ایک روایت میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔'' (المرجع السابق)

شراب کی کمائی کا حکم:

پیارے اسلامی بھائیو! جس طرح شراب کا پینا حرام ہے اسی طرح اس کا بیچنا اور اس کی کمائی کھانا بھی حرام ہے۔ چنانچہ،

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے شراب اور اس کی قیمت (یعنی کمائی)، مردار اور اس کی کمائی، خنزیر اور اس کی کمائی کو حرام قرار دیا ہے۔'' (سنن ابی داود، کتاب الاجارۃ، باب فی ثمن الخمر والمیتۃ،

الحدیث: ۳۴۸۵، ج ۳، ص ۳۸۶) اور ایک روایت میں ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہودیوں پر (گردوں، آنتوں اور معدے کی) چربی کھانا حرام کی تو انہوں نے اسے بیچ کر اس کی کمائی کھائی، پس جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی قوم پر کوئی چیز حرام کرتا ہے تو اس کی کمائی بھی ان پر حرام کر دیتا ہے۔''

(سنن ابی داود، کتاب الاجارۃ، باب فی ثمن الخمر والمیتۃ، الحدیث: ۳۴۸۸، ج ۳، ص ۳۸۷ ملتقطا)

شراب حرام ہے تھوڑی ہو یا زیادہ:

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لائے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔''

(سنن ابی داود، کتاب الاشربۃ، باب النھی عن المسکر، الحدیث: ۳۶۸۱، ج ۳، ص ۴۵۹)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نَبُوَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس شے کا ایک فَرَق (سولہ رطل کے برابر ایک پیمانہ) نشہ دے اس کا چُلُّو بھر بھی حرام ہے۔'' (جامع الترمذی، کتاب الاشربۃ، باب ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام، الحدیث: ۱۸۷۳، ج ۳، ص ۳۴۳ ملتقطا)

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1157 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد سوم صَفْحَہ 672 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں

کہ خمر حرام بِعینہٖ ہے اس کی حرمت نصِ قطعی [1] سے ثابت ہے اور اس کی حرمت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اس کا قلیل وکثیر سب حرام ہے اور یہ پیشاب کی طرح نجِس ہے اور اس کی نجاست غلیظہ ہے جو اس کو حلال بتائے کافر ہے کہ نصِ قرآنی کا منکِر ہے مسلم کے حق میں یہ **مُتَقَوِّم** نہیں یعنی اگر کسی نے مسلمان کی یہ شراب تلف (ضائع) کر دی تو اس پر ضمان نہیں اور اس کو خریدنا صحیح نہیں اس سے کسی قسم کا **اِنْتِفَاع** (نفع اٹھانا) جائز نہیں نہ دوا کے طور پر استعمال کر سکتا ہے نہ جانور کو پلا سکتا ہے نہ اس سے مٹی بھگو سکتا ہے نہ حُقنہ [2] کے کام میں لائی جا سکتی ہے، اس کے پینے والے کو حد ماری جائے گی اگرچہ نشہ نہ ہوا ہو۔ (الدرالمختار، کتاب الأشربة، ج ۱۰، ص ۳۳، وغیرہ)

جانوروں کے زخم میں بھی بطورِ علاج اس کو نہیں لگا سکتے۔ (الفتاوی الهندية، کتاب الأشربة، الباب الاول فی تفسیرہ..... إلخ، ج ۵، ص ۴۱۰) شیرۂ انگور کو پکایا یہاں تک کہ دو تہائی سے کم جل گیا یعنی ایک تہائی سے زیادہ باقی ہے اور اس میں نشہ ہو یہ بھی حرام اور نجس ہے۔ (الدرالمختار، کتاب الأشربة، ج ۱۰، ص ۳۶) رُطب یعنی تر کھجور کا پانی اور مُنقّے کو پانی میں بھگویا گیا جب یہ پانی تیز ہو جائے اور جھاگ پھینکے یہ بھی حرام نجس ہیں۔ (المرجع السابق، ص ۳۷) شہد، انجیر، گیہوں، جَو وغیرہ کی شرابیں بھی حرام ہیں (الدرالمختار،

---

[1] .....نصِ قطعی سے مراد وہ دلیل ہے جو قرآنِ پاک یا حدیثِ مُتواتِرہ سے ثابت ہو۔ (فتاوی فقیہ ملت، ج ۱، ص ۲۰۴)

[2] .....کسی دوا کی بتی یا پچکاری مَقعد میں چڑھانا۔

کتاب الأشربۃ، ج ۱۰، ص ۴۰، ۳۹) مثلاً یہاں ہندوستان میں مہوے (ایک درخت جس کے پتے سرخ، زردی مائل، خوشبودار اور پھل گول چھوہارے کی مانند ہوتا ہے) کی شراب بنتی ہے جب ان میں نشہ ہو حرام ہیں۔ (بہارِ شریعت، اشربہ کا بیان، ج ۳، ص ۶۷۲)

خمر (شراب) کے متعلق آٹھ احکام:

ملا احمد جیون حنفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ''**تفسیراتِ احمدیہ**'' میں خمر (شراب) کے بارے میں آٹھ احکام ذکر کئے ہیں۔ جو یہ ہیں:

﴿1﴾..... ہمارے نزدیک خمر (شراب) بِعینہٖ حرام ہے۔ اس کی حرمت نشہ پر موقوف ہے نہ نشہ اس کے حرام ہونے کی علت ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا نشہ حرام ہے کیونکہ یہی فساد کا باعث بنتا ہے اور **اللہ** کی یاد اور نماز سے روکتا ہے۔ یہ خیال ہمارے نزدیک کفر ہے کیونکہ یہ **کتابُ اللہ** کا انکار ہے **اللہ** تعالیٰ نے خمر (شراب) کو **رِجْس** کہا ہے اور **رِجْس** حرام **لِعَیْنِہٖ** ہوتا ہے اسی پر امت کا اجماع ہے اور سنت سے بھی یہی ثابت ہے۔ لہٰذا خمر (شراب) حرام **لِعَیْنِہٖ** ہے۔

﴿2﴾.....خمر (شراب) پیشاب کی طرح نجاستِ غلیظہ ہے کیونکہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہے۔

﴿3﴾.....مسلمان کے لئے اس کی کوئی قیمت نہیں یعنی اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی

شراب ضائع کردے یا غَصب کرلے تو اس پر کوئی ضمان نہیں، اس کی خرید وفروخت جائز نہیں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِہانت کی وجہ سے اسے نجس قرار دیا ہے لہٰذا اس کی قیمت لگانا گویا اسے عزت دینا اور اہانت سے نکالنا ہے اگرچہ صحیح قول کے مطابق یہ بھی مال ہے۔

﴿4﴾.....خمر (شراب) سے نفع اٹھانا حرام ہے کیونکہ یہ نجس ہے اور نجس شے سے نفع حرام ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بھی اس سے اجتناب کا حکم دیا ہے۔

﴿5﴾.....خمر (شراب) کو حلال جاننا کُفر ہے کیونکہ یہ دلیل قطعی کا انکار ہے۔

﴿6﴾.....خمر (شراب) پینے والے پر حَد جاری ہوگی خواہ اسے نشہ نہ بھی ہو۔

﴿7﴾.....خمر (شراب) بننے کے بعد مزید پکانے سے اس میں فرق نہیں پڑتا یعنی یہ بدستور حرام ہی رہتی ہے۔

﴿8﴾.....البتہ! ہمارے (احناف) کے نزدیک اسے سرکہ میں تبدیل کرنا جائز ہے

(التفسیرات الاحمدیۃ، المائدۃ، مسئلۃ حرمۃ الخمر والمیسر، ص ۳۶۹)

حُرمتِ شراب پر علامہ شامی کے دس دلائل:

علامہ شامی حنفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے شراب کی حرمت پر دس دلائل ذکر کئے ہیں۔ جو یہ ہیں:

﴿1﴾.....شراب کا ذکر جوئے بت اور جوئے کے تیروں کے ساتھ کیا ہے اور یہ سب حرام ہیں۔

﴿2﴾.....شراب کو ناپاک فرمایا اور ناپاک چیز حرام ہوتی ہے۔

﴿3﴾.....شراب کو عملِ شیطان فرمایا اور شیطانی عمل حرام ہے۔

﴿4﴾.....شراب سے بچنے کا حکم دیا اور جس سے بچنا فرض ہو اس کا ارتکاب حرام ہوتا ہے۔

﴿5﴾.....فلاح (کامیابی) کو شراب سے بچنے کے ساتھ مشروط ٹھہرایا۔ اس لیے اِجتناب فرض اور اِرتکاب حرام ہوا۔

﴿6﴾.....شراب کے سبب سے شیطان آپس میں عداوت (دشمنی) ڈالتا ہے اور عداوت حرام ہے اور جو حرام کا سبب ہو وہ بھی حرام ہی ہے۔

﴿7﴾..... شراب کے سبب سے شیطان بُغْض (نفرت) ڈالتا ہے اور بغض حرام ہے۔

﴿8﴾.....شراب کے سبب شیطان **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے روکتا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے روکنا حرام ہے۔

﴿9﴾.....شراب کے سبب شیطان نماز سے روکتا ہے اور جو نماز سے رکاوٹ کا سبب ہو اس کا ارتکاب حرام۔

﴿10﴾..... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اِستفہامیہ (سوالیہ) انداز میں شراب سے منع فرمایا کہ کیا تم باز آنے والے نہیں ہو، اس سے بھی حرمت کا پتا چلتا ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الاشربۃ، ج ۱۰، ص ۳۳)

شراب کب حرام ہوئی؟

صدرُالافاضل حضرتِ علامہ مولینا سیّد محمد نعیمُ الدین مرادآبادی علیہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''**خزائنُ العرفان**'' میں فرماتے ہیں کہ شراب تین ہجری میں غزوۂ احزاب سے چندروز بعد حرام کی گئی۔ (خزائن العرفان، پ ۲، البقرۃ، تحت الایۃ: ۲۱۹)

"شراب" کے مُتعلّق نازل ہونے والی 4 آیاتِ مبارکہ:

زمانۂ جاہلیت میں شراب عام تھی، مذہبی یا معاشرتی طور پر اسے برا نہیں سمجھا جاتا تھا، اس لئے اکثر لوگ اس کے عادی تھے، اسلام نے تدریجاً شراب کی برائی کو بیان کیا اور آخر کار اس کے حرام ہونے کا حکم نازل ہوا۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1012 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**جہنم میں لے جانے والے اعمال**'' جلد دوم **صَفْحَہ** 545 تا 547 پر ہے: "علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ شراب کی حرمت کے متعلق 4 آیات نازل ہوئیں۔ پہلے ارشاد فرمایا:

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَ الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًاؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ﴿۶۷﴾ (پ ۱۴، النحل: ۶۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ اس سے نبیذ بناتے ہو اور اچھا رزق بیشک اس میں نشانی ہے عقل والوں کو۔

مسلمان پھر بھی شراب پیتے رہے اس لئے کہ یہ ان کے لئے حلال تھی پھر امیرُ المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُ نا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ جیسے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے بارگاہِ رِسالت میں عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمیں شراب کے بارے میں فتویٰ دیجئے کیونکہ یہ عقل کو ختم کرنے والی اور مال کو ضائع کرنے والی ہے۔'' تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ حکم نازل ہوا:

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَاؕ (پ۲، البقرۃ: ۲۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں، تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ شراب کی حرمت کی طرف توجہ دلا رہا ہے، لہٰذا جس کے پاس شراب ہو تو اسے بیچ دے۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب تحریم بیع الخمر، الحدیث: ۱۵۷۸، ص ۸۵۱ ملتقطاً)

کچھ لوگوں نے اس فرمان اِثْمٌ كَبِیْرٌ (بڑا گناہ ہے) کی وجہ سے شراب چھوڑ دی اور کچھ اس فرمان مَنَافِعُ لِلنَّاسِ (لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی) کی وجہ سے پیتے رہے یہاں تک کہ ایک بار حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کھانا

تیار کر کے کچھ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو دعوت دی اور انہیں شراب بھی پیش کی، انہوں نے شراب پی تو ہوش میں نہ رہے، نمازِ مغرب کا وقت ہوا تو ان میں سے ایک صحابی نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے اور انہوں نے ان آیاتِ مبارکہ: ﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ(۱) لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَۙ(۲) (پ۳۰، الکافرون: ۲،۱)﴾[1] میں لَاۤ اَعْبُدُ کے بجائے اَعْبُدُ پڑھا، یعنی اَعْبُدُ سے پہلے حرفِ لَا کو چھوڑ دیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (پ۵، النساء: ۴۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔

پس نماز کے اوقات میں نشہ حرام ہو گیا اور جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو کچھ لوگوں نے اپنے اُوپر شراب حرام کر لی اور کہا: ''اس چیز میں کوئی بھلائی نہیں جو ہمارے اور نماز کے درمیان حائل ہو جائے۔'' اور کچھ لوگوں نے صرف نماز کے اوقات میں شراب پینا چھوڑی، ان میں سے کوئی شخص نمازِ عشا کے بعد شراب پیتا تو صبح تک اس کا نشہ زائل ہو چکا ہوتا اور فجر کی نماز کے بعد شراب پیتا تو ظہر کے وقت تک ہوش میں آجاتا۔

---

[1] .....ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ! اے کافرو! نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو۔

ایک بار حضرت سیِّدُ نا **عِتْبَان بن مالک** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسلمانوں کو دعوت دی اور کھانے میں انہوں نے ان کے لئے اونٹ کا سر بھُونا، سب نے مل کر اسے کھایا اور شراب بھی پی یہاں تک کہ ان پر نشہ طاری ہو گیا، پھر آپس میں فخر کرنے اور برا بھلا کہنے لگے اور اشعار پڑھنے لگے پھر کسی نے ایک ایسا قصیدہ پڑھا جس میں انصار کی ہجو تھی اور اس کی قوم کے لئے فخر تھا تو ایک انصاری نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی لی اور ایک صحابی کے سر پر دے ماری، وہ شدید زخمی ہو گئے اور سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ مُنوّرہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس انصاری کی شکایت کی تو امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ ربّ العزّت میں عرض کی: "**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں شراب کے متعلق واضح حکم عطا فرما۔" پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ حکم نازل فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ	ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو!
وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ	شراب اور جوا اور بت اور پانسے
عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ	ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے
تُفْلِحُوْنَ ۝۹۰ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ	بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ، شیطان یہی
یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی	چاہتا ہے کہ تم میں بَیر اور دشمنی ڈلوا
الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ	دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں

وَعَنِ الصَّلٰوةِۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴿۹۱﴾ اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔ (پ۷، المائدۃ: ۹۰، ۹۱)

یہ حکم غزوۂ اَحزاب کے کچھ دن بعد نازل ہوا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہم اس سے رُک گئے۔''

(معالم التنزیل للبغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۱۹، ج ۱، ص ۱۴۰)

بتدریج حرمت میں حکمت:

حضرت سیِّدُنا امام فخرُ الدین رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْبَارِی نقل فرماتے ہیں کہ ''اس ترتیب پر حرمت واقع کرنے میں حکمت یہ تھی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا تھا یہ لوگ شراب نوشی کے بہت دلدادہ ہیں اور انہیں اس سے بہت زیادہ نفع بھی حاصل ہوتا ہے، اگر انہیں ایک ہی حکم سے منع کیا گیا تو یہ ان پر گراں گزرے گا، لہٰذا اُن پر شفقت فرماتے ہوئے درجہ بدرجہ حرمت نازل فرمائی۔''

(التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۱۹، ج ۲ ص ۳۹۶)

پیارے اسلامی بھائیو! شراب کے بتدریج حرام ہونے سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو پاکی وطہارت کا درس دیا گیا تاکہ شراب کے مفاسد اور نقصانات کا احساس خود بخود ان کے دلوں میں پیدا ہو اور وہ اس سے نفرت کرنے لگیں اور جب چند ایسے واقعات رونما ہوئے جن کا

سببِ شراب بنی تو اس کی خرابی کا احساس ہر دل میں ہونے لگا اور آخر اس کے حرام ہونے کا قطعی حکم نازل ہوا۔

سرکار کی پسند:

شبِ معراج **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں دو پیالے پیش کئے گئے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ پھر اختیار دیا گیا کہ ان میں سے کوئی ایک پسند فرمالیں، پس سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دودھ پسند فرمایا تو عرض کی گئی: "آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فطرت کو پسند کیا ہے کیونکہ اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شراب پسند فرماتے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمت گمراہی کا شکار ہو جاتی۔" (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الإسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی السموات وفرض الصلوات، الحدیث: ۱۶۹، ص ۱۰۴ مختصراً۔ صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی۔۔۔الخ، الحدیث:، ۳۳۹۴، ج ۲، ص ۴۳۷)

اعلیٰ حضرت کے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے شراب کے متعلق عبرت انگیز مدنی پھول:

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ "اَلْکَلَامُ الْاَوْضَحُ فِی تَفْسِیرِ سُورَۃِ اَلَمْ نَشْرَحْ" معروف بہ "انوارِ جمالِ مُصطفٰے" میں فرماتے ہیں: "شراب مورثِ (باعثِ)

غفلت ہے اور غفلت منشائے ذلالت ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ شرابی کا جدھر منہ اٹھتا ہے چلا جاتا ہے تو جسے نشے میں راہِ ظاہر نظر نہیں آتی راہِ باطن کب نظر آئے گی؟ اور اگر ذلالت سے محبتِ دنیا مراد لیں تو اس کی مُناسبت شراب سے نہایت ظاہر ہے کہ جس طرح شراب آدمی کو مدہوش کرتی ہے اسی طرح محبتِ دنیا انسان کو خدا سے غافل اور فکرِ آخرت سے مُعَطّل کر دیتی ہے اور جس طرح اس کی زیادتی سے سر گھومتا و چکراتا ہے اسی طرح جو شخص دنیا میں زیادہ ملوث ہوتا ہے ہمیشہ سرگرداں رہتا ہے اور جس طرح شراب کی نسبت وارد ہے کہ شراب سب برائیوں کی کنجی ہے اسی طرح محبتِ دنیا کے لئے آیا کہ وہ بھی ہر گناہ کا مبدا (اصل) ہے۔

شراب ہم شکلِ سَراب [1] ہے جس طرح آدمی سراب کے پاس پہنچ کر اپنی جہالت پر مُتَنَبِّہ ہوتا ہے اسی طرح شرابی جب شراب پی کر بہکتا ہے تو لوگ اس پر ہنستے ہیں، جب ہوش میں آتا ہے تو اپنی حماقت پر نادِم ہوتا ہے۔

شراب اور سراب میں فرق:

شراب اور سراب کے الفاظ میں تین نقطوں کا فرق ہے جو عبرت کے تین مدنی پھولوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

﴿1﴾ .....سراب کی ندامت کچھ لمحوں کی ہوتی ہے جبکہ شراب کی ندامت

---

[1] .....صحراء میں چمکنے والی ریت جس سے پانی کا دھوکہ ہوتا ہے۔

تینوں عالَم میں باقی رہتی ہے یعنی شرابی دنیا میں بے اِعتبار، برزخ میں ذلیل وخوار اور قیامت کے دن عذاب میں گرفتار ہوگا۔

﴿2﴾.....لفظِ ''شراب'' دولفظوں سے مل کر بنا ہے **شر** یعنی (سراسر برائی) اور **آب** (پانی)۔ پس شراب ایک ایسا بُرا پانی ہے جس میں شر ہی شر ہے اور شر کا انجام ہمیشہ بدتر ہوتا ہے۔

﴿3﴾.....عَرَبی میں شراب کو **خَمْر** کہتے ہیں۔ ''**خا**'' سے مراد خُبْث، ''**میم**'' سے مراد ''**مَقِیت**'' (قابلِ نفرت) اور ''**را**'' سے مراد رَدّ ہے۔ گویا اس ترکیب سے شرابی خبیث، دشمنِ خدا اور مردود ہے۔ سچ ہے شراب **اُمُّ الْخَبَائِث** ہے جو اس کو پیتا ہے مَقْہور ومردود ہوجاتا ہے۔

(انوار جمال مصطفےٰ، ص ۲۸۰)

خُرمت کا نفاذ:

جن لوگوں کے رگ و پے میں شراب پانی کی طرح دوڑا کرتی تھی جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ اسے پینا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی مول لینا ہے تو انہوں نے اسے گلیوں میں پانی کی طرح بہایا کہ کئی دنوں تک اس کی بُو آتی رہی مگر کسی نے شراب پینے کی جرأت نہ کی بلکہ ایک روایت میں ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

مدینۂ منورہ کے تمام لوگوں کی شراب کو ایک جگہ جمع فرمایا اور اسے اپنے دست اقدس سے بہادیا۔ چنانچہ،

حضرت **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے منقول ہے کہ ایک بار میں مسجد میں محبوب ربِّ داور، شفیعِ روزِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھا، اچانک آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس کے پاس جس قدر شراب ہو میرے پاس لے آئے۔" پس یہ سننا تھا کہ سب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان گھروں کو چل دیئے اور جس قدر شراب ان کے پاس تھی لاکر بارگاہِ نَبُوَّت میں پیش کردی، کوئی مٹکا لے کر آرہا تھا تو کوئی شراب سے بھرا ہوا مشکیزہ۔ **اَلْغَرَض** جس کے پاس جو کچھ تھا لے آیا، جب سب آگئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: "اس ساری شراب کو میدانِ بقیع میں جمع کردو، جب جمع ہوجائے تو مجھے بتانا۔" اس حکم پر بھی فوراً عمل ہوا اور پھر سرکار بقیعِ غَرقَد کی جانب تشریف لے جانے لگے تو میں بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ ہولیا، راستے میں امیرُ المومنین حضرتِ ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مل گئے تو سرکارِ ابد قرار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں میری جگہ لے لیا اور مجھے بائیں طرف کردیا پھر کچھ آگے جاکر حضرتِ عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی مل گئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے پیچھے کرکے انہیں اپنے بائیں طرف لے لیا۔ یوں جب ہم سب

اس جگہ پہنچے جہاں شراب جمع کی گئی تھی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لوگوں سے پوچھا: "کیا تم سب جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟" سب نے عرض کی: "جی ہاں! **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمیں معلوم ہے کہ یہ شراب ہے۔" تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تم نے سچ کہا (مگر یاد رکھو کہ) **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **نے شراب پر، اس کے نچوڑنے والے اور جس کے لئے نچوڑی جائے اس پر، پینے والے اور پلانے والے پر، لانے والے اور جس کے لئے لائی جائے اس پر، بیچنے وخریدنے والے پر اور اس کی قیمت کھانے والے تمام افراد پر لعنت فرمائی ہے۔**" پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک چھری منگوائی اور اسے تیز کرنے کا حکم دیا، جب چھری تیز ہوگئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس سے شراب کے مشکیزوں کو پھاڑنے لگے، لوگوں نے عرض کی: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر صرف شراب بہا دی جائے اور مشکیزوں کو پھاڑا نہ جائے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ مشکیزے بعد میں بھی فائدہ دے سکتے ہیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "یہ بات میں بھی اچھی طرح جانتا ہوں مگر میں ایسا غَضَبِ الٰہی کی وجہ سے کر رہا ہوں کیونکہ ان مشکیزوں سے نفع اٹھانے میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کا اندیشہ ہے۔" حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار کا جلال دیکھ کر عرض کی: "**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!

آپ مجھے حکم فرمائیں اس کے لئے میں ہی کافی ہوں۔" مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "نہیں! میں خود ہی یہ کام کروں گا۔" (المستدرک، کتاب الاشربۃ، باب حرمت الخمر وجعلت عدلا للشرک، الحدیث: ۷۳۱۰، ج۵، ص۱۹۹ تا ۲۰۰ بتغیر)

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خود چھری لے کر مشکیزے پھاڑنے کے عمل سے معلوم ہوا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار کرنے کے لئے یہ کام خود کیا یہاں تک کہ حضرتِ عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی درخواست پر بھی اس کام کو ان کے حوالے نہ فرمایا۔

صحابۂ کرام کا عمل:

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا تعلّق جس خطے سے تھا وہاں کے رہنے والوں کے متعلق حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب شراب کو حرام قرار دیا گیا تو ان دنوں اہلِ عرب کے لئے اس سے زیادہ عیش والی کوئی چیز نہ تھی اور نہ ہی ان کے لئے کسی چیز کی حرمت اس سے سخت تھی۔

(معالم التنزیل للبغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۱۹، ج۱، ص۱۴۰)

پیارے اسلامی بھائیو! صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سے کئی ایسے بھی تھے جو اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی شراب کے نقصانات اور اس کی خرابیوں کی وجہ سے اسے پینا پسند نہ کرتے تھے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا حافظ شہابُ الدین احمد بن علی بن حَجَر عَسقَلانی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی

(مُتَوَفّٰی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو زمانۂ جاہلیت میں بھی شراب کو حرام جانتے تھے۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، الرقم ۵۱۹۵ عبدالرحمن بن عوف، ج ۴، ص ۲۹۳)

حضرت سیِّدُنا عباس بن مرداس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق مروی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ان سے پوچھا گیا: ''آپ شراب کیوں نہیں پیتے حالانکہ یہ تو جسم کی حرارت میں اضافہ کرتی ہے؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''میں نہ تو اپنی جہالت کو خود اپنے ہاتھ سے پکڑنے والا ہوں کہ اسے اپنے پیٹ میں داخل کروں اور نہ ہی اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اپنی قوم کے سردار کی حیثیت سے صبح کروں مگر میری شام بیوقوف شخص جیسی ہو۔'' (التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۱۹، ج ۲، ص ۴۰۱)

جب شراب کو حرام قرار دیا گیا اس وقت تک سب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے قلب و روح میں تعلیماتِ اسلامیہ اس قدر رَچ بس چکی تھیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ان کی عادت اور فطرت میں شامل ہو چکا تھا۔ چنانچہ،

حضرت بُرَیدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہم تین چار دوست مل کر شراب پی رہے تھے کہ اچانک میں اٹھا اور بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر سلام کیا تو معلوم ہوا کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہو چکا ہے۔ میں فوراً اپنے دوستوں کے

پاس آیا اور انہیں شراب کی حرمت والی آیاتِ مُبارکہ سنائیں، وہ اس وقت بھی شراب پینے میں مصروف تھے اور برتن ان کے ہاتھوں میں تھے یعنی برتن میں موجود کچھ شراب پی چکے تھے اور کچھ ابھی باقی تھی، مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ شراب حرام ہوگئی ہے تو سب نے ایک ساتھ یہی کہا: **اِنْتَهَيْنَا رَبَّنَا! اِنْتَهَيْنَا رَبَّنَا! یعنی اے ہمارے پاک پروردگار! ہم نے تیرا حکم سن کر شراب پینا چھوڑ دی ہے۔** (تفسیر الطبری، المائدۃ، تحت الآیۃ: ۹۱، الحدیث: ۱۲۵۲۷، ج۵، ص۳۶ مفھوما)

ایسی ہی ایک روایت حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھی مروی ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''ہمارے پاس آگ کے بغیر پکی کھجوروں کی بنی ہوئی شراب تھی، میں فلاں فلاں کو شراب پلا رہا تھا کہ ایک شخص آیا اور بتایا کہ شراب حرام ہوگئی ہے، تو ان سب نے مجھ سے کہا: ''اے اَنَس! ان مٹکوں کو اُنڈیل دیجئے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ معلوم ہونے کے بعد صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اس کے مُتعلّق کسی سے کچھ نہ پوچھا اور نہ ہی شراب کی طرف دوبارہ دیکھا۔'' (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ المائدۃ، باب اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ... الخ، الحدیث: ۴۶۱۷، ج۳، ص۲۱۶)

مُحبت میں اپنی گُما یا الٰہی
نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی

رہوں مست و بے خود میں تیری وِلا میں
پِلا جام ایسا پِلا یا الٰہی

مسلم وغیر مسلم میں فرق:

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اس جذبے پر ہزاروں جانیں قربان! جس شے کے متعلق معلوم ہوا کہ اسے پینے سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ناراض ہوجائیں گے تو اسے ہمیشہ کے لئے خود سے دور کردیا۔ یہ اسلام کے ماننے والوں کا ہی طرۂ امتیاز ہے کہ جب ان کے آقا و مولیٰ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی شے سے منع فرمادیتے ہیں تو پھر نظر اٹھا کر کبھی بھی اس شے کی طرف نہیں دیکھتے کیونکہ ان کا ایمان ہے کہ ربِّ ذوالجلال اور اس کے رسولِ بے مثال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہر حکم سراپا رحمت و فضل ہے۔ بعض امریکی ڈاکٹروں اور دانشوروں نے اسلام میں شراب کی حرمت کے بارے میں تحقیق کی تو وہ شراب کے نقصانات جان کر حیران رہ گئے اور انہوں نے ٹھان لیا کہ وہ بھی تَن مَن دَھن سے اپنی قوم کو شراب کی لعنت سے چھٹکارا دلانے کی کوشش کریں گے اور **اس طرح امریکہ و یورپ میں چودہ برس تک شراب کے خلاف ایک بھرپور جنگ جاری رہی**، اِس کے لیے نشر و اشاعت کے تمام جدید ترین وسائل اختیار کئے گئے۔ تاکہ لوگوں کے دلوں میں شراب سے نفرت پیدا کی

جائے یہاں تک کہ اس مُہِمّ پر ایک قول کے مطابق چھ کروڑ ڈالر خرچ کئے گئے، پچیس کروڑ پونڈ کا خسارہ حکومت کو برداشت کرنا پڑا، تین سو افراد کو تختۂ دار پر لٹکایا گیا، پانچ لاکھ سے زائد افراد کو قید و بند کی سزائیں دی گئیں، بھاری جرمانے کئے گئے، بڑی بڑی جائیدادیں ضبط کی گئیں مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور آخر کار حکومت کو ہار ماننی پڑی اور ۱۹۳۳ء میں شراب کو قانونی طور پر درست قرار دے دیا گیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ ہے مسلم و غیر مسلم میں بنیادی فرق، مسلمانوں کو حُکمِ خُداوَندی معلوم ہوا تو انہوں نے شراب کے وہ جام بھی توڑ ڈالے جو ابھی آدھے پیئے تھے اور آدھے ہاتھوں میں تھے اور ادھر غیر مسلموں نے اپنی قوم کو شراب کی نحوست سے نجات دلانے کے لئے کیا کچھ نہ کیا مگر نتیجہ بے سود نکلا۔

شراب کے نُقصانات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شراب اَن گنت جسمانی و روحانی امراض کا سبب ہے، اس سے کئی اَخلاقی، مَعاشی اور مُعاشرَتی خرابیاں جنم لیتی ہیں۔ چنانچہ،

شراب کے معاشی نُقصانات:

دورِ جدید میں برطانیہ جیسے ملک کو شراب کی وجہ سے جو سالانہ مالی خسارہ برداشت کرنا پڑتا ہے اس کے متعلق برطانوی حکومت کی یہ رپورٹ پڑھئے:

برطانیہ میں حکومت کی رپورٹ کے مطابق حد سے زیادہ شراب پینے کا شوق حکومت کو سالانہ **بیس ارب پاؤنڈ** میں پڑتا ہے۔ وزیراعظم کے حکمتِ عملی بنانے والے یونٹ کے تجزیئے کے مطابق شراب کی وجہ سے لوگوں کے کام پر نہ آسکنے یا **صحیح طرح کام نہ کر سکنے کی وجہ سے سالانہ ہزاروں گھنٹے ضائع ہوتے ہیں۔** لوگوں کی **نسلیں شراب کے سمُندر میں گھُل** رہی ہیں۔ **اربوں پاؤنڈ**، شراب کی وجہ سے ہونے والے جرائم اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے معاشی مسائل سے نمٹنے میں خرچ ہوتے ہیں۔ **سالانہ بائیس ہزار افراد شراب کی وجہ سے موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔**

رپورٹ تیار کرنے والوں کے مُطابق حد سے زیادہ شراب نوشی سے ہونے والا نقصان شاید ان کے اندازے سے بھی زیادہ ہو۔ شراب نوشی کی وجہ سے **سالانہ تشدُّد کے بارہ لاکھ واقعات** ہوتے ہیں۔ ہسپتالوں میں حادثات اور ایمرجنسی کے شعبوں میں آنے والے **چالیس فیصد مریض شراب نوشی** کا شکار ہوتے ہیں جبکہ آدھی رات سے لے کر **صبح پانچ بجے تک یہ شرح ستر فیصد** تک جا پہنچتی ہے۔ **ملک میں تیرہ لاکھ بچوں کی شخصیت پر شرابی والدین کی وجہ سے منفی اثر** پڑتا ہے اور ایسے بچے خود بھی آگے چل کر مشکلات کا شکار ہوتے ہیں۔ رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ **تین میں سے ایک مرد جبکہ پانچ میں سے ایک عورت حد سے**

زیادہ شراب پیتی ہے۔اس کے علاوہ نوجوانوں میں بھی شراب نوشی کی کثرت کا رجحان بڑھ رہا ہے۔شُغل کے طور پر شراب پینے کی عمر سولہ سال سے لے کر چوبیس سال تک پہنچ گئی ہے۔ برطانوی وُزَرا شراب نوشی کے مسئلے کے حل کے لئے لائحہ عمل تیار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

شراب کے طبّی نقصانات:

ایک رپورٹ کے مطابق تیس سال سے الکوحل سے مُتاثّرہ مریضوں کا علاج کرنے والے ایک ماہرِ نفسیات ڈاکٹر نے بتایا کہ دنیا بھر میں لوگ سکون اور اعتماد حاصل کرنے، اپنے مزاج کو ٹھنڈا بنانے اور دباؤ یا مایوسی کی کیفیت سے نکلنے کے لیے شراب نوشی کرتے ہیں۔مگر کثیر شراب نوشی کی وجہ سے عارضۂ قلب (Heart problem)، فشارِ خون (Blood pressure)، ذیابیطس (Sugar)، جگر اور گردوں (Kidney) کے مرض میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1548 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''فیضانِ سنّت'' صَفحہ 426 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: اسلام نے شراب نوشی کو جو حرام قرار دیا ہے اِس میں بے شُمار حکمتیں ہیں، اب کُفّار بھی اِس کے نقصانات کو تسلیم کرنے لگے ہیں، چُنانچِہ ایک

غیر مُسلم **مُحَقِّق** کے **تَاَثُّرات** کے مطابق شروع شروع میں تو بدنِ انسانی شراب کے نقصانات کا مقابلہ کر لیتا ہے اور شرابی کو خوشگوار کیفیت مل جاتی ہے مگر جلد ہی داخِلی (یعنی جسم کی اندرونی) قوّتِ برداشت ختم ہو جاتی اور مُستقِل مُضِرّ اثرات مُرتَّب ہونے لگتے ہیں۔

شراب کا سب سے زیادہ اثر جگر (کلیجی) پر پڑتا ہے اور وہ سُکڑنے لگتا ہے، گُردوں پر اِضافی بوجھ پڑتا ہے جو بِالآخر نِڈھال ہو کر انجامِ کار ناکارہ (FAIL) ہو جاتے ہیں، عِلاوہ ازیں شراب کے استِعمال کی کثرت دِماغ کو **مُتَوَرَّم** (یعنی سُوجن میں مُبتَلا) کرتی ہے، اَعصاب میں سوزِش ہو جاتی ہے نتیجۃً اَعصاب کمزور اور پھر تباہ ہو جاتے ہیں، شرابی کے مِعدہ میں سُوجن ہو جاتی ہے، ہڈّیاں نرم اور خَستہ (یعنی بَہُت ہی کمزور) ہو جاتی ہیں، شراب جسم میں موجود وٹامنز کے ذخائر کو تباہ کرتی ہے، وٹامن B اور C اِس کی غارتگری کا بِالخصوص نشانہ بنتے ہیں۔ شراب کے ساتھ ساتھ تمباکو نوشی کی جائے تو اِس کے نقصان دہ اثرات کئی گُنا بڑھ جاتے ہیں اور ہائی بلڈ پریشر، سٹروک اور ہارٹ اٹیک کا شدید خطرہ رہتا ہے۔ بکثرت شراب پینے والا تھکن، سر درد، متلی اور شدّتِ پیاس میں مبتلا رہتا ہے۔ بے تحاشہ شراب پی جانے سے دل اور عملِ تَنَفُّس (سانس لینے کا عمل) رُک جاتا اور شرابی فوری طور پر موت کے گھاٹ اُتر جاتا ہے۔

گر آئے شرابی مٹے ہر خرابی
چڑھائے گا ایسا نشہ مَدَنی ماحول
اگر چور ڈاکو بھی آ جائیں گے تو
سُدھر جائیں گے گر ملا مَدَنی ماحول
نَمازیں جو پڑھتے نہیں ہیں ان کو لاریب
نمازی ہے دیتا بنا مَدَنی ماحول

(فیضانِ سنت، ص ۴۲۶)

شراب کے اخلاقی و معاشرتی نُقصانات:

شراب پینے سے شرابی کے اپنے اخلاق تو تباہ و برباد ہوتے ہی ہیں مگر پورے مُعاشرے پر بھی اس کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ چنانچہ، برطانیہ جو مُہذّب دنیا کا عَلَمبردار ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، وہاں کے میٹروپولیٹن پولیس چیف نے اپنے ایک انٹرویو میں بتایا کہ رات کے وقت بہت ساری شراب پی کر دُھت ہو جانے والے شرابی پولیس کے لیے دردِ سر بنے ہوئے ہیں اور موجودہ سال میں صرف لندن میں پولیس پر حملوں میں چالیس فیصد اضافہ ہوا ہے۔

یہ عِلم ، یہ حِکمت ، یہ تَدبُّر ، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو ، دیتے ہیں تعلیمِ مَساوات
بے کاری و عُریانی و مے خواری و اِفلاس
کیا کم ہیں فرنگی مَدَنیّت کے فُتوحات

دورِ حاضر میں مُتمَدِّن ومُعَزَّز مُعاشرہ کہلانے والوں کا جب یہ حال ہے کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے شرابیوں کے شر سے محفوظ نہیں تو جو معاشرہ تہذیب وتمدُّن سے دور ہو وہاں عام لوگوں کا حال کیا ہوگا؟

شرابی کو اپنے پرائے کی تمیز نہیں رہتی:

شراب کے نشے میں بدمست ہوکر شرابی جب اپنی ذات سے بھی غافل ہو جاتا ہے تو دوسروں کا لحاظ کیسے رکھے گا؟ بیگانے تو بیگانے اسے تو اپنوں کا بھی احساس نہیں رہتا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عَمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے شراب کے متعلق پوچھا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ سب سے بڑا گناہ اور تمام برائیوں کی جڑ ہے، شراب پینے والا نماز چھوڑ دیتا ہے اور (بعض اوقات) اپنی ماں، خالہ اور پھوپھی تک سے بدکاری کا مُرتکِب ہوجاتا ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی الخمر، الحدیث: ۸۱۷۴، ج۵، ص ۱۰۴ مفھوما)

شرابی اور اس کا خاندان:

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مذکورہ فرمان سے معلوم ہوا کہ شراب صرف شرابی کے لئے ہی نقصان کا باعث نہیں بنتی بلکہ اس

کی نحوست شرابی کے پورے خاندان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ خاندان کی عزت و ناموس خاک میں مل جاتی ہے، بچے ہر وقت نشے میں دُھت رہنے والے شرابی باپ سے نفرت کرنے لگتے ہیں کیونکہ وہ ساری زندگی باپ کی شفقت سے محروم رہتے ہیں اور باپ سے اگر کچھ ملتا بھی ہے تو فقط مار پیٹ اور ڈانٹ ڈپٹ۔ الغرض گھر کا سارا نظام دَرہم بَرہم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ،

امام ابوالفرَج عبدالرحمن بن علی مُحدِّث جوَزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (مُتَوَفّٰی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ بعض اوقات شراب، شرابی کی بیوی کو اس پر حرام کر دیتی ہے اور وہ بدکاری میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شرابی نشہ میں مدہوش ہو کر اکثر طلاق دے دیتا ہے اور بعض اوقات لاشعوری طور پر قسم توڑ ڈالتا ہے تو اپنی حرام کی ہوئی بیوی سے بدکاری کر بیٹھتا ہے۔ بعض صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا قول ہے: ''جس نے اپنی بیٹی کو کسی شرابی کے نکاح میں دیا گویا اس نے اپنی بیٹی کو بدکاری کے لئے پیش کر دیا۔'' (بحر الدموع، ص ۲۱۵)

برطانیہ میں ہونے والے ایک تازہ سروے کے مطابق ان بچوں میں بڑے ہو کر شراب کا عادی بننے کے امکانات دُگنے ہوتے ہیں جو اپنے والدین کو نشے کی حالت میں دیکھتے ہیں۔ سروے کرنے والے برطانوی ادارے کے مُطابق لڑکپن میں شراب نوشی کی عادت کا تعلُّق بچپن میں والدین کی طرف سے

مناسب سرپرستی نہ ملنے سے بھی ہوتا ہے جبکہ دوستوں کی صُحبت بھی شراب نوشی کی طرف مائل کرنے کی اہم وجہ ہوسکتی ہے۔ سروے کے مطابق آپ جتنا زیادہ وقت شرابی دوستوں کو دیں گے اتنا ہی آپ کے شراب نوشی کرنے کے امکانات بڑھیں گے۔ اس سروے کے دوران تیرہ سے سولہ سال کی عمر کے پانچ ہزار سات سولڑکوں اورلڑکیوں کی عادات واَطوار کا جائزہ لیا گیا جس میں ہر پانچ میں سے ایک بچے نے بتایا کہ انہوں نے چودہ سال کی عمر میں پہلی بار شراب پی جبکہ ان بچوں میں سے نِصف یعنی لگ بھگ دو ہزار چھ سو پچاس بچوں نے سولہ سال کی میں شراب پینے کا دعویٰ کیا۔ برطانیہ میں شراب نوشی کی روک تھام کے لیے کام کرنے والے ادارے "الکوحل کنسَرن" کے سربراہ کا کہنا ہے کہ یہ سروے اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ بچے کی زندگی کے آغاز سے ہی ان کی مُستقبِل کی عادات پر والدین کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ اس رپورٹ کی تحقیق میں کلیدی کردار ادا کرنے والی ایک خاتون کا کہنا ہے کہ اس تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ خاندان اور دوستوں کے رویّے بچوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

شرابیوں سے دور رہنے کا حکم:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس نے اپنے ماننے والوں کو صدیوں پہلے یہ بتادیا تھا کہ بری صحبت سے دور رہنے ہی میں عافیت ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عَمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''جب شرابی بیمار ہوجائیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔'' (الادب المفرد للبخاری، باب عیادۃ الفاسق، الحدیث: ۵۲۹، ص ۱۴۰) اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن اسماعیل بُخاری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ذکر فرمایا: ''حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عَمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ شرابیوں کو سلام نہ کرو۔'' (صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب من لم یسلم علی من اقترف ذنبا.....الخ، ج ۴، ص ۱۷۳) سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہ شرابیوں کے ساتھ بیٹھو، نہ ان کے بیمار ہونے پر عیادت کرو اور نہ ہی ان کے جنازوں میں شرکت کرو، شراب پینے والا بروزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا، اس کی زبان سینے پر لٹک رہی ہوگی، تھوک بہہ رہا ہوگا اور ہر دیکھنے والا اس سے نفرت کرے گا۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۳۹۹ الحکم بن عبد اللہ، ج ۲، ص ۵۰۲)

بعض علمائے کِرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ شرابیوں کی عیادت کرنے اور انہیں سلام کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس لئے کہ شراب پینے والا فاسق وملعون ہے جیسا کہ رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، پس اگر اس نے شراب کا سامان یا آلات خرید کر شراب بنائی تو وہ دو مرتبہ ملعون ہے اور اگر کسی دوسرے کو پلائی تو تین مرتبہ ملعون ہے، اسی وجہ سے اس کی

عیادت کرنے اور اسے سلام کرنے سے منع کیا گیا ہے مگر یہ کہ وہ توبہ کرے یعنی اگر اس نے توبہ کرلی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

(جہنم میں لے جانے والے اعمال، ج ۲، ص ۵۸۰)

معلوم ہوا کہ صحبت کا اثر ہوتا ہے کیونکہ نیکوں کی صحبت نیک اور بدوں کی صحبت بد بناتی ہے۔ اسی لئے حُسنِ اَخلاق کے پیکر مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شرابیوں کے پاس اٹھنے بیٹھنے وغیرہ سے منع فرمایا۔ یہاں حضرت سیدنا جَعْفر صادِق عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الرَّازِق سے مروی نصیحتوں کے چند مدنی پھول ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ جو آپ نے حضرت سیدنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے بار بار عرض کرنے پر عطا فرمائے تھے۔ چنانچہ،

شہزادۂ رسول کے عطا کردہ مدنی پھول:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 853 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''جہنم میں لے جانے والے اعمال'' جلد اول صَفْحَہ 75 پر ہے کہ حضرت سیدنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا امام جَعْفر صادق عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الرَّازِق کے پاس حاضر ہوکر عرض کی: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شہزادے! مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔'' تو انہوں نے دو باتیں ارشاد فرمائیں: ''اے سفیان! (۱) مُروّت

(رعایت، اخلاق سے پیش آنا) جھوٹے کے لئے اور راحت حاسِد کے لئے نہیں ہوتی اور (۲) اَخُوَّت (بھائی چارہ) تنگدل لوگوں کے لئے اور سرداری بداخلاق لوگوں کے لئے نہیں ہوتی۔''

میں نے عرض کی: ''اے شہزادۂ رسول! مزید ارشاد فرمایئے۔'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اے سفیان! (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حرام کردہ کاموں سے رکے رہو گے تو تدبُّر والے بن جاؤ گے (۲) اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے لئے جو تقسیم مُقَرَّر کی ہے اس پر راضی رہو گے تو سرِ تسلیم خم کرنے والے بن جاؤ گے (۳) لوگوں سے اسی طرح ملو جس طرح تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے ملیں، اس طرح ایمان والے بن جاؤ گے اور (۴) **فاجِر کی صحبت میں نہ بیٹھو کہیں وہ تمہیں اپنی بدکاریاں نہ سکھا دے**، جیسا کہ مروی ہے کہ ''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ دیکھے کس سے دوستی کر رہا ہے۔'' (جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب الرجل علی دین خلیلہ، الحدیث: ۲۳۸۵، ج ۴، ص ۱۶۷) (۵) اور اپنے معاملات میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف رکھنے والوں سے مشورہ کر لیا کرو۔'' میں نے عرض کی: ''اے شہزادۂ رسول! مزید ارشاد فرمایئے۔'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اے سفیان! جو خاندان کے بغیر عزت اور حکمرانی کے بغیر ہیبت اور رُعب و دبدبہ حاصل کرنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی ذلت سے نکل

کراس کی فرمانبرداری میں آجائے۔'' میں نے عرض کی: ''اے شہزادۂ رسول! مزید نصیحت فرمایئے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''مجھے میرے والد گرامی نے تین باتیں سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بیٹے! (۱) جو برے آدمی کی صحبت اختیار کرتا ہے، وہ سلامت نہیں رہتا (۲) جو برائی کی جگہ جاتا ہے، اس پر تہمت لگتی ہے اور (۳) جو اپنی زبان قابو میں نہیں رکھتا، وہ نادم ہوتا ہے۔''

(جہنم میں لے جانے والے اعمال، ج ۱، ص ۷۵)

شراب اور شیطان:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۝۹۱ (پ۷، المائدۃ: ۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بَیر اور دشمنی ڈلوادے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

پیارے اسلامی بھائیو! آیتِ مبارکہ سے دو باتیں معلوم ہوئیں (1) شراب ذکرِ الٰہی اور نماز سے روکتی ہے اور (2) دشمنی اور بُغض کا باعث بنتی ہے کیونکہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے جو کبھی انسان کا خیر خواہ نہیں ہوسکتا بلکہ وہ ہر وقت اسی کوشش میں رہتا ہے کہ کسی طرح انسان راہِ حق سے بھٹک جائے۔ چنانچہ،

نماز کے متعلق حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے حالت نشہ میں ایک نماز چھوڑی گویا اس کے پاس دنیا اور اس میں موجود سب کچھ تھا مگر اس سے چھین لیا گیا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۶۷۱، ج ۲، ص ۵۹۳ ملتقطا) اور ایک روایت میں ہے کہ ''جس نے نشے کی حالت میں چار نمازیں چھوڑیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے۔'' عرض کی گئی: ''طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جَہَنَّمیوں کی پیپ۔'' (المستدرک، کتاب الاشربۃ، باب اجتنبوا الخمر فانھا مفتاح کل شر، الحدیث: ۷۳۱۵، ج ۵، ص ۲۰۲)

تُو نشے سے باز آ مت پی شراب
دو جہاں ہو جائیں گے ورنہ خراب

شرابیوں کا شیطان:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 176 صفحات پر مُشتمل کتاب، ''فیضانِ بسم اللہ'' صَفْحَہ 40 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: ''شیطان کی کثیر اولاد ہے اور ان کی مختلف کاموں پر ڈیوٹیاں لگی ہوئی ہیں چُنانچہ حضرتِ علّامہ ابنِ حَجَر عَسْقَلانی شافعی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی نَقْل کرتے ہیں،

امیرُ المومنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ شیطان کی اولاد نو ہیں: (۱) زَلِیْتُون (۲) وَثِیْن (۳) لَقُوْس (۴) اَعْوَان (۵) هَفَّاف (۶) مُرَّة (۷) مُسَوِّط (۸) دَاسِم اور (۹) وَلْهَان۔ ان میں هَفَّاف نامی شیطان شرابیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ (المنبّہات لِلعسقلانی، ص ۹۳ تا ۹۴ ملخصا)

پس جب بندہ هَفَّاف نامی شیطان کے بہکاوے میں آ کر احکامِ خداوندی کو پسِ پُشت ڈالتا ہے اور شیطان کی صحبت اختیار کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کی عقل اس کا ساتھ چھوڑ جاتی ہے۔ چنانچہ،

شراب اور عقل:

شراب کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ یہ اس عَقْل کو ختم کر دیتی ہے جو انسان کی اعلیٰ و اشرف صفات میں سے ہے۔ جب شراب اعلیٰ اوصاف کی حامل شے عقل کی دشمن ہے تو اسی سے اس کا گھٹیا ہونا ثابت ہو گیا کیونکہ عقل کو عقل اس لئے کہتے ہیں کہ یہ صاحبِ عقل کو ان برے افعال سے روکتی ہے جن کی طرف اس کی طبیعت مائل ہوتی ہے۔ لہٰذا جب بندہ شراب پیتا ہے تو برائیوں سے روکنے والی عقل زائل ہو جاتی ہے اور وہ ان برائیوں سے مانوس ہو جاتا ہے۔ چونکہ شراب بھی فطری طور پر انہی برائیوں میں سے ایک ہے لہٰذا وہ نہ صرف اسے پیتا ہے بلکہ نشے میں مزید دوسرے گناہ بھی کر ڈالتا ہے یہاں تک کہ جب اس کی عقل واپس لوٹتی ہے تو اسے

حقیقت معلوم ہوتی ہے۔(التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۱۹، ج ۲، ص ۴۰۰ مفھوما)

پیشاب سے وضو کرنے والا شرابی:

حضرت سیِّدُنا امام ابنِ ابی الدنیا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا گزر نشے میں مست ایک شخص کے پاس سے ہوا، وہ اپنے ہاتھ پر پیشاب کر رہا تھا اور وضو کرنے والے کی طرح اس سے اپنا ہاتھ دھو رہا تھا اور کہہ رہا تھا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِسْلَامَ نُوْرًا وَّالْمَآءَ طَھُوْرًا یعنی تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے اسلام کو نور اور پانی کو پاک کرنے والا بنایا۔''

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج ۲، ص ۲۹۸)

شرابی کی ختم نہ ہونے والی حرص:

شراب پینا چونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کا ارتکاب کرنا ہے، لہٰذا بندہ جب اس معصیت کا مُرتکب ہوتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے دور ہو کر مزید نافرمانی کے گڑھے میں گرتا ہی جاتا ہے اور اس طرح شراب کی محبت واُلفت اس کے دل میں ایسی بس جاتی ہے کہ اسے شراب کے سوا کچھ نہیں سوجھتا اور دیگر گناہوں کے برعکس اس کے لئے شراب کی جدائی برداشت کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 300 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''آنسوؤں کا دریا'' صَفحہ 292 پر ہے کہ ایک بزُرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی

عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو نزع کے عالم میں دیکھا، جب اسے **کلمۂ طیبہ** کی تلقین کی جاتی تو وہ کہتا: **"خود بھی پیو اور مجھے بھی پلاؤ۔"** (بحر الدموع، ص۲۱۶)

امام ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حَجَر مکی شافعی (**مُتوفّٰی ۹۷۴ھ**) اپنی کتاب **"اَلزَّوَاجِر عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر"** میں ایسے ہی شراب کے حریص انسان کے متعلق فرماتے ہیں کہ جو بندہ شراب کے علاوہ دیگر گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے جب اس کی خواہش پوری ہوجاتی ہے تو وہ اس گناہ سے دور ہوجاتا ہے مگر شراب ایک ایسا گناہ ہے جس کا عادی کبھی اس سے نہیں اُکتاتا بلکہ پینا شروع کرتا ہے تو پیتا ہی چلا جاتا ہے، اس کی حرص بڑھتی ہی جاتی ہے۔ کیا آپ بدکار کو نہیں دیکھتے کہ اس کی خواہش ایک ہی بار اس گناہ کے ارتکاب سے ختم ہوجاتی ہے مگر شرابی جب شراب پینے لگتا ہے تو بس پیتا ہی جاتا ہے، جسمانی لذّت اسے گھیر لیتی ہے اور وہ آخرت کی یاد سے غافل ہوکر اسے بُھولی بسری بات کی طرح پسِ پشت ڈال دیتا ہے، لہٰذا اس کا شمار ان فاسقین میں ہونے لگتا ہے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو بھول گئے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنی جانوں سے بھی غافل کردیا۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج۲، ص۲۹۸)

سب سے بڑا گناہ:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ بن عمر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ امیرُ المومنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور کچھ دوسرے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد اکٹھے بیٹھے تھے کہ سب سے بڑے گناہ کا ذکر ہونے لگا لیکن وہ اس کا تعیُّن نہ کر سکے تو انہوں نے مجھے حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خدمت میں بھیجا تا کہ میں ان سے پوچھ آؤں، پس انہوں نے مجھے بتایا: ''**سب سے بڑا گناہ شراب پینا ہے۔**'' میں نے واپس آ کر یہ بات بتائی تو انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا اور فوراً ان کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ سب ان کے گھر پہنچ گئے تو حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے انہیں بتایا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل کے کسی بادشاہ نے ایک شخص کو پکڑ لیا اور اسے اختیار دیا کہ وہ شراب پیئے یا کسی کو قتل کرے یا بدکاری کرے یا خنزیر کا گوشت کھائے ورنہ وہ اسے قتل کر دیں گے، چنانچہ اس نے شراب پینا اختیار کر لیا۔ جب اس نے شراب پی لی تو ہر وہ کام کیا جو وہ اس سے کروانا چاہتا تھا۔''

(المستدرک، کتاب الاشربۃ، باب ان اعظم الکبائر شرب الخمر، الحدیث: ۷۳۱۸، ج ۵، ص ۲۰۳ ملتقطاً)

اندھا شرابی:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1548 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**فیضانِ سنّت**'' **صَفْحَہ** 427 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت،

بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: "مجھے (یعنی سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہُ) کو اچھی طرح یاد ہے کہ ایک شوخ مزاج تنُومند نوجوان جوڑیا بازار (بابُ المدینہ کراچی) میں مَزدوری کیا کرتا تھا، وہ خوب جاندار ہونے اور تڑاق پڑاق بولنے کے سبب کافی نُمایاں تھا۔ پھر اُس کا ایک دور آیا کہ وہ اندھا ہوگیا اور نہایت ہی افسُردگی کے ساتھ بھیک مانگتا پھرتا تھا۔ معلوم کرنے پر پتا چلا کہ یہ شرابی تھا اور ایک بار ناقِص شراب پی لینے کے سبب اِس کی آنکھوں کے دِیے (یعنی چَراغ) بجھ گئے۔

کر لے توبہ اور تُو مت پی شراب
ہوں گے ورنہ دو جہاں تیرے خراب
جو جُوا کھیلے ، پیئے ناداں شراب
قبر و حشر و نار میں پائے عذاب

(فیضانِ سنت، ص ۴۲۷)

شراب اور موت:

شرابی شراب پیتا ہے زندگی کا لطف دوبالا کرنے کے لئے مگر اس کم عقل کو کبھی یہ معلوم نہیں ہو پاتا کہ وہ زہر کو تریاق سمجھ کر پی رہا ہے۔ چنانچہ،

جولائی 2008 میں گُجرات (ہند) میں زہریلی شراب پی کر 107 افراد اور 2007 میں ریاست کرناٹک (ہند) اور تامل ناڈو (ہند) میں تقریباً ڈیڑھ سو[۱۵۰]

افراد ہلاک ہوئے۔ اور باب المدینہ (کراچی) میں زہریلی شراب کے استعمال کی وجہ سے 2007 میں صرف تین۳ دن میں چالیس۴۰ افراد ہلاک ہوئے۔

ایک مغربی مُحقّق کا کہنا ہے کہ 12 سے 23 سال کی عمر میں شراب کا عادی بن جانے والے افراد میں سے 51 فی صد موت کا شکار ہو جاتے ہیں جبکہ شراب نہ پینے والوں میں سے دس۱۰ فی صد افراد بھی اس عمر میں نہیں مرتے۔ ایک دوسرے مشہور محقق نے بتایا کہ بیس۲۰ سالہ جوان جن کے بارے میں پچاس۵۰ سال تک زندہ رہنے کی توقع کی جاتی ہے وہ شراب کی وجہ سے 35 سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے اور بیمہ کمپنیوں کے تجربات سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ شرابیوں کی عمر دوسروں کی نسبت 25 سے 30 فیصد کم ہوتی ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شراب کے انہی بے شمار نقصانات کی وجہ سے اسلام میں اسے ہمیشہ کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے۔

شراب پر پابندی کی کوششیں:

یورپ جو صدیوں سے شراب کا گھر ہے وہاں میلان (Melon) کی انتظامیہ نے کثرت سے شراب نوشی کو روکنے کے لیے نوعمروں کو شراب فروخت کرنے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ سولہ سال سے کم عمر کے لڑکے اور لڑکیاں اگر شراب نوشی کرتے ہوئے پکڑے گئے تو ان کے والدین پر تقریباً پانچ سو یورو تک کا جرمانہ عائد کیا جا سکتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق شہر میں گیارہ سال تک کے ہر

تیسرے بچے کو شراب نوشی سے مُتعلّق مسائل کا سامنا ہے۔ ایک ایسے ملک میں جہاں صدیوں سے وائن (ایک قسم کی شراب) مقامی ثقافت کا حصہ رہی ہو وہاں یہ پابندی لوگوں کے لیے ایک بہت حیران کن قدم ہے۔ ملک میں نوجوانوں اور بالخصوص گیارہ سال تک کے بچوں میں بڑھتی ہوئی شراب نوشی شدید تشویش کا سبب بنی رہی، اب شراب خانوں، ریستورانوں، پیزا اور شراب کی دکانوں میں 16 سال سے کم عمر کے بچوں کو شراب فروخت کرنے پر پابندی ہے۔ قانون پر عمل نہ ہونے کی صورت میں والدین یا پھر اس دکاندار پر جرمانہ عائد کیا جائے گا جس نے انہیں شراب فروخت کی ہوگی۔

پیارے اسلامی بھائیو! دنیا کے مُہذّب ممالک کہلانے والے اپنی نوجوان نسل کو شراب کی نحوستوں سے بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں بھاری جرمانے بھی لوگوں سے وصول کیے جا رہے ہیں مگر آیئے اب ذرا یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام نے شراب کی روک تھام کے لئے اُمّتِ مُسلمہ کی کس طرح تربیّت فرمائی۔

عرب مُعاشرہ میں شراب لوگوں کی زندگی کا ایک حصہ بن چکی تھی، انہیں اس سے دور کرنا اتنا آسان نہ تھا، لہٰذا اسلام نے سب سے پہلے شراب کے نقصانات سے لوگوں کو روشناس کرایا تاکہ شراب کی محبت نفرت میں بدل جائے اور پھر مرحلہ وار

اسے ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا۔ اس سلسلے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ایسے بہت سے فرامین ہماری راہنمائی کے لئے موجود ہیں جن میں بڑے واضح انداز میں شراب سے دور رہنے، اس کے نقصانات کو سمجھنے اور ان سے بچنے کا مَدَنی ذہن بننے کے ساتھ ساتھ آخرت کو یاد رکھنے کا درس بھی ملتا ہے۔

شرابی اور اس کا ایمان:

جو لوگ کُفر کی اندھیری وادیوں سے نکل کر اسلام کے اُجالوں میں آبسے ان کے نزدیک دولتِ ایمان کی بڑی اہمیت تھی کیونکہ انہوں نے یہ دولت بے شمار قربانیاں دے کر حاصل کی تھی۔ لہٰذا انہیں بتایا گیا کہ شراب پینا ترک کر دیجئے کہ کہیں اس راہِ پُرخطر پر چل کر حاصل ہونے والی گراں مایہ دولت تمہارے اپنے ہی ہاتھوں برباد نہ ہو جائے۔ چُنانچہ،

شرابی کے ایمان کے متعلق (5) فرامینِ مُصطفٰے:

﴿1﴾.....جس نے صبح کے وقت شراب پی وہ دن بھر مُشرِک کی طرح (اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل) رہتا ہے یہاں تک شام ہو جاتی ہے اور اسی طرح اگر کسی نے شام کے وقت شراب پی تو وہ رات بھر مُشرِک کی طرح (اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل) رہتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ (المصنّف لعبد الرزاق، کتاب الاشربۃ والطروف، باب ما یقال فی الشراب، الحدیث: ۱۷۳۸۳، ج ۹، ص ۱۴۹ ملتقطا)

﴿2﴾.....بدکار جب بدکاری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ بھی مومن نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی .....الخ، الحدیث: ۵۷، ص ۴۸)

﴿3﴾.....جس نے بدکاری کی یا شراب پی تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اُتار دیا، پھر اگر وہ توبہ کرلے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقۃ، الحدیث: ۴۸۸۲، ص ۷۸۳، ملتقطا)

﴿4﴾.....جو شخص شراب پیتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے دل سے ایمان کا نور نکال دیتا ہے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۴۱، ج ۱، ص ۱۱۰)

﴿5﴾.....جو بدکاری کرتا ہے یا شراب پیتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ایمان اس طرح کھینچ لیتا ہے جس طرح انسان اپنے سر سے قمیص اُتار دیتا ہے۔

(المستدرک، کتاب الایمان، باب اذا زنی العبد خرج منہ الایمان، الحدیث: ۶۵، ج ۱، ص ۱۷۶)

اندھیری قبر کا دل سے نہیں نکلتا ڈر
کروں گا کیا جو تُو ناراض ہو گیا یا ربّ
گناہگار ہوں میں لائق جہنّم ہوں
کرم سے بخش دے مجھ کو نہ دے سزا یا ربّ
بُرائیوں پہ پَشیماں ہوں رحم فرما دے
ہے تیرے قَہر پہ حاوی تری عطا یاربّ

غافل شرابیوں کا انجام:

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ ناز سے تربیت حاصل کرنے والوں نے جب شراب کو ایمان کے ضِیاع کا سبب جانا تو اپنی قیمتی دولت کی حفاظت کے لئے شراب سے منہ موڑ لیا اور دوبارہ کبھی شراب کی طرف مڑ کر نہ دیکھا مگر جن لوگوں کو ایمان کی یہ گراں مایہ دولت مفت میں مل جاتی ہے اور انہیں اس کے حصول کے لئے کسی قسم کی قربانیاں نہیں دینا پڑتیں وہ شراب پی کر ایمان کی حفاظت میں کوتاہی کا شکار ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ کیا وہ خود شیطان کو یہ آسانی فراہم نہیں کرتے کہ وہ ان کے ایمان کی دولت چرا لے جائے؟ ہائے افسوس! صد افسوس! اگر اسی حالت میں موت کا قاصد ان کے پاس یہ پیغام لے کر آ گیا کہ بارگاہِ خداوندی میں حاضری اور اعمال کی جواب دہی کا وقت آ چکا ہے اور توبہ کی مہلت بھی نہ ملی تو ایسے لوگوں کا انجام کیا ہوگا؟ ایسے ہی کوتاہ فَہموں کو اس وقت کے آنے سے پہلے خبردار کرتے ہوئے دو جہاں کے تاجْوَر، سُلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”**شراب کا عادی (بغیر توبہ کئے) مر گیا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بُت پرست کی طرح پیش ہوگا۔**“

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن العباس، الحدیث: ۲۴۵۳، ج ۱، ص ۵۸۳)

بے وفا دنیا پہ مت کر اِعتبار
تُو اچانک موت کا ہو گا شکار
موت آ کر ہی رہے گی یاد رکھ !
جان جا کر ہی رہے گی یاد رکھ !
گر جہاں میں سو برس تُو جی بھی لے
قبر میں تنہا قِیامت تک رہے

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ اِبنِ ابی اَوفٰی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ''**جو اس طرح مرے کہ وہ شراب کا عادی ہو تو وہ لات وعُزّیٰ کی پوجا کرنے والے کی طرح مرا۔**'' جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی گئی کہ ''کیا شراب کے عادی شخص سے مراد وہ بندہ ہے جو ہر وقت شراب میں مدہوش رہتا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ شراب کا عادی وہ ہوتا ہے جسے جب بھی شراب ملے پی لے اگرچہ کئی سال کے بعد ہی ملے۔'' (کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ: شرب الخمر، ص ۹۲۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۴۴۵ الحسن بن عمارۃ، ج ۳، ص ۱۰۴)

حضرت سیِّدُنا **ابو موسیٰ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ (اپنے والدگرامی سے) روایت کرتے ہیں، وہ فرمایا کرتے تھے: ''میں شراب پینے یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ کر اس سُتُون کو پُوجنے میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتا۔'' (سنن النسائی، کتاب الاشربۃ، باب ذکر الروایات المغلظات فی شرب الخمر، الحدیث: ۵۶۷۶، ص ۸۹۴)

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1012 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''جہنم میں لے جانے والے اعمال'' جلد دوم صَفْحَہ 558 پر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ شرابی اور بتوں کا پُجاری دونوں گناہ میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں اور صَحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے متعلق مروی ہے کہ جب شراب حرام ہوئی تو ان میں سے کچھ اپنے دوسرے دوستوں کے پاس گئے اور کہنے لگے: ''شراب حرام کر دی گئی ہے اور اسے (گناہ کے اعتبار سے) شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۳۹۹، ج ۱۲، ص ۳۰)

بطورِ دوا شراب پینا:

بطورِ دوا بھی شراب پینا جائز نہیں۔ جیسا کہ امُّ المومنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سَلَمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ''ایک بار میری بیٹی بیمار ہوگئی تو میں نے اس کے لئے ایک کُوزہ (ڈنڈی دار پیالہ) میں نبیذ بنائی''، جب رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے پاس تشریف لائے تو وہ نبیذ جوش مار رہی تھی (یعنی اس پر جھاگ پیدا ہو چکی تھی)، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''اے اُمِّ سَلَمہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) یہ کیا ہے؟'' میں نے ساری بات عرض کر دی کہ میری بیٹی بیمار ہے اور میں نے یہ نبیذ اس کے لئے تیار کی ہے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو چیز میری اُمَّت پر حرام کی ہے اس میں

اسکے لئے شفا نہیں رکھی۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۴۹، ج ۲۳، ص ۳۲۶)

معلوم ہوا کہ جس شے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حرام ٹھہرایا ہو اس میں کوئی شفا نہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ محمد بن محمد عَبْدَری فاسی مالکی اَلْمعروف بِابْنُ الحاج (مُتَوَفّٰی ۷۳۷ھ) اپنی کتاب المدخل میں فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ جو شے حرام ہو اس کی مَنْفَعَت (نفع و فائدہ) کی بَرَکت بھی ختم ہو جاتی ہے۔'' (المدخل، ج ۲، ص ۳۰۷)

شراب کے سبب ایمان سے محرومی:

حضرتِ سیِّدُنا فُضَیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے ایک شاگرد کے پاس اس کی حالتِ نَزع کے وَقت تشریف لائے اور اُس کے پاس بیٹھ کر سورۂ یٰسٓ شریف پڑھنے لگے۔ تو اُس شاگرد نے کہا: ''سورہ یٰسٓ پڑھنا بند کر دو۔'' پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے کلمہ شریف کی تلقین فرمائی۔ وہ بولا: ''میں ہرگز یہ کلمہ نہیں پڑھوں گا میں اِس سے بیزار ہوں۔'' بس انہیں الفاظ پر اُس کی موت واقع ہو گئی۔ حضرتِ سیِّدُنا فُضَیل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو اپنے شاگرد کے بُرے خاتمے کا سخت صدمہ ہوا۔ چالیس روز تک اپنے گھر میں بیٹھے روتے رہے۔ چالیسؔ دن کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے خواب میں دیکھا کہ فِرِشتے اُس شاگرد کو جَہَنَّم میں

گھسیٹ رہے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُس سے اِستِفسار فرمایا: ''کس سبب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیری مَعرِفَت سَلب فرمالی؟ میرے شاگردوں میں تیرا مقام تو بَہُت اونچا تھا!'' اُس نے جواب دیا: ''تین عُیُوب کے سبب سے: (۱) چُغلی کہ میں اپنے ساتھیوں کو کچھ بتاتا تھا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو کچھ اور (۲) حَسَد کہ میں اپنے ساتھیوں سے حَسَد کرتا تھا (۳) شراب نوشی کہ ایک بیماری سے شِفا پانے کی غَرَض سے طبیب کے مشورے پر ہر سال شراب کا ایک گلاس پیتا تھا۔ (منہاج العابدین، اصول سلوک طریق الخوف والرجاء، الاصل الثالث فی ذکر ماوعد.....الخ، ص ۱۲۵۔ دار موسسۃ الرسالۃ)

گھپ اندھیری قبر میں جب جائے گا
بے عمل ! بے اِنتہا گھبرائے گا
کام مال و زر وہاں نہ آئے گا
غافِل انساں یاد رکھ پچھتائے گا

جب دوا کے طور پر شراب پینے والے کا یہ انجام ہوا تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اسے بلا عذر پیتے ہیں؟ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ہر آفت و مصیبت سے عافیت طلب کرتے ہیں۔

گدھے کو گھوڑا بنانے کی کوشش:

بعض نادان شرابی شراب پیتے ہوئے دل کو یہ تسلی دے لیتے ہیں کہ یہ شراب نہیں بلکہ یہ تو وِہسکی، برانڈی، شیمپین یا بیئر ہے اور اس طرح یہ نادان جان

بوجھ کر گدھے کو گھوڑا بنانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ گدھا گدھا ہے اور گھوڑا گھوڑا ہے۔ شراب کا نام تبدیل کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ شراب شراب ہی رہتی ہے۔ ہاں البتہ! ان نادانوں کی اس نادانی کو مدینے کے تاجدار، بِاِذْنِ پروردگار، غیبوں پر خبردار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آج سے صدیوں پہلے یوں بیان فرمایا: ''میری اُمَّت کے کچھ لوگ شراب کا نام تبدیل کر کے اسے پئیں گے، ان کے سروں پر آلاتِ موسیقی بجائے جائیں گے اور گانے والی لونڈیاں گائیں گی، اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور بعض کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔'' (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، الحدیث: ۴۰۲۰، ج ۴، ص ۳۶۸)

شراب نوشی کی دس بری خصلتیں:

امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی مُحَدِّث جَوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (مُتَوَفّٰی ۵۹۷ھ) بَحْرُ الدُّمُوْع میں فرماتے ہیں:

یاد رکھو! شراب نوشی میں دس بری خصلتیں ہیں:

﴿1﴾..... یہ بندے کی عقل میں فُتور ڈال دیتی ہے اس طرح وہ بچوں کے لئے تماشا اور مذاق بن جاتا ہے۔ امام اِبنِ ابی الدنیا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''میں نے ایک شرابی کو پیشاب کرتے ہوئے دیکھا وہ اپنے منہ پر پیشاب مل رہا تھا اور کہہ رہا تھا: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! مجھے کثرت سے توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے

والوں میں شامل فرما۔'' مزید فرماتے ہیں: ''میں نے نشے میں مدہوش ایک شخص دیکھا جس نے قے کی تھی اور کتا اس کا منہ چاٹ رہا تھا تو وہ نشہ کرنے والا اسے کہہ رہا تھا: ''اے میرے آقا! اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اولیا جتنی بُزُرگی عطا فرمائے۔''

﴿2﴾..... یہ مال کو ضائع اور برباد کرتی ہے اور تنگدستی کا سبب بنتی ہے جیسا کہ امُ المومنین حضرت سیِّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دعا مانگی: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! ہمیں شراب کے بارے میں واضح حکم ارشاد فرما دے کیونکہ یہ مال کو برباد اور عَقل کو ختم کر دیتی ہے۔''

﴿3﴾..... یہ عداوت اور دشمنی کا سبب ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾

ترجمۂ کنز الایمان: شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بَیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

(پ۷، المائدۃ: ۹۱)

جب یہ آیتِ مُبارَکہ نازل ہوئی تو حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عرض کیا: ''یا رب عَزَّوَجَلَّ! ہم باز آ گئے۔''

﴿4﴾.....شراب کھانے کی لذت اور درست کلام سے شرابی کو محروم کر دیتی ہے۔

﴿5﴾.....بعض اوقات شراب، شرابی پر اس کی بیوی کو حرام کر دیتی ہے اور اس کے باوجود عورت کا مرد کے ساتھ (بیوی کے طور پر) رہنا بدکاری ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ شرابی اکثر نشے میں طلاق دے دیتا ہے اور بعض اوقات دی ہوئی طلاق کو ایسے بھول جاتا ہے کہ اسے احساس تک نہیں ہوتا اور یوں اپنی حرام کی ہوئی بیوی سے بدکاری کا مُرتکب ہو جاتا ہے۔

بعض صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے منقول ہے: ''**جس نے اپنی بیٹی کو کسی شرابی کے نکاح میں دیا گویا اس نے اپنی بیٹی کو بدکاری کے لئے پیش کر دیا۔**''

﴿6﴾..... یہ ہر برائی کی کنجی ہے اور شرابی کو بہت سے گناہوں میں مبتلا کر دیتی ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں مروی ہے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ''**اے لوگو! شراب نوشی سے بچتے رہو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔**''

﴿7﴾..... یہ شرابی کو بدکاروں کی مجلس میں لے جاتی ہے اپنی بدبو سے اس کے کاتِب فِرشتوں کو ایذا دیتی ہے۔

﴿8﴾..... **یہ شرابی پر آسمانوں کے دروازے بند کر دیتی ہے چالیس[۴۰] دن تک نہ اس کا کوئی عمل اوپر پہنچتا ہے نہ ہی دُعا۔**

﴿9﴾.....شراب نوشی، شرابی پر اَسّی[۸۰] کوڑے واجب کر دیتی ہے لہٰذا اگر وہ دنیا میں اس

سزا سے بچ بھی گیا تو آخرت میں مخلوق کے سامنے اسے کوڑے مارے جائیں گے۔

﴿10﴾..... **یہ شرابی کی جان اور ایمان کو خطرے میں ڈال دیتی ہے۔** اس لئے مرتے وقت ایمان چھن جانے کا خدشہ رہتا ہے۔ (بحر الدموع، ص ۲۱۴)

شرابی پر لعنت:

رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **شراب کے معاملہ میں 10 بندوں پر لعنت فرمائی ہے:** ”(۱) شراب بنانے والا (۲) بنوانے والا (۳) پینے والا (۴) اُٹھانے والا (۵) اُٹھوانے والا (۶) پلانے والا (۷) بیچنے والا (۸) اس کی قیمت کھانے والا (۹) خریدنے والا اور (۱۰) خریدوانے والا۔“

(سنن الترمذی، کتاب البیوع، باب النھی ان یتخذ الخمر خلّا، الحدیث: ۱۲۹۹، ج ۳، ص ۴۷)

امام **محمد بن عثمان الذّہبی** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (**مُتَوَفّٰی ۷۴۸ھ**) **کِتَابُ الْکَبَائر** میں فرماتے ہیں کہ شرابی فاسق وملعون ہوتا ہے جیسا کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، پس اگر کسی نے شراب بنانے کی نیت سے کوئی ایسی شے خریدی جس سے شراب بنائی جاتی ہے تو وہ ایک مرتبہ ملعون ہوگا اور اگر اس نے اس شے سے شراب تیار کر لی تو وہ دو مرتبہ ملعون ہوگا اور اگر تیار کرنے کے بعد کسی دوسرے کو پلائی تو تین مرتبہ ملعون ہوگا۔

(کتاب الکبائر، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ، شرب الخمر، ص ۹۴ مفھوماً)

شراب کے قطرے سے بھی نفرت:

امیرُ المومنین حضرت سیِّدُ نا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ اگر شراب کا ایک قطرہ کنویں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے تو میں اس پر اذان نہ کہوں اور اگر دریا میں شراب کا قطرہ پڑے پھر دریا خشک ہو اور وہاں گھاس پیدا ہو اس میں اپنے جانوروں کو نہ چراؤں۔

(تفسیر کشاف، پ ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۱۹، ج ۱، ص ۲۶۰)

شراب کے ایک گھونٹ کی سزا:

محبوبِ ربِّ داور، شفیعِ روزِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا اور حکم فرمایا کہ مزامیر (یعنی گانے باجے کے آلات)، سارنگیاں اور طبلے توڑ ڈالوں اور بتوں کو پاش پاش کر دوں جن کی زمانۂ جاہلیت میں پُوجا کی جاتی تھی، میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے اپنی عزت کی قسم یاد کر کے ارشاد فرمایا کہ میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ پیئے گا میں اس کے بدلے اسے جَہَنَّم کا کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا خواہ اسے عذاب دیا گیا ہو یا بخش دیا گیا ہو اور میرا جو بندہ میرے خوف سے شراب نہ پیئے گا میں اسے جنَّت کی (پاکیزہ) شراب پلاؤں گا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباھلی، الحدیث: ۲۲۲۸۱، ج ۸، ص ۲۸۶ ملتقطا)

کر لے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہو گی کڑی

ایک روایت میں ہے کہ شہنشاہِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **جو شراب کا ایک گھونٹ پیئے گا اللہ** عَزَّوَجَلَّ **تین دن تک اس کا کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ نفل اور جو ایک گلاس پیئے گا اللہ** عَزَّوَجَلَّ **چالیس دن تک اس کی کوئی نماز قبول نہ فرمائے گا اور جو ہمیشہ شراب پیئے گا اللہ** عَزَّوَجَلَّ **پر حق ہے کہ اسے نَہْرُ الْخَبَال سے پلائے۔** عرض کی گئی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **نَہْرُ الْخَبَال** کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''**دوزخیوں کی پیپ۔**'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۴۶۵، ج ۱۱، ص ۱۵۴ ..... الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من شرب الخمر... الخ، الحدیث: ۳۶۲۶، ج ۳، ص ۲۰۸)

شرابی پر خدا کی ناراضی:

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص شراب پیئے اللہ عَزَّوَجَلَّ چالیس۴۰ دن تک اس پر ناراض رہتا ہے اور وہ شرابی نہیں جانتا کہ ہوسکتا ہے اس کی موت انہی راتوں میں واقع ہوجائے، اگر وہ دوبارہ پیئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ چالیس۴۰ دن تک اس پر ناراض رہتا ہے جبکہ وہ نہیں جانتا کہ شاید اس کی موت انہی راتوں میں واقع ہوجائے اور اگر وہ پھر پیئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ چالیس۴۰ دن تک اس پر ناراض رہتا ہے اور یہ ایک سو بیس۱۲۰ دن ہوگئے، اس کے بعد

اگر وہ پھر پیئے تو رَدْغَۃُ الْخَبَال میں ہوگا۔'' عرض کی گئی: ''رَدْغَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جَہَنَّمیوں کا پسینہ اور پیپ۔'' (الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج ۲، ص ۳۱۰۔۔۔ سنن ابن ماجه ،کتا ب الاشربة، باب من شرب الخمرلم تقبل له صلاة، الحديث: ۳۳۷۷، ج ۴، ص ۶۲، بتغیر)

رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے شراب پی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے چالیس دن تک راضی نہ ہوگا، (اسی دوران) اگر وہ مر گیا تو حالتِ کفر میں مرے گا[1] اور اگر اس نے توبہ کر لی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور اگر اس نے پھر شراب پی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جہنمیوں کی پیپ۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث اَسماء ابنة یزید، الحدیث: ۲۷۶۷۴، ج ۱۰، ص ۴۴۳)

شرابی اور اس کی نماز:

اسلام نے شراب کی خباثتوں سے مسلمانوں کو دور رکھنے کے لیے بے شمار اقدامات کئے انہی میں سے ایک یہ بھی تھا کہ اس کی تمام بری خصلتوں کو بیان کیا

---

[1] .....شرابی کے کافر ہونے میں شرط یہ ہے کہ وہ شراب کو حلال جان کر پیئے جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: ''جس چیز کی حِلّت، نصِّ قطعی سے ثابت ہو اُس کو حرام کہنا اور جس کی حُرمت یقینی ہو اسے حلال بتانا کُفر ہے، جبکہ یہ حکم ضروریاتِ دین سے ہو، یا مُنکر اس حکمِ قطعی سے آگاہ ہو۔'' (بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۷۶، مکتبة المدینه) اور شراب کی حرمت نصِّ قطعی سے ثابت ہے۔

تا کہ لوگ اس سے بچیں۔ پس اس کے انہی نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ شرابی کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ چنانچہ،

شَہَنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''میرا جو اُمَّتی شراب پیئے گا اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ کی جائے گی۔''

(المستدرک، کتاب الامامۃ وصلاۃ الجماعۃ، باب اذا حضرت الصلوۃ... الخ، الحدیث: ۹۸۴، ج ۱، ص ۵۳۷)

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبُوَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے شراب پی اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، ہاں! اگر توبہ کر لے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے، اگر دوبارہ ایسا کرے تو پھر اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، ہاں! پھر توبہ کر لے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی اس بار بھی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اگر (تیسری بار) پھر ایسا کرے تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، البتہ! اس مرتبہ بھی توبہ کرنے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے لیکن اگر (چوتھی مرتبہ) پھر ایسا کرے تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ اب اگر توبہ بھی کرتا رہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول نہ فرمائے گا بلکہ اسے نَہْرُ الْخَبَال سے پلائے گا۔'' راوی سے پوچھا گیا کہ نَہْرُ الْخَبَال کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ نہر جو دوزخیوں کی پیپ سے جاری ہوگی۔

(سنن الترمذی، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی شارب الخمر، الحدیث: ۱۸۶۹، ج ۳، ص ۳۴۱)

مجرموں کے واسطے دوزخ بھی شُعلہ بار ہے
ہر گُنہ قصداً کیا ہے اسکا بھی اقرار ہے
ہائے ! نافرمانیاں بدکاریاں بے باکیاں
آہ ! نامے میں گناہوں کی بڑی بھرمار ہے

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''جس نے شراب پی اور اسے نشہ نہ ہوا تو جب تک وہ اس کے پیٹ یا رَگوں میں رہے گی اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی اور اگر (اس دوران) وہ مر گیا تو حالتِ کُفر میں مرے گا، اور اگر (شراب پینے سے) نشہ ہو گیا تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ کی جائے گی اور اگر اس دوران وہ مَر گیا تو کفر کی حالت میں مرے گا۔''

(سنن النسائی، کتاب الاشربۃ، باب ذکر الاثام المتولدۃ... الخ، الحدیث: ۵۶۷۹، ص ۸۹۵)

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**جس نے شراب پی اور اسے اپنے پیٹ میں اُتارا تو اس کی سات دن کی نماز قبول نہ کی جائے گی، اگر اسی دوران وہ مر گیا تو کفر کی حالت میں مرے گا۔**'' مزید ارشاد فرمایا: ''**اگر شراب نے اس کی عقل کو ضائع کر دیا اور کوئی فرض ساقط ہو گیا۔**'' ایک روایت میں یوں ہے: ''**شراب نے اُسے قرآن بھلا دیا تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہو گی اور اگر اس دوران وہ مر گیا تو حالت کفر میں مرے گا۔**'' (المرجع السابق، الحدیث: ۵۶۸۰)

”اَسبابِ زوالِ مسلمین“ کے پندرہ حروف کی نسبت سے مسلمانوں کے زوال کے ﴿15﴾ اسباب:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جب میری اُمَّت پندرہ باتوں کو اپنا لے گی تو وہ مصیبتوں میں گھر جائے گی۔“ عرض کی گئی: ”**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون سی ہیں؟“ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”(۱).....جب غنیمت کو ذاتی دولت (۲).....امانت کو غنیمت اور (۳).....زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے گا (۴).....آدمی اپنی بیوی کی اطاعت اور (۵).....ماں کی نافرمانی کرے گا (۶).....اپنے دوست سے اچھا سلوک اور (۷).....باپ سے بدسلوکی کرے گا (۸).....مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی (۹).....ذلیل ترین شخص ان کا حکمران بن جائے گا (۱۰).....انسان کے شر کے ڈر سے اس کی عزت کی جائے گی (۱۱).....**شراب پی جائے گی** (۱۲).....ریشم پہنا جائے گا (۱۳).....گانے بجانے والی لونڈیاں رکھی جائیں گی (۱۴).....(گھروں میں) گانے بجانے کے آلات رکھے جائیں گے اور (۱۵).....اس امت کے بعد والے پہلوں پر لعن طعن کریں گے۔ **تو اس وقت لوگوں کو چاہئے کہ سُرخ آندھی یا زمین میں دھنسنے یا چہروں کے مَسخ ہونے (یعنی بدل جانے) کا اِنتظار کریں۔**“ (سنن

الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی علامۃ حلول المسخ والخسف، الحدیث: ۲۲۱۷، ج ۴، ص ۸۹)

عذاب کی مختلف صورتیں:

حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میری اُمّت کے کچھ لوگ گناہوں، غُرور وتکبُّر اور لَہو ولعب میں رات گزاریں گے اور صبح اس حال میں کریں گے کہ حرام کو حلال جاننے، گانے بجانے والی لونڈیاں رکھنے، شراب پینے اور ریشم پہننے کی وجہ سے مَسْخ ہوکر بندروں اور خنزیروں کی صورت میں بدل چکے ہوں گے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، اخبار عبادۃ بن الصامت، الحدیث: ۲۲۸۵۴، ج ۸، ص ۴۲۴)

ایک روایت میں حضرت سیِّدُنا ابواُمامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اس امت کا ایک گروہ کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات گزارے گا لیکن صبح وہ لوگ اٹھیں گے تو بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے، انہیں زمین میں دھنسنے اور آسمان سے پتھر برسنے کے واقعات پیش آئیں گے یہاں تک کہ لوگ صبح اٹھیں گے تو کہیں گے: ''آج رات فلاں قبیلہ دھنسا دیا گیا اور آج رات فلاں شخص کا گھر دھنسا دیا گیا۔'' ان پر ضرور آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے جیسا کہ قومِ لوط کے قبیلوں اور گھروں پر برسائے گئے، ان پر ضرور تباہ کرنے والی ایسی آندھی بھیجی جائے گی جس

نے قومِ عاد کو ان کے قبیلوں اور گھروں میں ہلاک کر دیا تھا اور ایسا ان کے شراب پینے، ریشم پہننے، گانے والی لونڈیاں رکھنے، سود کھانے اور قطع رحمی کرنے کی وجہ سے ہوگا۔'' (شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، الحدیث: ۵۶۱۴، ج۵، ص۱۶)

شرابی کی سزا:

حضرت سیِّدُنا امام ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (مُتوفّٰی سن ۹۷۴ھ) اپنی کتاب "اَلزَّوَاجِر عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر" میں فرماتے ہیں کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمام برائیوں کی جڑ شراب سے بچو! جو اس سے نہ بچا اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب کا مُستحق ہو گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۱۴﴾ (پ۴، النساء: ۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج۲، ص۳۱۴)

گر تُو ناراض ہوا میری ہلاکت ہو گی
ہائے ! میں نارِ جَہنَّم میں جلوں گا یا ربّ !
دردِ سر ہو یا بخار آئے تڑپ جاتا ہوں
میں جَہنَّم کی سزا کیسے سَہوں گا یا ربّ !

شرابی کی دنیا میں سزا:

حضرت سیِّدُ نا انَس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حُضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شراب نوشی کرنے والے کو درخت کی شاخ اور جوتوں سے مارا، پھر امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چالیس[40] کوڑے مارے، پھر جب امیرُ المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں لوگ سبزہ زاروں اور دیہاتوں کے قریب رہنے لگے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صحابۂ کرام سے شراب نوشی کی حد (سزا) متعلق مشورہ طلب کیا کہ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ تو حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کے مُطابق شراب نوشی کی حد اسّی[80] کوڑے مُقَرَّر کر دی گئی۔ (صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد الخمر، الحدیث: ۱۷۰۶، ص ۹۳۸) اور بعض روایات میں ہے کہ اسی کوڑوں کی سزا امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے مشورے سے مقرر کی گئی۔

(موطا امام مالک، کتاب الاشربۃ، باب الحد في الخمر، الحدیث: ۱۲۱۵، ج ۲، ص ۳۵۱)

شرابی کی قبر میں سزا:

جس نے شراب پینے سے توبہ نہ کی اور اسی حالت میں اسے موت آ گئی، اس کے مُتعلِّق حضرت سیِّدنا **عبد اللہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جب شرابی مر جائے تو اسے دفن کر دو، پھر مجھے ایک لکڑی پر لٹکا کر اس کی قبر کھودو، **اگر اس کا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا نہ پاؤ تو مجھے یونہی لٹکتا چھوڑ دینا۔**''

(کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ: شرب الخمر، ص ۹۶)

مت گناہوں پہ ہو بھائی بے باک تُو
بھول مت یہ حقیقت کہ ہے خاک تُو

حضرتِ سیِّدُنا مَسرُوق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ جو شخص چوری یا شراب خوری یا بدکاری میں مُبتلا ہو کر مرتا ہے اُس پر دو سانپ **مُقَرَّر** کر دیئے جاتے ہیں جو اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے رہتے ہیں۔ (شَرْحُ الصُّدُور ص ۱۷۲)

غافلو ! قبر میں جس گھڑی جاؤ گے
سانپ بچھّو جو دیکھو گے چِلّاؤ گے
سر پچھاڑو گے پر کچھ نہ کر پاؤ گے
بے حد اپنے گناہوں پہ پچھتاؤ گے

پیارے اسلامی بھائیو! قبر میں ایمان ساتھ رہا تو قبر کی سختیوں سے بھی نجات ملے گی اور جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بھی ہوگی۔

مُردہ عورت نے کفن چور کو تھپڑ مارا:

حضرت ابو اسحاق عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو آدھا چہرہ چھپائے ہوئے دیکھ کر اس کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں رات کے وقت قبریں کھود کر کفن چرایا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک رات میں نے ایک عورت کی قبر کھود کر کفن چرانا چاہا تو اس نے مجھے اس زور سے تھپڑ مارا جس کا نشان اب بھی میرے منہ پر موجود ہے۔ فرماتے ہیں کہ کفن چور کی یہ بات میں نے امام اوزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں لکھ بھیجی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جواباً مجھے ارشاد فرمایا کہ اس کفن چور سے قبر والوں کے حالات بھی معلوم کرنے کی کوشش کروں۔ پس میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میں نے اکثر قبر والوں کو دیکھا کہ ان کے منہ قبلہ سے پھر چکے تھے۔ پس امام اوزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ جان کر ارشاد فرمایا کہ ''ہائے افسوس! یہ وہ لوگ ہیں جن کا خاتمہ اچھا نہیں ہوا یعنی یہ لوگ اپنی زندگیوں میں ایسے گناہوں پر ڈٹے رہے جنہوں نے انہیں اس حالت تک پہنچا دیا۔'' (روح البیان، الجزء التاسع العشرۃ، الفرقان، ج ٦، ص ٢٤٩)

گورِ نیکاں باغ ہو گی خلد کا
مجرموں کی قبر دوزخ کا گڑھا

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں برے خاتمے سے محفوظ فرمائے اور مسلم اُمّہ کو شراب کی لعنت سے بچائے کہ یہ بھی برے خاتمے اور عذابِ قبر کا سبب بن سکتی ہے۔ چنانچہ،

بچہ بوڑھا ہوگیا:

ایک بزُرگ فرماتے ہیں کہ میرا ایک بیٹا فوت ہوگیا، دفن کرنے کے کچھ دن بعد میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس کے سر کے بال سفید ہو چکے تھے، میں نے پوچھا: ''اے میرے بیٹے! میں نے تجھے دفن کیا تو تُو بچہ تھا، یہ بوڑھا کیسے ہو گیا؟'' اس نے بتایا: ''اے میرے والدِ مُحترم! میرے قریب ایک ایسے شخص کو دفن کیا گیا جو دنیا میں شراب پیتا تھا، اس کی قبر میں جہنم کی آگ اس شدت سے بھڑکی کہ گرمی کی شدت سے ہر بچہ بوڑھا ہوگیا۔''

(کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ: شرب الخمر، ص ۹۶)

جہنم کی گردن:

حضرت ابو ہُرَیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو دوزخ سے گردن نما آگ باہر نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوگی جن سے وہ دیکھے گی، دو کان ہوں گے جن سے وہ سنے گی اور ایک زبان بھی ہوگی جس سے وہ ہیبت ناک لہجے میں مُخاطَب ہوگی۔ (سنن الترمذی، کتاب صفۃ جھنم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء في صفة النار، الحدیث: ۲۵۸۳، ج ۴، ص ۲۵۹)

حضرت سیدنا اسَد بن موسیٰ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ **کتابُ الزھد** میں فرماتے ہیں کہ وہ گردن نما آگ کہے گی: ''مجھے سرکشوں کو مزہ چکھانے کا حکم دیا گیا ہے۔''

پھر وہ آگ اڑتے ہوئے پرندے کے زمین پر پڑے دانے کو دیکھ لینے سے بھی زیادہ تیزی سے سرکشوں کو پکڑ پکڑ کر جہنم میں جھونک دے گی۔ پھر وہ کہے گی: ''جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایذا رسانی کا سبب بنتے تھے، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ انہیں بھی کڑی سزا دوں۔'' اور اس طرح وہ ان ایذا رسانوں کو اچک کر جہنم رسید کر دے گی۔

(کتاب الزھد لاسد بن موسی، باب ذکر ما یدعی یوم القیامۃ، الحدیث: ۷۷، ص ۷۵)

گویا میدانِ حشر میں جہنم عبرت ناک انداز میں پکار پکار کر کہے گی:

کہاں ہیں خدائے رحمٰن کے مخالف؟

کہاں ہیں خدائے دَیان کے دشمن؟

کہاں ہیں شیطان کے دوست؟

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایذا رسانی کا سبب بننے والے شرابیو! یاد رکھو کل قیامت میں تمہیں اس آگ سے بچنے کی کوئی راہ نہ ملے گی، محشر کا ہجوم تمہیں اس کی آنکھ سے بچا نہ پائے گا کیونکہ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ وہ آگ ہر سرکش و نافرمان کو اس طرح پہچانتی ہوگی جیسے باپ بیٹے کو یا بیٹا باپ کو پہچانتا ہے۔

(کتاب الزھد لاحمد بن حنبل، زہد عمیر بن حبیب بن حماسۃ، الحدیث: ۱۰۴۴، ص ۲۰۵)

لفظِ ''قیامت'' کے پانچ حروف کی نسبت سے بروزِ قیامت شرابی کی (5) سزائیں

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 148 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں'' صَفْحَہ 22 تا 31 پر فقیہ ابو اللّیث نصر بن محمد سَمَرقَندی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی (متوفّٰی ۳۷۵ھ) نے قیامت کے دن شرابی کی مختلف سزاؤں کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ،

قیامت میں شرابی کا حلیہ:

﴿1﴾.....شرابی قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ، آنکھیں نیلی اور زبان سینے پر لٹکتی ہوگی اور اس کا لُعاب (یعنی تھوک) خون کی طرح بہتا ہوگا۔ قیامت کے دن لوگ اس کو پہچانتے ہوں گے۔ پس تم اس کو سلام نہ کرو۔ اگر بیمار ہوجائے تو اس کی عیادت نہ کرو اور جب مرجائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو (جبکہ وہ شراب کو حلال جان کر پیتا ہو) کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بُت پرست کی طرح ہے۔

مردار سے زیادہ بدبُودار:

﴿2﴾.....شرابی قبر سے مردار سے بھی زیادہ بدبُودار حالت میں نکلے گا کہ اس کی گردن میں شراب کی بوتل لٹکی ہوگی اور ہاتھ میں جام ہوگا۔ سانپ اور بچھو اس

کے سارے جسم پر چمٹے ہوں گے۔ اس کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دِماغ کھولتا ہوگا۔ اس کی قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوگی جو فرعون و ہامان کے قریب ہوگی۔

لوہے کے گُرزوں سے استقبال:

﴿3﴾..... قیامت کے دن **زانیوں اور شرابیوں** کو دوزخ کی طرف گھسیٹا جائے گا۔ جب وہ جہنم کے قریب پہنچیں گے تو اُس کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے اور عذاب کے فرشتے لوہے کے گُرزوں سے ان کا استقبال کریں گے اور ان کو دُنیا کے دنوں کی گنتی کے برابر دوزخ میں مارتے رہیں گے پھر انہیں ان کے ٹھکانے پر پہنچادیں گے اور چالیس سال تک جَہَنّمی کے جسم کے ہر عضو پر بچھو ڈنک مارتے رہیں گے اور سانپ اُس کے سر پر ڈستے رہیں گے پھر بھی وہ اپنے مُقَرَّرہ مقام تک نہیں پہنچے گا تو آگ کی لَپَٹ اُسے آخری کنارے تک پہنچادے گی اور فرشتے اسے ماریں گے تو وہ جہنم میں گر جائے گا۔

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ (پ۵، النساء: ۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں۔

پھر وہ پیاس کی شدت سے چلاتے ہوئے کہیں گے: **ہائے پیاس! ہائے**

پیاس! ہمیں پانی کا ایک ہی گھونٹ پلا دو۔ ان پر مقرر عذاب کے فرشتے جہنم کے جوش مارتے اور کھولتے ہوئے پانی کے پیالے ان کے سامنے کریں گے۔ جب شرابی پیالے کو منہ لگائے گا تو اس کے چہرے کا گوشت جھڑ جائے گا۔'' پھر جب وہ کھولتا ہوا پانی اس کے پیٹ میں پہنچے گا تو اس کی آنتوں کو کاٹ دے گا اور وہ اس کے پچھلے مقام سے باہر نکل جائیں گی۔ پھر آنتیں اپنی حالت پر لوٹ آئیں گی پھر دوبارہ عذاب میں گرفتار ہوگا۔ تو یہ ہے شرابی کی سزا۔''

شرابی کی سزاؤں کا خوفناک منظر:

﴿4﴾.....قیامت کے دن **شرابی** اس حال میں آئے گا کہ اس کی گردن میں شراب کا برتن لٹک رہا ہوگا اور اس کے ہاتھ میں لَہْو ولَعِب کا آلہ ہوگا حتی کہ وہ آگ کی سولی پر لٹکا دیا جائے گا تو ایک مُنادی ندا کرے گا: ''یہ فلاں بن فلاں ہے۔'' اس کے منہ سے بدبو خارج ہو رہی ہوگی اور لوگ اس پر لعنت کرتے ہوں گے۔ پھر عذاب کے فرشتے اسے آگ کی سولی سے اُتار کر جہنم میں ڈال دیں گے جہاں ایک ہزار سال تک جلتا رہے گا۔ **پھر پکارے گا: ''ہائے پیاس! ہائے پیاس!''** تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بدبودار پسینہ بھیجے گا تو وہ پکارے گا: ''اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! مجھ سے اس پسینہ کو دور فرما۔'' لیکن ابھی وہ پسینہ دُور نہ ہوگا کہ آگ آجائے گی اور اسے جلا کر راکھ کر دے گی۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو دوبارہ آگ میں سے پیدا فرمائے گا تو وہ کھڑا ہوجائے گا۔اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں بندھے ہوں گے۔اسے زنجیروں کے ذریعے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ پیاس کی وجہ سے چلائے گا تو اسے کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔بھوک کے لئے فریاد کرے گا تو کانٹے دار درخت سے کھلایا جائے گا جو اس کے پیٹ میں جوش مارتا ہوگا۔

(دوزخ کے نگران فرشتے) حضرتِ مالِک عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس آگ کی جوتیاں ہوں گی وہ شرابی کو پہنائیں گے جس سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا یہاں تک کہ ناک اور کان کے راستے بہہ جائے گا۔اس کی داڑھیں انگاروں کی ہوں گی۔اس کے منہ سے آگ کے شُعلے نکلیں گے۔اس کی آنتیں کٹ کٹ کر اس کی شرمگاہ سے گر پڑیں گی۔پھر اسے چنگاریوں اور شعلوں کے ایسے تابوت میں رکھا جائے گا جس کا عذاب ہزار سال کے طویل عرصہ تک ہوگا اور اس تابوت کا دَہانہ تنگ ہوگا۔ اس کے جسم سے پیپ بہتا ہوگا۔اس کا رنگ مُتغَیَّر ہو چکا ہوگا۔وہ فریاد کرے گا: ''اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! آگ نے میرے جسم کو کھالیا ہے۔''

ہلاکت ہے! اس شخص کے لئے کہ جب وہ فریاد کرے گا تو اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔جب وہ نِدا کرے گا تو اسے جواب نہیں دیا جائے گا۔اس کے بعد پیاس کی فریاد کرے گا تو حضرتِ مالک عَلَیْہِ السَّلَام اسے کھولتا ہوا پانی پینے کو دیں

گے۔شراب خور جب اسے پکڑے گا تو اس کی انگلیاں کٹ کر گر پڑیں گی اور جب اس کو دیکھے گا تو اس کی آنکھیں بہہ پڑیں گی اور رُخسار کا گوشت گر پڑے گا۔

پھر ہزار سال کے بعد تابوت سے نکالا جائے گا اور ایسے قید خانے میں ڈالا جائے گا جس میں مٹکے کی مانند سانپ اور بچھو ہوں گے۔ وہ اسے اپنے پاؤں تلے روندیں گے۔ پھر اس کے سر پر آگ کا پتھر رکھا جائے گا۔اس کے بدن کے جوڑوں میں لوہا چڑھا دیا جائے گا۔اس کے ہاتھوں میں زنجیریں اور گردن میں طوق ہوگا پھر اسے ہزار سال کے بعد قید خانے سے نکالا جائے گا تو عذاب کے فِرِشتے اسے پکڑ کر ''**وَیْل**'' نامی وادی کی طرف لے چلیں گے۔ **یہ جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے جو دیگر وادیوں سے زیادہ گرم اور زیادہ گہری ہے۔اس کے سانپ بچھو بھی زیادہ ہیں۔شرابی ہزار سال تک اس وادی میں جلتا رہے گا۔**

﴿5﴾.....شرابی اپنی قبر سے اس حال میں اُٹھے گا کہ اس کی پِنڈلیاں سوجی ہوئی ہوں گی اور اس کی زبان اس کے سینے پر لٹکی ہوئی ہوگی اور اس کے پیٹ میں آگ آنتوں کو کھا رہی ہوگی تو وہ بلند آواز سے چیخے چلائے گا جس سے ساری مخلوق گھبرا جائے گی جبکہ بچھو اس کے گوشت پوست میں ڈستے ہوں گے۔اسے آگ کے جوتے پہنا دیئے جائیں گے جس سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا۔**شرابی** جہنم میں فرعون و ہامان کے قریب ہوگا تو جس نے شرابی کو ایک لُقمہ کھلایا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ

اس کے جسم پر سانپ اور بچھو مُسلَّط کر دے گا اور جس نے اس کی کوئی حاجت پوری کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی اور جس نے اس کو بطورِ قرض کوئی چیز دی اس نے قَتلِ مُسلِم پر اعانت کی اور جس نے اس کی مجلس اختیار کی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو اَندھا اُٹھائے گا کہ اس کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی اور شرابی سے نکاح نہ کرو۔ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرو۔ شرابی پر تَورات، زَبور، اِنجیل اور قرآن مجید میں لعنت کی گئی ہے۔ جس نے (حلال سمجھ کر) شراب پی، اس نے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر نازل کردہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے تمام (احکام) کو جھٹلا دیا اور شراب کو کافر ہی حلال ٹھہراتا ہے اور مَیں (یعنی امام الانبیا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اس سے بیزار ہوں۔ پھر یہ کہ شرابی پیاسا مرے گا اور وہ ہزار سال تک فریاد کرتا رہے گا: ہائے پیاس! ہائے پیاس! اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! شرابی قیامت میں جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فِرِشتوں سے فرمائے گا: ''اے فرشتو! اسے پکڑ لو۔'' تو اس کے سامنے ستّر ہزار فِرِشتے ظاہر ہوں گے اور اسے منہ کے بَل گھسیٹیں گے۔ (پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:) ''مَیں تمہیں مزید بتاتا ہوں کہ جس شخص کے دل میں قرآنِ مجید کی سو آیات ہوں اور وہ شراب پی لے تو قیامت کے دن قرآنِ مجید کا ہر حرف آ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس شرابی سے جھگڑا کرے گا اور جس سے قرآنِ مجید نے جھگڑا کیا یقیناً وہ ہلاک ہو گیا۔''

شرابی اور جنتی شراب:

اُن مومنین کو جنت میں شراب طَہُور پلائی جائے گی جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے دنیا میں نشہ آور شراب کے قریب بھی نہ جائیں گے اور دنیاوی شراب کے نشے میں دُھت ہوجانے والے شرابی اگر توبہ کئے بغیر اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے تو جنَّت کی اس شراب طَہور سے محروم رہیں گے۔ چنانچہ،

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے، **جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ کئے بغیر مر گیا تو وہ آخرت میں شرابِ (طہور) نہ پیئے گا۔**'' (صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر وان کل خمر حرام، الحدیث: ۲۰۰۳، ص ۱۱۹۹)

شرابی اور جنت کی خوشبو:

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت کی خوشبو پانچ سَو سال کی مَسافت سے سونگھی جائے گی لیکن **اپنے عمل پر فخر کرنے والا، نافرمان اور شراب کا عادی جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔**'' (المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۴۰۹، الجزء الاول، ص ۱۴۵) اور بعض روایات میں ہے کہ شرابی پر صرف جنت کی خوشبو ہی نہیں بلکہ اس پر جنت کی ہر نعمت حرام ہو

گی۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام محمد بن **عبد اللہ** حاکم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''چار قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ نہ تو انہیں جنت میں داخل کرے اور نہ ہی اس کی نعمتیں چکھائے: (۱) شراب کا عادی (۲) سود کھانے والا (۳) بغیر حق کے یتیم کا مال کھانے والا اور (۴) والدین کا نافرمان۔'' (المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض الرجل المسلم، الحدیث: ۲۳۰۷، ج ۲، ص ۳۳۸)

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**شراب کا عادی جنت میں داخل ہوگا نہ والدین کا نافرمان اور نہ ہی اِحسان جتانے والا**۔'' حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''یہ فرمانِ اقدس مجھ پر بہت گراں گزرا کہ مومنین بھی گناہوں میں مُبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے والدین کے نافرمان کے متعلق یہ حکمِ قرآنی پایا:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ (پ ۲۶، محمد: ۲۲)

ترجمۂ کنز الایمان: تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔

اور احسان جتانے والے کے مُتعلّق یہ آیتِ مُبارکہ پائی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔

(پ۳، البقرۃ: ۲۶۴)

اور شراب کے متعلق یہ فرمانِ باری تعالیٰ پایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۹۰ (پ۷، المائدۃ: ۹۰)

ترجمۂ کنزالایمان: شراب اور جُوا اور بُت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۷۰۱، ج۱۱، ص۸۲)

یاد رکھئے کہ شراب کے عادی سے مُراد یہ نہیں جو ہمیشہ شراب پیتا رہے بلکہ مُراد یہ ہے کہ جب اسے شراب مُیَسَّر ہو تو وہ پی لے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف کی وجہ سے شراب پینے سے باز نہ آئے۔ (بَحرُ الدُّموع، ص۱۶۷)

کرلے توبہ ربّ کی رحمت ہے بڑی:

پیارے اسلامی بھائیو! توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے پہلے اپنے

مہربان ربّ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی سے بچنے کے لئے شراب نوشی سے توبہ کر لیجئے۔ افسوس ہے اس شخص پر جس نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہوا۔ جب تک جسم میں روح موجود ہے توبہ میں جلدی کیجئے کیونکہ موت یقینی ہے اور سر پر کھڑی ہے۔ توبہ میں جلدی کیجئے اس سے پہلے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ چنانچہ،

توبہ کا دروازہ:

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے توبہ کے لیے مغرب میں ایک دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی ستر سال کی راہ ہے وہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔

(سنن الترمذی، مسند الکوفیین، حدیث صفوان بن عسال، الحدیث: ۳۵۳۶، ج۶، ص۳۱۶)

کر لے توبہ ربّ کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہو گی کڑی

شرابی ولی بن گیا:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1548 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''فیضانِ سنّت'' جلد اول صَفْحَہ 105 پر ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی توبہ سے قَبل بَہُت بڑے شرابی تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ

تَعَالٰی عَلَیْہ ایک مرتبہ شراب کے نشے میں دُھت کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک کاغذ پر نظر پڑی جس پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھا ہوا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تعظیماً اُٹھا لیا اور عطر خرید کر **مُعَطَّر** کیا پھر اُسے ایک بُلند جگہ پر اَدَب کے ساتھ رکھ دیا۔

اُسی رات ایک بُزُرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے خواب میں سُنا کہ کوئی کہہ رہا ہے: ''جاؤ! بِشر سے کہہ دو کہ تم نے میرے نام کو **مُعَطَّر** کیا، اُس کی تَعظِیم کی اور اسے بُلند جگہ رکھا ہم بھی تمہیں پاک کریں گے۔'' اُن بُزُرگ نے دِل میں سوچا کہ بِشر تو شرابی ہے۔ شاید مجھے خواب میں غَلَط فہمی ہوئی ہے۔ چُنانچِہ اُنہوں نے وُضو کیا، نَفْل پڑھے اور پھر سو رہے۔ دُوسری اور تیسری بار بھی یہی خواب دیکھا اور یہ بھی سُنا کہ ''ہمارا یہ پَیغام بِشر ہی کی طرف ہے، جاؤ! اُنہیں ہمارا پَیغام پہنچا دو!'' چُنانچِہ وہ بُزُرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرتِ بِشر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تلاش میں نکل پڑے۔ ان کو پتا چلا کہ وہ شراب کی مَحفِل میں ہیں تو وہاں پہنچے اور بِشر کو آواز دی۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ تو نَشے میں بدمست ہیں! اُنہوں نے کہا: ''اُنہیں جا کر کِسی طرح بتا دو کہ ایک آدمی آپ کے نام کوئی پَیغام لایا ہے اور وہ باہَر کھڑا ہے۔'' کِسی نے جا کر اندر خبر دی۔ حضرت سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے فرمایا: ''اُس سے پوچھو کہ وہ کِس کا پیغام لایا ہے؟'' دَریافْت کرنے پر وہ بُزُرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی

عَلَیْہ فرمانے لگے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کا پیغام لایا ہوں۔'' جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو یہ بات بتائی گئی تو جُھوم اُٹھے اور فوراً ننگے پاؤں باہر تشریف لے آئے پَیغامِ حق سُن کر سچّے دِل سے تَوبہ کی اور اُس بُلند مقام پر جا پہنچے کہ مُشاہَدۂ حق کے غَلَبہ کی شِدَّت سے ننگے پاؤں رہنے لگے۔ اِسی لئے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حافی (یعنی ننگے پاؤں والا) کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص ۲۸) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

باادب بانصیب بے ادب بے نصیب:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام لکھے ہوئے کاغذ کے ٹکڑے کا اَدَب کرنے سے ایک سخت گُنہگار اور شرابی **ولیُّ اللہ** بن گیا تو جن کے دِلوں میں **ربُّ الْاَنام** عَزَّوَجَلَّ کا نام کندہ (کَنْ۔دَہْ) ہے اور جن کے قُلوب **ذِکرُ اللہ** سے مَعْمُور ہیں اُن نُفُوسِ قُدْسِیَّہ کے اَدَب کے سبب ہم گنہگار، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کَرَم سے کیوں بَہرہ وَر نہ ہوں گے؟ نیز جو تمام اولیا و انبیا کے بھی آقا ہیں یعنی سیِّدُ الانبیا، اَحمدِ مُجتبٰے، محمدِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِن کا اَدَب ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو کِس قدر مَحبوب ہوگا۔ یقیناً کِسی شان والے کے نام کا ادب اَجر و ثَواب کا مُوجِب ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا بِشرِ حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی نے اللہ

ربُّ العزّت عَزَّوَجَلَّ کے نام کا اَدَب کیا تو عظمت پائی۔ تو آج ہم اگر شَہَنشاہِ عالی نَسب، سُلطانِ عرب، محبوبِ ربّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نامِ پاک کا ادَب کریں، جہاں سُنیں تو چُوم کر آنکھوں سے لگالیں تو کیونکر عِزّت نہ پائیں گے؟ حضرت سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی نے جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام دیکھا وہاں عِطر لگایا تو پاک ہو گئے، ہم بھی جہاں ذِکرِ رِسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہو وہاں عَرَقِ گلاب چھڑکیں تو کیوں پاک نہ ہوں گے؟

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بُو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے
عاصیو! تھام لو دامن اُن کا
وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

(حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شرابی کی بخشش ہوگئی:

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ''فیضانِ سنت'' جلد اول صَفْحَہ 95 میں ایک واقعہ ایسا بھی نقل فرمایا ہے جس میں ایک شرابی کی مغفرت کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ،

آپ نَقْل فرماتے ہیں کہ ایک نیک آدمی نے اپنے بھائی کو نشہ کرنے کے باعث اپنے پاس بلا کر سزا دی، واپسی میں وہ پانی میں ڈوب کر فوت ہو گیا۔ جب اُسے دفن کر چکے تو اُسی رات اُس نیک شخص نے خواب دیکھا کہ اس کا مرحوم بھائی جنّت میں ٹہل رہا ہے۔ اُس نے پوچھا: ''**تُو تو شرابی تھا اور نشہ ہی کی حالت میں مَرا پھر تجھے جنّت کیسے نصیب ہوئی؟**''

وہ کہنے لگا: ''آپ سے مار کھانے کے بعد جب میں واپس ہوا تو راہ میں ایک کاغذ دیکھا جس پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تحریر تھا، میں نے اسے اٹھایا اور نگل لیا۔ پھر پانی میں گر گیا اور دم نکل گیا۔ جب قَبْر میں پہنچا تو مُنکَر نکیر کے سُوالات پر میں نے عرض کیا، آپ مجھ سے سُوالات فرما رہے ہیں، حالانکہ میرے پیارے پَروَرْدگار عَزَّوَجَلَّ کا پاک نام میرے پیٹ میں موجود ہے۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی، **صَدَقَ عَبْدِی قَدْ غَفَرْتُ لَہ**، یعنی میرا بندہ سچ کہتا ہے بے شک میں نے اِسے بَخْش دیا۔ (نُزْھَۃُ المجالس، ج اوّل، ص ۴۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری **مَغْفِرت** ہو۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کوئی نامۂ اعمال کی سیاہی کی وجہ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے اس قدر دور ہو جائے کہ اسے زندگی بھر توبہ

کا موقع نہ ملے تو اس کے انجام پر سوائے افسوس کے کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ،

بھیانک تبریں:

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 32 صَفحات پر مشتمل رسالے، ''**کفن چوروں کے انکشافات**'' **صَفْحَہ** 5 تا 8 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں کہ ایک بار خلیفہ عبدالملک کے پاس ایک شخص گھبرایا ہوا حاضر ہوا اور کہنے لگا: ''عالی جاہ! میں بے حد گنہگار ہوں اور جاننا چاہتا ہوں کہ میرے لئے مُعافی بھی ہے یا نہیں؟'' خلیفہ نے کہا: ''کیا تیرا گناہ زمین و آسمان سے بھی بڑا ہے؟'' اُس نے کہا: ''بڑا ہے۔'' خلیفہ نے پوچھا: ''کیا تیرا گناہ لوح و قلم سے بھی بڑا ہے؟'' جواب دیا: ''بڑا ہے۔'' پوچھا: ''کیا تیرا گناہ عرش و کرسی سے بھی بڑا ہے؟'' جواب دیا: ''بڑا ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''بھائی یقیناً تیرا گناہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے تو بڑا نہیں ہو سکتا۔'' یہ سن کر اس کے سینے میں تھما ہوا طوفان آنکھوں کے ذَرِیعے اُمنڈ آیا اور وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ خلیفہ نے کہا: ''بھئی آخر مجھے پتا بھی تو چلے کہ تمہارا گناہ کیا ہے؟'' اِس پر اُس نے کہا: ''حضور! مجھے آپ کو بتاتے ہوئے بے حد ندامت ہو رہی ہے تاہم عرض کیے دیتا ہوں، شاید میری توبہ کی کوئی صورت نکل آئے۔''

یہ کہہ کر اس نے اپنی داستانِ دہشت نشان سنانی شروع کی۔ کہنے لگا: عالی جاہ! میں ایک کفن چور ہوں۔ آج رات میں نے پانچ قبروں سے عبرت حاصل کی اور توبہ پر آمادہ ہوا۔

شرابی کا انجام:

کفن چُرانے کی غرض سے میں نے جب پہلی قبر کھودی تو مُردے کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا تھا۔ میں خوفزدہ ہو کر جوں ہی پلٹا کہ ایک غیبی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ کوئی کہہ رہا تھا: ''اِس مردے سے عذاب کا سبب تو دریافت کر لے۔'' میں نے گھبرا کر کہا: ''مجھ میں ہمّت نہیں، تم ہی بتاؤ!'' آواز آئی: ''یہ شخص شرابی اور زانی تھا۔''

قبر روزانہ یہ کرتی ہے پُکار
مجھ میں ہیں کیڑے مکوڑے بیشمار

خنزیر نُما مردہ:

دوسری قبر کھودی تو ایک دل ہلا دینے والا منظر میری آنکھوں کے سامنے تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مُردہ کا منہ خِنزیر جیسا ہو چکا ہے اور طوق و زنجیر میں جکڑا ہوا ہے۔ غیب سے آواز آئی: یہ جھوٹی قسمیں کھاتا اور حرام روزی کماتا تھا۔

یاد رکھ میں ہوں اندھیری کوٹھڑی
تجھ کو ہو گی مجھ میں سُن وَحشت بڑی

میرے اندر تُو اکیلا آئے گا
ہاں مگر اعمال لیتا آئے گا

آگ کی کیلیں:

تیسری قبر کھودی تو اس میں بھی ایک بھیانک منظر تھا۔ مردہ گُدّی کی طرف زَبان نکالے ہوئے تھا اور اس کے جسم میں آگ کی کیلیں ٹُھکی ہوئی تھیں۔ غیبی آواز نے بتایا: یہ غیبت کرتا، چغلی کھاتا اور لوگوں کو آپس میں لڑواتا تھا۔

نرم بستر گھر پہ ہی رہ جائیں گے
تجھ کو فرشِ خاک پر دفنائیں گے

آگ کی لپیٹ میں:

چوتھی قبر کھودی تو میری نگاہوں کے سامنے ایک بے حد سنسنی خیز منظر تھا! مُردہ آگ میں اُلٹ پلٹ ہو رہا تھا اور فرشتے اس کو آگ کے گُرزوں (یعنی آتشیں ہتھوڑوں) سے مار رہے تھے۔ مجھ پر ایک دم دہشت طاری ہوگئی اور میں بھاگ کھڑا ہوا۔ مگر میرے کانوں میں ایک غیبی آواز گونج رہی تھی کہ یہ بدنصیب نَماز اور روزۂ رَمَضان میں سُستی کیا کرتا تھا۔

جوانی میں توبہ کا انعام:

پانچویں قبر جب کھودی تو اسکی حالت گزشتہ چاروں قبروں سے بالکل برعکس

تھی۔قبر حدِ نظر تک وسیع تھی، اندر ایک تخت پر خُوبرُو نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔غیبی آواز نے بتایا: اِس نے جوانی میں توبہ کرلی تھی اور نماز وروزہ کا سختی سے پابند تھا۔

(تذکرۃ الواعظین، ص ۶۱۲ تا ۶۱۵)

جو مسلمان بندہ نیکوکار ہے
ربّ کے محبوب کا عاشقِ زار ہے
قبر بھی اُس کی جنّت کا گلزار ہے
باغِ فردوس کا بھی وہ حقدار ہے

شرابی کی ہدایت کا سبب:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 413 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''عیونُ الحکایات (مُترجَم)'' حصہ اول صَفْحَہ 164 پر ہے کہ حضرت سیدنا یوسُف بن حسن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ذوالنون مِصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے موجود تھا۔اچانک ہماری نظر ایک بہت بڑے بچھو پر پڑی جو تالاب کے کنارے بیٹھا ہوا تھا، اتنی دیر میں ایک بڑا سا مینڈک تالاب سے نکلا اور وہ اس بچھو کے قریب کنارے پر آ گیا۔بچھو اس مینڈک پر سوار ہوا اور مینڈک اسے لے کر تیرتا ہوا تالاب کے دوسرے کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔یہ منظر دیکھ کر حضرت سیدنا ذوالنون مصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے مجھ سے فرمایا: ''چلو! ہم بھی

تالاب کے دوسرے کنارے چلتے ہیں اس طرف ضرور کوئی عجیب وغریب واقعہ پیش آنے والا ہے۔'' چنانچہ،

ہم بھی تالاب کے دوسرے کنارے پہنچے، کنارے پر پہنچ کر مینڈک نے بچھو کو اتارا تو وہ تیزی سے ایک سَمت چلنے لگا۔ ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے، کچھ دور جا کر ہم نے ایک عجیب وغریب خوفناک منظر دیکھا۔ **ایک نوجوان نشے کی حالت میں بے ہوش پڑا ہے اور ایک اژدھا اس نوجوان کی جانب بڑھ رہا ہے،** اس اژدھے نے نوجوان کے سینے پر چڑھ کر جیسے ہی اسے ڈسنا چاہا بچھو نے اس پر حملہ کیا اور اس کو ایسا زہریلا ڈنک مارا کہ وہ اژدہا تڑپنے لگا اور نوجوان کے جسم سے دور ہٹ گیا، پھر تڑپ تڑپ کر مر گیا، جب سانپ مر گیا تو بچھو واپس تالاب کی طرف گیا۔ وہاں مینڈک پہلے ہی موجود تھا۔ اس پر سوار ہو کر بچھو دوبارہ دوسرے کنارے کی طرف چلا گیا۔

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

ہم اس نوجوان کے پاس آئے، وہ ابھی تک نشے کی حالت میں بے ہوش پڑا تھا۔ حضرت سیدنا ذوالنون مصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اس شخص کو ہلایا تو اس نے آنکھیں کھول دیں، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''اے نوجوان! دیکھ

تیرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے کس طرح تیری جان بچائی ہے، یہ جو مردہ سانپ تم دیکھ رہے ہو، یہ تجھے ہلاک کرنے آیا تھا لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیری حفاظت اس طرح کی کہ تالاب کے دوسرے کنارے سے ایک بچھو نے آکر اس اژدھے کو مار ڈالا اور اس طرح تو محفوظ رہا۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس نوجوان کو سارا واقعہ بتایا اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

یَا غَافِلًا وَ الْجَلِیلُ یحْرُسُه مِنْ

کُلِّ سُوْءٍ یَدُوْرُ فِی الظُّلَمِ

کَیْفَ تَنَامُ الْعُیُوْنُ عَنْ مَلِکٍ

یَاْتِیْکَ مِنْه فَوَائِدُ النِّعَمِ

ترجمہ: اے غافل! (اُٹھ) ربِّ جلیل (اپنے بندے کی) ہر اس برائی سے حفاظت کرتا ہے جو اندھیروں میں گھومتی ہے، پھر تیری آنکھیں اس مالکِ حقیقی سے غافل ہو کر کیوں سو گئیں جس کی طرف سے تجھے نعمتوں کے فائدے پہنچتے ہیں۔

نوجوان نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی زبانِ بااثر سے جب یہ حکمت بھرے اشعار سنے تو وہ خوابِ غفلت سے جاگ گیا اور اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تائب ہو کر کہنے لگا: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جب تو اپنے نافرمان بندوں کے ساتھ ایسا رحمت بھرا برتاؤ کرتا ہے تو اپنے اطاعت گزار بندوں پر تیری رحمت کی برسات کس قدر ہوتی ہوگی۔''

اس کے بعد وہ نوجوان ایک جانب جانے لگا تو میں نے اس سے پوچھا: ''اے نوجوان! کہاں کا ارادہ ہے؟'' اس نے کہا: ''اب میں جنگلوں میں اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کروں گا اور خدا کی قسم! میں آئندہ کبھی بھی دنیا کی رنگینیوں کی طرف اِلتفات نہ کروں گا اور شہر کی طرف کبھی بھی قدم نہ بڑھاؤں گا۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ نوجوان جنگل کی طرف روانہ ہوگیا۔

تھام لے دامن شاہِ لولاک تُو
سچّی تَوبہ سے ہو جائے گا پاک تُو
جو بھی دنیا سے آقا کا غم لے گیا
وہ تو بازی خدا کی قسم لے گیا

ہم کیوں پریشان ہیں؟

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مزید فرماتے ہیں کہ **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ!** ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کا ہر کام **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوشنودی کے لئے ہونا چاہئے۔ مگر افسوس! آج ہماری اکثریت نیکی کے راستے سے دُور ہوتی جارہی ہے، شاید اِسی وجہ سے ہمیں طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا ہے۔ کوئی بیمار ہے تو

کوئی قرضدار، کوئی گھریلو ناچاقیوں کا شکار ہے تو کوئی تنگ دست و بے روزگار، کوئی اولاد کا طلبگار ہے تو کوئی نافرمان اولاد کی وجہ سے بیزار۔ **اَلغَرَض** ہر ایک کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ (پ۲۵، الشوری ۳۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو مُعاف فرمادیتا ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً دنیا و آخرت کی ہر پریشانی کا حل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری میں ہے۔ منقول ہے: **مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَه** یعنی ''جو شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرماں بردار بن جاتا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کا کارساز و مددگار بن جاتا ہے۔''

(تفسیر روح البیان، سورۃ لقمان، تحت الآیۃ: ۴ ج ۷ ص ۶۴)

نماز کی برکتیں:

مسلمانوں کے لیے سب سے پہلا فرض نماز ہے مگر افسوس کہ آج ہماری مسجدیں ویران ہیں۔ یقیناً نماز دین کا ستون ہے، نَماز **اللہ** تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ہے، نَماز سے رحمت نازِل ہوتی ہے، نَماز سے گناہ معاف ہوتے ہیں، نَماز

بیماریوں سے بچاتی ہے۔نَماز دعاؤں کی قبولیت کا سبب ہے،نَماز سے روزی میں بَرَکت ہوتی ہے،نَماز اندھیری قبر کا چراغ ہے،نَماز عذاب قبر سے بچاتی ہے،نَماز جنت کی کنجی ہے،نَماز پل صراط کے لیے آسانی ہے،نَماز جہنَّم کے عذاب سے بچاتی ہے، نَماز میٹھے میٹھے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔نَمازی کو تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شَفاعت نصیب ہوگی اورنَمازی کے لیے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اسے بروزِ قیامت اللہ تعالٰی کا دیدار ہوگا۔

بےنَمازی کا ہولناک انجام:

بےنَمازی سے اللہ تعالٰی ناراض ہوتا ہے۔جو جان بوجھ کر ایک نَماز چھوڑ دیتا ہے اُس کا نام جہنَّم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے۔نَماز میں سستی کرنیوالے کو قبر اس طرح دبائے گی کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی،اُس کی قبر میں آگ بھڑکا دی جائے گی اوراُس پر ایک گنجا سانپ مُسَلَّط کر دیا جائے گا نیز قیامت کے روز اس کا حساب سختی سے لیا جائے گا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر آپ واقعی نماز،روزہ و دیگر عبادات کی پابندی کے ساتھ ساتھ شراب و دیگر برائیوں سے بچنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے مَدَنی

ماحول سے وابستہ ہوجایئے۔ چنانچہ دعوت اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے بے شمار گناہگاروں کو توبہ کی توفیق ملی۔ چنانچہ،

شرابی، مبلغ کیسے بنا؟

بابُ المدینہ (کراچی) کے علاقہ کھارادر کے مقیم اسلامی بھائی کا کچھ اس طرح بیان ہے: ہمارے علاقے میں ایک انتہائی بدکردار شخص رہائش پذیر تھا وہ اپنی حرکتوں کی وجہ سے بہت بدنام تھا، لوگ اسے بہت سمجھاتے مگر اس کے کانوں پر جوں تک نہ رینگتی۔ دیگر برائیوں کے ساتھ ساتھ دن رات شراب کے نشے میں بدمست رہا کرتا۔ اس کے شب و روز بحرِ گُناہ میں غوطہ زنی کرتے گزر رہے تھے کہ ایک دن کسی اسلامی بھائی نے اُسے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اِجتماع میں شرکت کی دعوت دی۔ اس کی خوش نصیبی کہ وہ اجتماع میں شریک ہوگیا۔

جونہی اجتماع میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا سنتوں بھرا بیان شروع ہوا وہ سراپا اشتیاق بن گیا۔ جب رقت انگیز بیان کی تاثیر کانوں کے راستے اس کے دل میں اُتری تو وہاں سے ندامت کے چشمے پھوٹ نکلے جو آنکھوں کے راستے آنسوؤں

کی صورت میں بہنے لگے۔ خوفِ خدا کے سبب اس پر اتنی رِقّت طاری ہوئی کہ بیان کے ختم ہوجانے کے بعد بھی وہ بہت دیر تک سر جھکائے زار و قطار روتا رہا۔

پھر اس نے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ہاتھ پر بیعت ہوکر حُضور غوثِ اعظم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کی غلامی کا پٹّا اپنے گلے میں ڈال لیا۔ اس نے اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کر کے شراب کو ہمیشہ کے لیے ترک کرنے کا اِرادہ کرلیا۔ اچانک شراب چھوڑنے کی وجہ سے ان کی طبیعت شدید خراب ہوگئی، کسی نے انہیں مشورہ بھی دیا کہ شراب یک دَم نہیں چھوڑی جاسکتی لہٰذا فی الحال تھوڑی بہت پی لیا کرو، تھوڑا سکون مل جائے گا پھر کم کرتے کرتے چھوڑ دینا، لیکن انہوں نے شراب پینے سے صاف انکار کردیا اور تکلیفیں اٹھا کر شراب سے چھٹکارا پاہی لیا۔ پانچوں نمازیں مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کو اپنا معمول بنالیا اور چہرے پر سنت کے مطابق داڑھی شریف بھی سجالی۔ دعوتِ اسلامی کے سنّتوں بھرے مَدَنی ماحول نے ان کی زندگی بدل کر رکھ دی۔ دن بھر سنت کے مطابق سفید لباس میں ملبوس نظر آتے، ہفتے میں ایک دن علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت میں شریک ہوتے۔ دعوتِ اسلامی کا مدَنی کام کرنے کی برَکت سے انہیں ایسی ملنساری نصیب ہوئی کہ جو کوئی ان سے ملتا، ان کا گرویدہ ہوجاتا۔

ایک دن اچانک ان کی طبیعت خراب ہوگئی انہیں ہسپتال میں داخل کروادیا

گیا، کثرتِ قے واِسہال (دست) کی وجہ سے نڈھال ہو گئے۔ ان کی حالت دیکھ کر یہی محسوس ہوتا تھا کہ شاید اب صحت یاب نہ ہوسکیں گے۔ شام کے وقت اچانک بلند آواز سے کلمہ طیبہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** پڑھا اور ان کی روح قَفَسِ عُنصری سے پرواز کر گئی۔ جب ان کے انتقال کی خبر علاقے میں پہنچی تو ان سے محبت رکھنے والا ہر اسلامی بھائی اداس اور مغموم دکھائی دینے لگا۔ اس مبلغِ دعوت اسلامی کے جنازے میں کثیر اسلامی بھائی شریک ہوئے۔ **اُن کی نماز جنازہ ان کے پیرومرشد، شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **نے پڑھائی۔** اسلامی بھائی مُرید کے جنازے پر مُرشد کی آمد پر فرطِ رشک سے اشکبار ہو گئے۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفرت ہو۔

آمین بجاہِ النبی الکریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

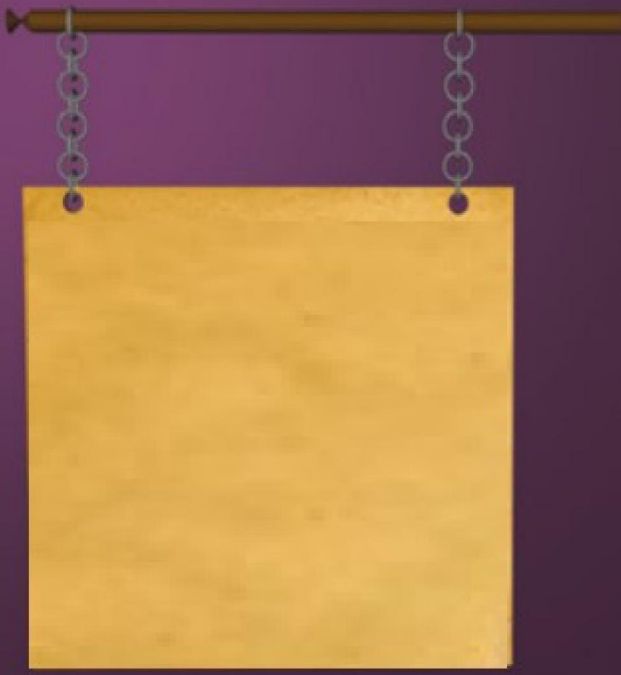
یا ربّ ! دل مسلم کو وہ زندہ تمنّا دے
جو قلب کو گرما دے ، جو روح کو تڑپا دے
پھر وادیٔ فاراں کے ہر ذرے کو چمکا دے
پھر شوقِ تماشا دے ، پھر ذوقِ تقاضا دے

محروم تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے ، اوروں کو بھی دِکھلا دے
بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وُسعتِ صحرا دے
پیدا دلِ ویراں میں پھر شورشِ محشر کر
اس محملِ خالی کو پھر شاہد لیلا دے
اس دور کی ظُلمت میں ہر قلب پریشاں کو
وہ داغِ محبت دے جو چاند کو شرما دے
رِفعت میں مقاصد کو ہمدوشِ ثُریا کر
خود داریٔ ساحل دے ، آزادیٔ دریا دے
بے لَوث محبت ہو ، بے باک صداقت ہو
سینوں میں اجالا کر ، دل صورتِ مینا دے
احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے
میں بُلبلِ نالاں ہوں اِک اُجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں ، محتاج کو داتا دے !

Go To Index

گناہوں کی پہچان اور ان کی نحوستوں سے نجات دلانے والا ایک منفرد تحریری بیان

گناہوں کی نحوست



پیش کش: مرکزی مجلس شوریٰ
(دعوت اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

گناہوں کی نحوست (1)

درودِ پاک کی فضیلت

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر دُرود پڑھ کر آراستہ کرو کہ تمہارا مجھ پر دُرود پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لیے نُور ہو گا۔ (2)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آغاز تو اچھا تھا مگر انجام بہت ہی برا

ایک شخص بِستَر پر لیٹا غَفْلَت کی گہری نیند سو رہا تھا کہ خوابوں کی دنیا میں پہنچ گیا، کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک وسیع و عریض، سرسبز و شاداب جنگل میں ہے، جنگل کا

1 مُبَلِّغِ دعوتِ اسلامی و نگران مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مَدَّ ظِلُّہُ العَالِی نے یہ بیان ۱۴۲۶ھ بمطابق 2005ء کو ہند (انڈیا) میں تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماع میں فرمایا۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ بمطابق 23 فروری 2013ء کو ضروری ترمیم واضافے کے بعد تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شعبہ رسائل دعوتِ اسلامی **مجلس المدینۃ العلمیہ**)

حُسن جوبَن پر ہے، ہر طرف عَجَب خوش رنگ پھول کِھلے ہیں جن سے ٹکرا کر آتی خُنک (ٹھنڈی) ہوا کے جھونکے مَشامِ جاں کو مُعطّر کر رہے ہیں، رنگ برنگے پرندوں کی چہچہاہٹ مَنظر میں مزید رنگ بھر رہی ہے، وہ جنگل کے ان حسین نَظّاروں میں کچھ اس طرح کھو گیا کہ اسے جنگل کی وَحشَت کا اِحساس رہا نہ جنگلی درندوں کا کوئی ڈر۔ وہ شخص ان خوبصورت مَناظِر کی دِل کشی و رَعنائی سے لُطف اَندوز ہوتے ہوئے جنگل میں چلتا جارہا تھا کہ دفعتاً اسے اپنے پیچھے کچھ آہٹ محسوس ہوئی، مُڑ کر جو دیکھا تو گھات لگائے ایک خوفناک شیر نظر آیا، شیر کو دیکھ کر گویا اس کے **پاؤں تلے سے زمین نکل گئی** اور وہ گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا مگر شیر بھی آخر شیر تھا، اپنے شِکار کا کہاں پیچھا چھوڑنے والا تھا، وہ بھی اس کے پیچھے ہو لیا گویا کہ اسے جان بوجھ کر بھاگنے کا موقع دے رہا ہو کہ آخر مجھ سے بچ کر کہاں جاؤ گے؟ بھاگ لو جہاں تک بھاگنا ہے۔ وہ شخص شیر سے پیچھا چھڑانے کی فکر میں اندھا دھند بھاگے چلا جارہا تھا کہ اتنے میں ایک گہرا گڑھا آڑے آ گیا، اس نے گڑھے میں جھانک کر دیکھا تو اندر ایک بَہُت بڑا سانپ منہ کھولے بیٹھا نظر آیا! اب تو یہ مزید ڈرا کہ کرے تو کیا کرے! پیچھے خوفناک شیر ہے تو آگے گڑھے میں خطرناک سانپ۔۔!

ابھی اسی اُدھیڑ بن میں تھا کہ اُسے ایک بَہُت بڑا دَرَخت نظر آیا جس کی بَہُت سی مَضبُوط شاخیں زمین پر لٹک رہی تھیں، جان بچانے کی خاطر اس کے ذِہن

میں دَرَخت پر چڑھنے کا خیال آیا تو فوراً ایک شاخ پکڑ کر اس پر چڑھ بیٹھا گویا یہ شاخ اس کے لئے حَیاتِ نَو (نئی زِندَگی) کا پیغام ثابت ہوئی۔ ابھی اس نے شیر اور سانپ سے جان بچ جانے کی خوشی میں سانس بھی نہ لیا تھا کہ اسے محسوس ہوا جس شاخ پر وہ بیٹھا ہے کوئی اسے کُتَرنے کی کوشش کر رہا ہے، غور سے دیکھنے پر اسے معلوم ہوا کہ جس شاخ پر وہ جان بچانے کی غرض سے بیٹھا تھا، چوہے نُما دو چھوٹے چھوٹے جانور مِل کر اُسے کُتَرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ان جانوروں میں سے ایک دِن کی روشنی کی مانند سفید اور دوسرا رات کی تاریکی کی طرح سیاہ تھا، ان دونوں جانوروں کو چوہوں کی طرح حقیر جانتے ہوئے کہ بھلا ان کی کیا اوقات کہ اتنی مضبوط شاخ کو کاٹ سکیں، اس نے کوئی پروانہ کی بلکہ جان بچ جانے پر سکھ کا سانس لیا، مگر یہ دیکھ کر کہ شیر بھی اِسی شاخ تَلے آبیٹھا ہے وہ کچھ ضَرور پریشان ہوا لیکن یہ سوچ کر کہ وہ شیر کی پہنچ سے دور ہے اور وہ اس کا کچھ نہیں بِگاڑ سکتا مطمئن ہو گیا۔ اتنے میں اس کی نظر پاس ہی شَہد سے بھرے ایک چھتّے پر پڑی، شَہد دیکھ کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا اور تمام خطرات کو ذہن سے جھٹکتے ہوئے وہ خود کو شَہد کی مِٹھاس سے زیادہ دیر تک دور نہ رکھ پایا اور آخر کسی ترکیب سے شَہد حاصِل کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ وہ شخص شَہد کی لذّت میں کچھ ایسا کھویا کہ اسے نہ تو شاخ کُتَرنے والے چوہے نما جانوروں کا خیال رہا اور نہ ہی نیچے موجود شیر کا۔ مگر

ہونی کو کون ٹال سکتا ہے! جن چوہے نُما جانوروں کو اس نے حقیر جان کر نظر انداز کیا تھا، اُنہوں نے اپنا کام کر دکھایا اور وہ شاخ کاٹنے میں کامیاب ہو ہی گئے، جُونہی شاخ کے چٹخنے کی آواز اس کے کانوں میں پہنچی شَہد کی مٹھاس کڑواہٹ میں بدل گئی، شاخ کیا ٹوٹی وہ شخص دھڑام سے نیچے گرا اور شیر نے ایک ہی وار میں اسے موت کے گھاٹ اتار دیا، وہ لڑھکتا ہوا گڑھے میں گرا تو سانپ نے فوراً اسے اپنے شِکَنجے میں لے کر آہِستہ آہِستہ نگلنا شروع کر دیا۔ اتنے میں اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور سوچنے لگا کہ یہ خواب کیسا تھا جس کا آغاز تو اچّھا تھا مگر اَنجام بَہُت ہی بُرا۔

دنیا ایک خواب ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جن لوگوں کی آنکھوں پر غفلت کی پٹّی بندھی ہوتی ہے ان کیلئے "دُنیا" مذکورہ شخص کے خواب میں نظر آنے والے جنگل کی طرح ہے، وہ دنیا کی رنگینیوں میں مگن ہو کر اپنی ہَستی سے بھی غافِل ہو جاتے ہیں، پھر وہ دنیا کی بے ثباتی سے ڈرتے ہیں نہ جنگل کے درندے کی طرح اِرْدِگِرْد مَنْڈلاتی مَوت کی کوئی پروا کرتے ہیں۔ اگر دُنیا کے اس جنگل میں منگل مناتے ہوئے کبھی یہ احساس پیدا ہوتا بھی ہے کہ شیر کی طرح "**موت**" گھات لگائے بیٹھی ہے تو فوراً راہِ فرار اختیار کرنے کی کوشِش کرتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ "**قبر**" کا

ہولناک گڑھا راستے میں حائل ہے جس میں ان کی بداعمالیاں "**سانپوں**" کی شکل میں منہ کھولے انہیں نگلنے کے لیے تیار بیٹھی ہیں۔ اگر خوش قسمتی سے کسی درخت کی شاخ ہاتھ آجانے سے "**زِندگی**" کی کچھ سانسیں بڑھ جاتی ہیں تو یہ گمان کر کے کہ شاید انہوں نے موت اور قبر سے پیچھا چھڑا لیا ہے سکھ کا سانس لیتے ہیں اور اس بات کی بھی پروا نہیں کرتے کہ انکی زِندَگی کی شاخ کو دو ننھے جانور "**دن، رات**" کی شکل میں آہستہ آہستہ کُتَر رہے ہیں اور بس کسی آن ان کی زِندَگی کی یہ شاخ کٹنے ہی والی ہے، بلکہ شَہد کی صورت میں میٹھی دکھائی دینے والی "**دنیاوی لذتوں**" میں وہ اس قدر کھو جاتے ہیں کہ موت کا ڈر تک باقی نہیں رہتا۔ مگر جب رات دن آہستہ آہستہ ان کی زِندَگی کی شاخ کو کاٹ دیتے ہیں اور انہیں یکدم شاخ کے چٹخنے یعنی عالَمِ نزع میں موت کے فرشتے کی آواز سنائی دیتی ہے تو ان کے اَوسان خطا ہو جاتے ہیں اور وہ ہکّے بکّے رہ جاتے ہیں، آخر زِندَگی کی شاخ کٹتی ہے تو موت کا فرشتہ ان کی رُوح قبض کر لیتا ہے اور ان کا جسم جب قبر کے ہولناک گڑھے میں جاتا ہے تو ان کی بداعمالیاں سانپ کی شکل میں آگے بڑھ کر ان کا استقبال کرتی ہیں۔

وہ ہے عَیش وعِشرت کا کوئی مَحل بھی — جہاں تاک میں ہر گھڑی ہو اَجَل بھی
بس اب اپنے اس جہل سے تُو نکل بھی — یہ جینے کا انداز اپنا بدل بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عِبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

اعمال کی جوابدہی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں یہ زندگی کھیل کود اور تفریح کے لئے نہیں بلکہ ایسے کام کرنے کیلئے دی گئی ہے جن کی بجاآوری سے رِضائے رَبُّ الاَنام حاصِل ہو۔ چنانچہ،

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اِنَّ الدُّنْیَا خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ۔ بے شک دنیا سرسبز و شاداب اور شیریں ہے اور یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ تم کو اس میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہے تاکہ وہ یہ دیکھ سکے کہ تم اس میں کیسے اعمال بجالاتے ہو۔ (1)

پس یاد رکھئے! موت کے بعد ہر شخص اپنی کرنی کا پھل پائے گا، اگر دنیا میں اچھے اعمال کئے ہوں گے تو اس کی جزا پائے گا اور اگر خدانخواستہ نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر زِندگی گناہوں میں بسر کی تو جہنّم کی سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝ (پ۳۰، الزلزال: ۷، ۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ بھر بُرائی کرے اسے دیکھے گا۔

1 ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ النساء، ۴/ ۳۵۷، حدیث: ۴۰۰۰

گناہوں کے عذاب سے مُتَعَلِّق 5 آیاتِ مقدسہ

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بندوں کو اپنی ربوبیت کے اسرار سکھا کر اپنی نافرمانی سے ڈرایا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں پانچ فرامینِ باری تعالیٰ پیشِ خدمت ہیں:

1. فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ (پ۲۵، الزخرف: ۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے وہ کیا جس پر ہمارا غضب ان پر آیا۔

2. فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۱۶۶﴾ (پ۹، الاعراف: ۱۶۶)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی ہم نے ان سے فرمایا ہو جاؤ بندر دُتکارے (دھتکارے) ہوئے۔

3. وَ لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ (پ۲۲، فاطر: ۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان اور اگر اللہ لوگوں کو اُن کے کئے پر پکڑتا تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا۔

4. وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اسکے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جُدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور

مَصِیْرًا ﴿۱۱۵﴾ (پ۵، النسآء: ۱۱۵) اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔

5 مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖۙ وَ لَا یَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿۱۲۳﴾ (پ۵، النسآء: ۱۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: جو بُرائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور اللہ کے سِوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار۔

گناہوں سے بچنے کے مُتَعَلِّق 6 فرامینِ مصطفےٰ

1 اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْهَا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں انہیں ضائع نہ کرو، وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا۔ کچھ چیزیں حرام کی ہیں انہیں ہلکا نہ جانو، وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا۔ اور کچھ حدیں قائم کی ہیں ان سے آگے نہ بڑھو، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَآءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا۔ اور اس نے (تم پر رحمت فرماتے ہوئے) دانستہ کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا ہے ان کی جستجو نہ کرو۔[1]

2 اللہ عَزَّوَجَلَّ غیور ہے اور مومن بھی غیرت مند ہے جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی غیرت اس بات پر ہے کہ بندۂ مؤمن اس کے حرام کردہ عمل میں پڑے۔[2]

1 دارقطنی، کتاب الرضاع، ۴/ ۲۱۷، حدیث: ۴۳۵۰

2 مسلم، کتاب التوبة، باب غیرة اللہ تعالٰی۔۔۔ الخ، ص ۱۴۷۶، حدیث: ۲۷۶۱

3 لَا اَحَدَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں، وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔ اسی لئے اس نے ظاہری و باطنی فواحش کو حرام کر دیا ہے۔[1]

4 حضرت سَیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت سَیِّدَتُنا اُمّ سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: **یارسول اللہ** صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اُهْجُرِي الْمَعَاصِيَ فَاِنَّهَا اَفْضَلُ الْهِجْرَةِ۔ گناہوں سے ہجرت کر لو (یعنی انہیں چھوڑ دو) کیونکہ یہ سب سے افضل ہجرت ہے، وَحَافِظِي عَلَى الْفَرَائِضِ فَاِنَّهَا اَفْضَلُ الْجِهَادِ۔ فرائض کی پابندی کرتی رہو کیونکہ یہ سب سے افضل جہاد ہے، وَاَكْثِرِي مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّكِ لَا تَاْتِي اللّٰهَ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِهٖ۔ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا کثرت سے ذکر کرتی رہو کیونکہ تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کثرتِ ذکر سے زیادہ پسندیدہ کوئی شے لے کر حاضر نہیں ہو گی۔[2]

5 حضرت سَیِّدُنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی:

1 مسلم، کتاب التوبة، باب غیرة اللہ تعالیٰ۔۔ الخ، ص۱۴۷۶، حدیث: ۳۴- (۲۷۶۰)

2 المعجم الکبیر، ۲۵/ ۱۲۹، حدیث: ۳۱۳

یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم !اَیُّ الْھِجْرَۃِ اَفْضَلُ؟ کون سی ہِجْرت افضل ہے؟ تو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ ھَجَرَ السَّیِّئَاتِ۔ جس نے گناہوں سے ہِجْرت کی۔[1]

6 مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ بن جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرے اور (گناہ سے) الگ ہو جائے اور بخشش چاہے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر (توبہ نہ کرے بلکہ) گناہوں میں زیادتی کا مُرتکِب ہو تو وہ نکتہ پھیل جاتا ہے۔[2] حضرت سَیِّدُنا امام ابنِ حجر ہیتمی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکافی فرماتے ہیں: وہ سیاہ نکتہ (گناہوں کی کثرت کی وجہ سے آہِستہ آہِستہ) پورے دل کو ڈھانپ لیتا ہے اور یہ وہی زنگ ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کِتاب میں اس طرح ذکر فرمایا ہے:

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔[3] (پ۳۰، المطففین: ۱۴)

1 الاحسان بترتیب صحیح ابن حبّان، کتاب البر والاحسان، ذکر الاستحباب للمرء ان یکون ۔۔الخ، ۱/۲۸۷، حدیث: ۳۶۲

2 ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر الذنوب، ۴/ ۴۸۸، حدیث: ۴۲۴۴

3 الزواجر عن اقتراف الکبائر، خاتمه: فی التحذیر من جملة المعاصی۔۔الخ، ۱/ ۲۶

گناہ کسے کہتے ہیں؟

پیارے اسلامی بھائیو! یقیناً عقل مند وہی ہے جس کے دل و دماغ میں گناہوں کی تباہ کاریاں راسخ ہوں اور وہ خود کو نہ صِرف ان سے بچائے بلکہ نیکیاں کر کے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصِل کرے مگر افسوس! صد افسوس! دین سے دُوری کی بنا پر آج ایک مسلمان کا گناہوں سے بچنا تو دُور کی بات ہے اس کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ کون کون سے کام گناہ ہیں۔ اس لاعلمی کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ چہار جانِب گناہوں کا بازار گرم ہے، جس طرف نظر اٹھائیے بے عَمَلی و بے راہ رَوی کا دور دورہ ہے حالانکہ احکامِ خُداوندی سے منہ موڑنے کا نتیجہ سوائے تباہی و بربادی کے کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا نَوَّاس بِن سَمْعَان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھا (کہ یہ کیا ہیں؟) تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ۔[1] نیکی

1 یہ فرمان کامل مسلمانوں کے لیے ہے۔ جیسے ہم کو مکھّی ہضم نہیں ہوتی فوراً قے ہو جاتی ہے یونہی صالحین کو گناہ ہضم نہیں ہوتا فوراً انہیں دلی فیض، روحانی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ عام لوگوں کا یہ حال نہیں بعض تو گناہ پر خوش ہو کر اعلان کرتے ہیں حُضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حکیم مُطلق ہیں، ہر شخص کو اس کے مطابق دوا عطا فرماتے ہیں۔ یونہی **الناس** سے مراد مقبول بندے ہیں

اچھّے اخلاق کا نام ہے اور گناہ سے مُراد ہر وہ بات ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو برا سمجھے کہ لوگ اس پر مُطَّلع ہوں۔[1] اور سَلَف صالحین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِين فرماتے ہیں کہ گناہ کُفْر کے قاصِد ہیں اس اعتبار سے کہ یہ دل میں سیاہی پیدا کر کے (آہستہ آہستہ) اسے اس طرح ڈھانپ لیتے ہیں کہ پھر اس میں بھلائی قبول کرنے کی صَلاحِیَّت باقی نہیں رہتی، اس وقت وہ سَخْت ہو جاتا ہے اور اس سے رحمت و مہربانی اور خوف نکل جاتا ہے، پھر وہ شخص جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے اور جسے پسند کرتا ہے اس پر عَمَل کرتا ہے، نیز اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مُقابلہ میں شیطان کو اپنا دوست بنالیتا ہے تو وہ شیطان اسے گمراہ کرتا، ورغلاتا، جھوٹی اُمّیدیں دِلاتا اور جس قدر ممکن ہو کفر سے کم کسی بات پر اس سے راضی نہیں ہوتا۔[2]

کس کی خوشی چاہئے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی یا شیطان کی؟

پیارے اسلامی بھائیو! نیکی یا گناہ کے دونوں راستے آپ کے سامنے ہیں، اب فیصلہ آپ نے خود ہی کرنا ہے کہ آپ کیا چاہتے ہیں فرمانبرداری

امام نَوَوِی نے حضرت وابِصہ ابن مُعبد اَسَدی سے روایت کی کہ میں نے حُضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے دریافت کیا کہ نیکی اور گناہ کیا ہوتے ہیں؟ فرمایا: اپنے دل سے فتویٰ لیا کرو، جسے تمہارا دل نیکی کہے وہ نیکی ہے جسے تمہارا دل گناہ کہے وہ گناہ ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۶/ ۶۳۹)

1. مسلم، کتاب البر... الخ، باب تفسیر البر والاثم، ص ۱۳۸۲، حدیث: ۲۵۵۳
2. الزواجر عن اقتراف الکبائر، مقدمۃ فی تعریف الکبیرۃ، خاتمۃ فی التحذیر۔۔الخ، ۱/ ۲۸

کے راستے پر چلتے ہوئے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی خوشی آپ کو مطلوب ہے یا شیطان کی خوشنودی حاصِل کرنے کے لیے گناہوں کی دلدل میں دھنسنا چاہتے ہیں؟ یاد رکھئے! نیکی کے راستے پر چلیں گے تو رضائے رَبُّ الْاَنام کے ساتھ ساتھ بے شُمار برکتوں سے بھی نوازے جائیں گے اور اگر گناہ و نافرمانی کے راستے کو اپنائیں گے تو شیطان کی فرمانبرداری اور رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کے سبب لعنت کا طَوق آپ کا مُقَدّر بن جائے گا۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بنی اسرائیل کی طرف وحی فرمائی: بندہ جب میری اطاعت کرتا ہے تو میں اس سے راضی ہو جاتا ہوں اور جب میں اس سے راضی ہو جاتا ہوں تو اسے برَکتیں عطا فرماتا ہوں۔ (بعض روایتوں میں ہے کہ میری برَکت کی کوئی انتہا نہیں) اور جب بندہ میری نافرمانی کرتا ہے تو میں اس سے ناراض ہو جاتا ہوں اور جب میں اس سے ناراض ہوتا ہوں تو اس پر لعنت فرماتا ہوں اور میری لعنت اس کی سات پشتوں تک پہنچتی ہے۔[1] اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ۔ ہم اس بات سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہمارا شُمار ان لوگوں میں ہو جن پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے لعنت فرمائی ہے۔

گناہ آخر گناہ ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گناہ چھوٹا ہو یا بڑا آخر گناہ ہی ہوتا ہے۔

1 الزواجر عن اقتراف الکبائر، مقدمۃ فی تعریف الکبیرۃ، خاتمۃ فی التحذیر۔۔الخ، ۱/ ۲۸

کیونکہ گناہ چاہے کتنا ہی چھوٹا ہو اگر اُس پر پکڑ ہوئی تو خدا کی قسم! اُس کا عذاب نہ سہا جا سکے گا۔ چنانچہ گناہوں کی سزا سے ڈراتے ہوئے حضرتِ سَیِّدُنا عبد الوہّاب شَعرانی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الکافی (متوفی ۹۷۳ھ) نَقْل فرماتے ہیں کہ حضرتِ سَیِّدُنا یونس بن عُبید رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: پانچ درہم (احناف کے نزدیک دس درہم) کی چوری پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ تمہارا سب سے چھوٹا گناہ بھی پانچ دِرہم کی چوری سے تو زیادہ ہی قبیح (یعنی بُرا) ہے، لہٰذا تمہارے ہر گناہ کے بدلے آخِرت میں تمہارا ایک عُضْو کاٹا جائے گا۔[1] اور حضرت سَیِّدُنا بلال بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: گناہ کے چھوٹا ہونے کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ تم کس کی نافرمانی کر رہے ہو۔[2]

حضرت سَیِّدُنا امام ابنِ جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ایک فرمانِ عالیشان کچھ یوں نَقْل فرماتے ہیں: ”اے ابنِ آدم! تُو کتنا مجبور ہے! مجھ سے مانگتا ہے تو میں عطا نہیں کرتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تیرے حق میں کیا بہتر ہے، پھر جب تو مجھ سے مانگنے میں اِصْرار کرتا ہے تو میں تجھ پر رحم و کرم کی نظر فرماتا ہوں اور تیری مانگی ہوئی شے تجھے عطا فرما دیتا ہوں، پھر جب تو میری عطا کردہ شے پا کر

1 تنبیہُ المغترّین، ص ۱۷۲

2 الزواجر عن اقتراف الکبائر، مقدمۃ فی تعریف الکبیرۃ، خاتمۃ فی التحذیر۔۔الخ، ۱/ ۲۷

میری نافرمانی کرنے لگتا ہے تو میں تجھے ذلیل و رُسوا کر دیتا ہوں۔ میں کس قدر تیری بہتری چاہتا ہوں اور تو میری کتنی نافرمانیاں کرتا ہے! قریب ہے کہ میں تجھ سے ایسا ناراض ہو جاؤں کہ اس کے بعد کبھی راضی نہ ہوں۔" اس کے بعد مزید ایک فرمانِ عالیشان کچھ یوں نَقْل فرماتے ہیں: اے میرے بندے! تُو کب تک میری نافرمانی کرتا رہے گا حالانکہ میں نے تجھے اپنا رِزْق کھلایا اور تجھ پر احسان کیا، کیا میں نے تجھے اپنے دَستِ قُدْرَت سے پیدا نہیں فرمایا؟ کیا میں نے تجھ میں روح نہیں پھونکی؟ کیا تو نہیں جانتا کہ میں اپنی اطاعت کرنے والوں کے ساتھ کیسا مُعامَلہ فرماتا ہوں اور اپنی نافرمانی کرنے والوں کی کیسی گرِفْت فرماتا ہوں؟ کیا تجھے حَیا نہیں آتی کہ مَصائِب میں مجھے یاد کرتا ہے مگر خوش حالی میں بھول جاتا ہے؟ نفسانی خواہشات نے تیری چَشْمِ بصیرت کو اندھا کر دیا ہے تو کب تک سُستی کرے گا؟ اگر تو اپنے گناہ سے توبہ کرے گا تو میں تجھے اپنی امان دوں گا، ایسے گھر کو چھوڑ دے جس کی صفائی (حقیقت میں) مَیلا پَن اور اُمّیدیں جھوٹی ہیں۔ تو نے میرے قُرب کو گھٹیا شے کے عِوَض بیچ دیا حالانکہ میرا کوئی شریک نہیں، تیرے پاس اس وقت کیا جواب ہو گا جب تیرے اعضاء تیرے خِلاف گواہی دیں گے جسے تو سنے گا اور دیکھے گا۔[1]

1 بحر الدموع، مقدمة المؤلف، ص ۱۴

گناہ نفاق کی علامت ہیں

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان نورُ الْعِرفان صَفْحَہ 318 پر فرماتے ہیں: جس کو گناہ آسان معلوم ہوں اور نیک کام بھاری، سمجھو اُس کے دل میں نِفاق ہے، رب تعالیٰ محفوظ رکھے۔ (1)

گناہ بھلایا نہیں جاتا

پیارے اسلامی بھائیو! کیا اب بھی گناہوں سے باز نہ آئیں گے؟ کیا اب بھی نیکی کی دعوت پر لَبَّیْك کہتے ہوئے بارگاہِ خُداوندی میں حاضِر نہ ہوں گے؟ یاد رکھئے! آپ کی ہر نیکی اور گناہ لکھا جارہا ہے، روزِ قیامت آپ اپنے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی زیادہ پائیں گے نہ کوئی گناہ کم، لہٰذا اس فانی زِنْدَگی میں ہمیشگی کی زِنْدَگی کے لیے زیادہ سے زیادہ زادِ راہ اکٹھا فرما لیجئے۔ ورنہ یاد رکھئے اُس دن پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ کیونکہ دو عالَم کے مالِک و مختار باذنِ پروردگار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: نیکی پُرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاتا، جزا دینے والا (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ) کبھی فنا نہ ہوگا، لہٰذا جو چاہے کرو (مگر یاد رکھو!) جیسا کروگے ویسا بھروگے۔ (2)

1 نور العرفان، پ۱۰، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۸۱، ص ۳۱۸

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ڈھیل

حضرت سَیِّدُنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ مُحتَشَم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عِبرت نشان ہے: ”جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کو عطا فرماتا ہے اور وہ اپنے گُناہ پر قائم ہے تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ڈِھیل ہے۔“ پھر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ آیتِ مُقدّسہ تِلاوت فرمائی:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾

(پ۷، الانعام: ۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے بُھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئی تھیں ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اب وہ آس ٹوٹے رَہ گئے۔[1]

گُناہوں کو اچھا سمجھنا کفر ہے

مُفَسِّرِ شَہیر، حکیم الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان نُورُ الْعِرفان میں اِس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ تمام عذابوں میں سخت تر

1 مسند احمد، ۶/ ۱۲۲، حدیث: ۱۷۳۱۳

عذاب دل کی سختی ہے جس سے تعلیمِ نبی اثر نہ کرے۔ اِس (آیتِ مبارکہ) سے معلوم ہوا کہ گناہ و مَعاصی کے باوُجُود دنیاوی راحتیں ملنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا غَضَب اور عذاب ہے کہ اس سے انسان اور زیادہ غافِل ہو کر گناہ پر دِلیر ہو جاتا ہے۔ بلکہ کبھی خیال کرتا ہے کہ گناہ اچھی چیز ہے ورنہ مجھے یہ نعمتیں نہ ملتیں یہ کُفر ہے۔ (یعنی گناہ کو گناہ تسلیم کرنا فرض ہے اِس کو جان بوجھ کر اچھا کہنا یا اچھا سمجھنا کفر ہے) یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک کار (یعنی نیک بندوں) پر تکالیف آنا رَحمتِ الٰہی کا ذَرِیعہ ہے کہ اس سے اس صالِح (یعنی نیک بندے) کے دَرَجات بُلند ہوتے ہیں۔[1]

چار عِبرَت ناک واقعات

شیخ الاسلام، شہابُ الدین امام احمد بن حجر ہَیْتَمی مکّی شافِعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکافی (متوفی ۹۷۴ھ) نے گناہوں کی حقیقت کے مُتَعَلِّق "اَلزَّوَاجِر عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر نامی ایک کتاب لکھی ہے، جس کا ترجمہ بنام **جہنّم میں لے جانے والے اعمال** اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ نے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ گناہوں کے مُتَعَلِّق مزید جاننے کے لیے دو جلدوں پر مشتمل اس کتاب کا مطالعہ ضَرور کیجئے۔ عِبرَت کے لیے اس کتاب کی جلد اول (کے صفحہ 69 تا 70) سے گناہوں کی وجہ سے ہونے والے عذاب پر مشتمل چار عِبرَت ناک واقعات پیشِ خدمت ہیں:

1 نورُ العرفان، پ۹، الانعام، تحت الآیۃ: ۴۴، ص ۲۱۰

پہلا واقعہ

حضرت سَیِّدُنا **عبداللہ** بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں چاند کی ابتدائی راتوں میں قبرستان کے پاس سے گزرا تو میں نے ایک شخص کو قَبْر سے نکلتے ہوئے دیکھا وہ زنجیر کھینچ رہا تھا پھر میں نے دیکھا کہ ایک اور شخص اس زنجیر کو پکڑے ہوئے ہے اس دوسرے نے باہَر نکلنے والے شخص کو اپنی طرف کھینچا اور اسے قبر میں لوٹا دیا، پھر میں نے اسے اس مُردے کو مارتے ہوئے دیکھا اور مُردہ کہہ رہا تھا: کیا میں نماز نہیں پڑھتا تھا؟ کیا میں جنابت سے غسل نہیں کرتا تھا؟ کیا میں روزے نہیں رکھتا تھا؟ تو اس مارنے والے نے جواب دیا: ہاں! کیوں نہیں (تُو واقعی یہ کام تو کرتا تھا) مگر جب تُو تنہائی میں گناہ کیا کرتا تھا تو اس وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتا تھا۔

دوسرا واقعہ

حضرت سَیِّدُنا ابراہیم تَیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں موت اور (مرنے کے بعد ہڈیوں کی) بوسیدگی کو یاد کرنے کے لئے کثرت سے قبرستان میں آتا جاتا تھا، ایک رات میں قبرستان میں تھا کہ مجھ پر نیند غالب آگئی اور میں سو گیا تو میں نے خواب میں ایک کھلی ہوئی قَبْر دیکھی اور ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا: یہ

زنجیر پکڑو اور اس کے منہ میں داخِل کر کے اس کی شرمگاہ سے نکالو۔ تو وہ مُردہ کہنے لگا: یارب عَزَّوَجَلَّ! کیا میں قرآن نہیں پڑھا کرتا تھا؟ کیا میں تیرے حرمت والے گھر کا حج نہیں کرتا تھا؟ پھر وہ اسی طرح ایک کے بعد دوسری نیکی گنوانے لگا تو میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا: تو لوگوں کے سامنے یہ اعمال کیا کرتا تھا لیکن جب تُو تنہائی میں ہوتا تو نافرمانیوں کے ذریعے مجھ سے اعلانِ جنگ کرتا اور مجھ سے نہیں ڈرتا تھا۔

تیسرا واقعہ

حضرت سَیِّدُنا **عبد اللہ** بن مَدِینی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ہمارا ایک دوست تھا اس نے ہمیں بتایا کہ میں اپنی زمین کی طرف جارہا تھا کہ راستے میں نمازِ مَغْرِب کا وقت ہو گیا تو میں قریب کے ایک قبرستان کے پاس آیا اور نمازِ مغرب ادا کر کے ابھی وہیں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے قبرستان کی طرف سے رونے کی ایک آواز سنی۔ جس قبر سے رونے کی آواز آرہی تھی میں اس کے قریب آیا تو سنا کہ وہ مُردہ کہہ رہا تھا: آہ! **بیشک میں روزے رکھا کرتا اور نماز پڑھا کرتا تھا۔** یہ سن کر مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی تو میں نے قریب کے لوگوں کو بلایا تو انہوں نے بھی وہ باتیں سنیں، اس کے بعد میں اپنی زمین کی طرف چلا گیا اور جب دوسرے دن واپس آکر اسی جگہ نماز پڑھی۔ پھر غروب آفتاب کے انتظار میں وہیں ٹھہرا رہا، پھر نمازِ مغرب

ادا کر کے قَبْر کی جانب کان لگا کر سنا کہ وہ مردہ روتے ہوئے کہہ رہا ہے: آہ! میں نماز پڑھا کرتا تھا، میں روزے رکھا کرتا تھا۔ اس کے بعد میں اپنے گھر لوٹ آیا اور دو مہینے مسلسل بخار میں تپتا رہا۔

چوتھا واقعہ

(حضرت سَیِّدُنا ابن حجر ہَیْتَمی مَکّی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:) اسی طرح کا ایک واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آیا تھا، ہوا یوں کہ جب میں چھوٹا تھا تو پابندی سے اپنے والد صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی قَبْر پر حاضِری دیا کرتا اور قرآنِ پاک کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ رمضانُ المبارک میں نمازِ فجر کے فوراً بعد قبرستان گیا، غالباً وہ رمضان کا آخری عشرہ بلکہ شبِ قدر تھی، اس وقت قبرستان میں میرے علاوہ کوئی نہ تھا بَہَر حال ابھی میں نے اپنے والد صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی قبر کے قریب بیٹھ کر قرآنِ پاک کا کچھ حِصّہ ہی پڑھا تھا کہ اچانک شدید آہ وبُکا اور رونے دھونے کی آواز سنی، رونے والا بار بار ”آہ! آہ! آہ!“ کہہ رہا تھا، چونے سے تیار شدہ چمکدار سفید قبر سے نکلنے والی اس آواز نے مجھے گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا تو میں قِراءَت چھوڑ کر وہ آواز سننے لگا۔ میں نے قَبْر کے اندر سے عذاب کی آواز سنی، عذاب میں مبتلا شخص اس طرح آہ وزاری کر رہا تھا جسے سننے سے دل میں قَلَق (بے قراری) اور گھبراہٹ پیدا ہو رہی تھی، میں کچھ دیر تک وہ آواز سنتا رہا پھر

جب دن خوب روشن ہو گیا تو وہ آواز سنائی دینا بند ہو گئی۔ پھر جب ایک شخص میرے قریب سے گزرا تو میں نے اس سے پوچھا: یہ کس کی قَبر ہے؟ تو اس نے بتایا: یہ فُلاں کی قبر ہے۔ میں نے اس شخص کو بَچپَن میں دیکھا تھا، یہ کثرت سے مَسْجِد آتا جاتا، نمازوں کو اپنے اوقات میں ادا کرتا اور بے جا گفتگو سے پرہیز کیا کرتا تھا، میں نے چونکہ اسے دیکھا ہوا تھا، لہٰذا اسے پہچان گیا، لیکن اس شخص کی اس موجودہ حالت نے مجھ پر بَہُت گہرا اثر ڈالا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ اس نے زِنْدَگی میں اعمالِ صالحہ کو مَحْض اپنا ظاہِری لبادہ بنا رکھا تھا، اس کے بعد میں نے اس کے اَحوال کی حقیقت جاننے والوں سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو لوگوں نے مجھے بتایا: وہ سُود کھایا کرتا تھا اور ایک تاجِر تھا، جب بوڑھا ہوا اور اس کے پاس مال کم رہ گیا تو اس کا ظالِم اور خبیث نفس اپنی باقی زِنْدَگی میں اس جَمْع شُدہ پُونجی سے گزارا کرنے پر راضی نہ ہوا اور شیطان نے اس کے دل میں سُود کی مَحَبَّت کو آراستہ کیا تا کہ اس کے مال میں کمی نہ ہو اور یہی وجہ ہے کہ وہ رَمَضان بلکہ شبِ قدر میں بھی اس دردناک عذاب سے دوچار ہے۔[1]

گناہ خلوت میں ہو یا جلوت میں گناہ ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا گناہ خَلْوَت میں ہو یا جَلْوَت میں

1 جہنم میں لے جانے والے اعمال، ۱/ ۶۹ تا ۷۰

(یعنی تنہائی میں یا سب کے سامنے)، گناہ ہی ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی نافرمانی کرنے والے بندوں پر سخت غضب فرماتا ہے۔ غور فرمایئے! یہ وہ لوگ تھے جو ظاہری طور پر تو نیک تھے مگر چھپ کر گناہ کرتے تھے اور ایک ہم ہیں کہ عَلَی الْاِعلان گناہ کرتے پھرتے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے، ہمارا کیا بنے گا؟

آہ! ذرا سوچئے تو سہی! اگر یُونہی گناہ کرتے کرتے قبر میں اتر گئے اور ہم پر عذاب مُسَلَّط کر دیا گیا تو ہم کیا کریں گے؟ اگر سانپ بچھوؤں نے کَفَن پھاڑ کر ہمارے جسم پر قبضہ جمالیا تو کہاں جائیں گے؟ قبر کی دیواریں ملنے سے ہماری پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو گئیں تو کیسی شدید تکلیف ہو گی؟ ایک پتھر کی چوٹ تو برداشت ہوتی نہیں اگر فرشتوں نے ہتھوڑے برسانے شروع کر دیئے تو ان نازُک ہڈیوں کا کیا بنے گا؟ گناہوں کے سبب رب عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کی صُورَت میں ہونے والے ان عذابات کو ذرا تَصَوُّر میں تو لایئے... اور پھر فیصلہ کیجئے کہ ہمارا گناہوں سے بچنا آسان ہے یا ان عذابات کو سہنا۔۔! یقیناً ہم میں سے کوئی بھی ان عذابوں کی تاب نہیں رکھتا تو آیئے ابھی وقت ہے توبہ کر لیجئے خود کو گناہوں سے بچاتے ہوئے رب عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ایامِ زِیست (زِندگی کے ایام) بَسر کیجئے کہ اسی میں کامیابی ہے۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا ابن حجر ہیتمی مکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی حضرت سَیِّدُنا ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک فرمان کچھ یوں نقل فرماتے ہیں: اے گناہ گار! تُو گناہ کے انجامِ بد سے کیوں بے خوف ہے؟ حالانکہ گناہ کی طَلَب میں رہنا گناہ کرنے سے بھی بڑا گناہ ہے، تیرا دائیں، بائیں جانب کے فرشتوں سے حَیا نہ کرنا اور گناہ پر قائم رہنا بھی بہت بڑا گناہ ہے یعنی توبہ کئے بغیر تیرا گناہ پر قائم رہنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے، تیرا گناہ کرلینے پر خوش ہونا اور قہقہہ لگانا اس سے بھی بڑا گناہ ہے حالانکہ تُو نہیں جانتا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تیرے ساتھ کیا سُلوک فرمانے والا ہے؟ اور تیرا گناہ میں ناکامی پر غمگین ہونا اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ گناہ کرتے ہوئے تیز ہوا سے دروازے کا پردہ اٹھ جائے تو تُو ڈر جاتا ہے مگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اس نظر سے نہیں ڈرتا جو وہ تجھ پر رکھتا ہے تیرا یہ عَمَل اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔[1]

بنی اسرائیل پر مختلف عذابوں کا سبب

مروی ہے کہ جب حضرت سَیِّدُنا حُذَیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی: کیا بنی اسرائیل نے اپنا دین چھوڑ دیا تھا جس کی وجہ سے انہیں مختلف قسم کے دردناک عذابوں میں مبتلا کیا گیا مثلاً ان کی صورتیں بگاڑ کر انہیں بندر و خنزیر بنادیا گیا اور اپنے آپ کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ جب انہیں کسی چیز کا حکم دیا جاتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب کسی کام

1 الزواجر عن اقتراف الکبائر، مقدمۃ فی تعریف الکبیرۃ، خاتمۃ فی التحذیر۔۔الخ، ۱/۲۷

سے روکا جاتا تو (انجام کی پروا کئے) بغیر اسے کر گزرتے یہاں تک کہ وہ اپنے دین سے اس طرح نکل گئے جیسے آدمی اپنی قمیص سے نکل جاتا ہے۔[1]

دعوتِ اسلامی اور گناہوں کے خلاف جنگ

معلوم ہوا! گناہوں کے سَبَب ایمان برباد ہو سکتا ہے اور یقیناً ایک مسلمان کے لئے ایمان کے چِھن جانے سے بڑی کوئی بربادی ہو ہی نہیں سکتی، لہٰذا فوراً گناہوں سے توبہ کر کے قرآن و سنت کے احکامات پر عمل کو اپنا معمول بنالیجئے۔ اپنے آپ کو اور اپنے دوست احباب و دیگر رشتہ داروں کو گناہوں سے بچانے کے لیے تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول کو اپنالیجئے۔ کیونکہ پندرھویں صدی کی عظیم عِلْمی و رُوحانی شخصیت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی زیرِ سرپرستی دعوتِ اسلامی نے گناہوں کے خلاف جنگ شروع کر رکھی ہے۔ دعوتِ اسلامی زندگی کے ہر موڑ پر عاشقانِ رسول کو **اللہ** و رسول عَزَّوَجَلَّ وَ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نافرمانی سے بچنے کا درس دے رہی ہے اور یہ بات ہر مسلمان تک پہنچانے کے لیے اپنی بھرپور کوششیں کر رہی ہے کہ ایک لمحے کا کروڑواں حصّہ بھی جہنّم کا عذاب کوئی برداشت

1 الزواجر عن اقتراف الکبائر، مقدمۃ فی تعریف الکبیرۃ، خاتمۃ فی التحذیر۔۔الخ، ۱/۲۶

نہیں کر سکتا، لہٰذا ہر دم گناہوں سے بچنے کی کوشش اور جنّتُ الفِردوس میں بے حِساب داخِلے کی فِکر کرنی چاہئے۔

گناہوں کا سبب بننے والی چار باتیں

پیارے اسلامی بھائیو! انسان کی اچّھی اور بُری خصلتیں اگرچہ بَہُت ہیں مگر ہم یہاں صِرف گناہوں کا تذکرہ کریں گے، لہٰذا گناہوں کے اعتبار سے انسانی اوصاف کا مُطالَعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چار صفات (صفاتِ بہیمیہ، صفاتِ سبعیہ، صفاتِ شیطانیہ اور صفاتِ ربوبیت) گناہوں کی اَصْل اور ان کا سرچشمہ ہیں۔ انہی سے گناہ پیدا ہو کر اعضاء کا رُخ کرتے ہیں۔ بعض گناہ دل کا رخ کرتے ہیں جیسے کفر اور بدعت و نِفاق وغیرہ اور بعض آنکھ، کان، زبان، پیٹ، شرم گاہ، ہاتھ، پاؤں میں سرایت کر جاتے ہیں اور بعض تو پورے جسم پر غالِب آجاتے ہیں۔[1]

گناہوں کی اقسام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اور بندوں کے حُقوق کو سامنے رکھتے ہوئے جب مذکورہ بُری صِفات کے اعتبار سے گناہوں کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان صِفات کی وجہ سے پیدا ہونے والے گناہ بنیادی طور

1 مختصر منهاج القاصدين، كتاب التوبة، فصل فى بيان اقسام الذنوب، ص ٢٥٦

پر دو طرح کے ہوتے ہیں جنہیں ہم گناہِ صغیرہ اور گناہِ کبیرہ کے ناموں سے جانتے ہیں۔ صغیرہ گناہ مختلف نیکی کے کام کرنے مثلاً نماز، روزہ اور حج وغیرہ کی ادائیگی سے مُعاف ہو جاتے ہیں اور یہ عِبادات ان گناہوں کے لیے کَفّارہ بن جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا ابُوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ حضور پُرنور، شافِعِ یومُ النُّشُور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ پُر سُرور ہے: پانچوں نَمازیں اور جُمُعہ اگلے جُمُعہ تک اور ماہِ رَمَضان اگلے ماہِ رَمَضان تک (ہونے والے) گناہوں کا کَفّارہ ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔[1]

کبیرہ گناہوں کی دو صورتیں ہیں: اگر ان کا تعلّق اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حقوق سے ہو تو سچّی توبہ کرنے سے مُعاف ہو جاتے ہیں اور اگر ان کا تعلّق بندوں کے حقوق سے ہو تو حق کی ادائیگی یا صاحبِ حق کے مُعاف کیے بغیر مُعاف نہیں ہوتے۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مَغْفِرَت نِشان ہے: نامۂ اعمال تین ہیں:

❁ دِیوَانٌ لَا یَغْفِرُہُ اللّٰہُ: اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ۔ یَقُولُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ۔ یعنی ایک نامۂ عَمل کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نہیں بخشے گا یعنی وہ نامۂ عمل جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا درج ہو گا۔ جیسا

[1] مسلم، کتاب الطھارۃ، باب الصلوات الخمس.. الخ، ص ۱۴۴، حدیث: ۲۳۳

کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ (پ۵، النسآء:۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے۔

❁ وَدِیوَانٌ لَا یَتْرُكُهُ اللّٰهُ: ظُلْمُ الْعِبَادِ فِیمَا بَیْنَهُمْ حَتّٰی یَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ۔ اور ایک نامۂ عمل کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نہیں چھوڑے گا یعنی وہ نامۂ عمل جس میں بندوں کا ایک دوسرے پر ظُلم کرنا درج ہو گا یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے سے بدلہ لے لیں۔

❁ وَدِیوَانٌ لَا یَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ: ظُلْمُ الْعِبَادِ فِیمَا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ اللّٰهِ، فَذَاكَ اِلَی اللّٰهِ: اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ، وَاِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ۔ اور تیسرے نامۂ عمل کی اللہ عَزَّوَجَلَّ کوئی پروا نہیں کرے گا یعنی وہ نامۂ عمل جس میں بندوں کا حُقُوقُ اللہ میں زیادتی کرنا درج ہو گا۔ اس کے مُتَعَلِّق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مرضی ہے چاہے تو عذاب دے یا مُعاف کر دے۔[1]

گناہوں کی تعداد

پیارے اسلامی بھائیو! گناہوں کے صغیرہ و کبیرہ ہونے کے اعتبار سے انکی صحیح تعداد بیان کرنا بَہُت مشکل ہے، البتہ! کبیرہ گناہوں کی پہچان حاصِل کرنے کیلئے حضرت سَیِّدُنا محمد بن عثمان ذہبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی کتاب "**الکبائر**" اور

1 شعب الایمان، باب فی طاعۃ اولی الامر فصل فی ذکر ما ورد من التشدید.. الخ، ۶/ ۵۲، حدیث: ۷۴۷۳

حضرت سَیِّدُنا امام ابن حجر ہیتمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۹۷۴ھ) کی کتاب "اَلزَّوَاجِر عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر" کا مُطالَعہ مُفید ہے کیونکہ ان دونوں کتابوں میں بَہُت سے کبیرہ گناہوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا ابن حجر ہیتمی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکافی اپنی کِتاب کے مُقَدِّمے میں کبیرہ گناہوں کی مختلف تعریفات ذکر کرنے کے بعد آخر میں حضرت سَیِّدُنا شیخ ابو طالِب مَکّی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے حوالے سے نَقْل فرماتے ہیں کہ کبیرہ گناہ ستّرہ[۱۷] ہیں:

- چار کا تعلق دل سے ہے: (۱) شرک (۲) گناہ پر اصرار (۳) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوسی اور (۴) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنا۔
- چار کا زبان سے: (۱) زنا کی تہمت لگانا (۲) جھوٹی گواہی دینا اور (۳) جادو کرنا۔ جادو ہر اس کلام کو کہتے ہیں جو انسان یا اسکے بدن کے کسی حصہ (کی حالت) کو بدل دے (۴) جھوٹی قسم اٹھانا۔ اس سے مُراد وہ قسم ہے جس کے ذریعے کسی کا حق باطل کیا جائے یا کسی باطل کو ثابت کیا جائے۔
- تین کا پیٹ سے: (۱) یتیم کا مال ظلماً کھانا (۲) سود کھانا (۳) ہر نشہ آور چیز پینا۔
- دو کا شرم گاہ سے: (۱) زنا اور (۲) لواطت۔
- دو کا ہاتھوں سے: (۱) قتل کرنا اور (۲) چوری کرنا۔
- ایک کا پاؤں سے: وہ جہاد سے فرار ہونا ہے۔

❁ اور ایک گناہِ کبیرہ کا تعلّق پورے جسم سے ہے: وہ والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔[1]

نفس یہ کیا ظلم ہے جب دیکھو تازہ جُرم ہے
ناتُواں کے سر پر اتنا بوجھ بھاری واہ واہ[2]

گناہوں کا انجام

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سَیِّدُنا شیخ ابوطالب مکّی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی **قُوْتُ الْقُلُوب** میں فرماتے ہیں: زیادہ تر (اپنے نہیں بلکہ) دوسروں کے گناہ ہی دوزخ میں داخِلے کا باعِث ہوں گے جو (حقوقُ العِباد تلَف کرنے کے سبب) انسان پر ڈال دیئے جائیں گے۔ نیز بے شمار افراد (اپنی نیکیوں کے سبب نہیں بلکہ) دوسروں کی نیکیاں حاصِل کرکے جنَّت میں داخِل ہوں گے۔[3] ظاہر ہے دوسروں کی نیکیاں حاصِل کرنے والے وُہی ہوں گے جن کی دنیا میں دِل آزاریاں اور حق تلفیاں ہوئی ہوں گی۔ یوں بروزِ قیامت مظلوم اور دُکھیارے فائدے میں رہیں گے۔

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 300 صَفحات پر مشتمل کتاب **آنسوؤں کا دریا** صَفْحَہ 48 پر حضرت سَیِّدُنا امام ابنِ جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: کب تک (نیک) اعمال میں سستی کرو گے؟ اور کب تک

1 الزواجر عن اقتراف الکبائر، مقدمۃ فی تعریف الکبیرۃ، ۱/ ۲۴
2 حدائقِ بخشش، ص ۱۳۴
3 قُوتُ القُلُوب، الفصل السابع والثلاثون فی شرح الکبائر ... الخ، ۲/ ۲۵۳

جھوٹی خواہشات کی تکمیل کی حرص رکھو گے؟ تم مہلت سے دھوکا کھاتے ہو اور موت کے حملے کو یاد نہیں کرتے ہو، جسے تم نے جَنا ہے (یعنی اولاد) وہ مٹی کے لئے ہے اور جو کچھ تعمیر کیا ہے (یعنی مکان وغیرہ) وہ ویران ہونے کے لئے ہے اور جو کچھ تم نے جمع کیا ہے (یعنی مال و دولت) وہ خَتْم ہونے کے لئے ہے اور تمہارے عَمَل قیامت کے دن کے لئے ایک اعمال نامے میں محفوظ ہیں۔

وَلَوْ اَنَّا اِذَا مُتْنَا تُرِكْنَا لَكَانَ الْمَوْتُ رَاحَةَ كُلِّ حَيّ

وَلٰكِنَّا اِذَا مُتْنَا بُعِثْنَا وَنُسْئَلُ بَعْدَهَا عَنْ كُلِّ شَيْئٍ

ترجمہ: (۱) اگر ہم مرنے کے بعد (یونہی) چھوڑ دیئے جائیں تو پھر موت ہر زندہ کیلئے راحت بن جائے۔ (۲) مگر جب ہم مریں گے تو دوبارہ اٹھائے جائیں گے اور اسکے بعد ہر شے کے بارے میں ہم سے پوچھا جائے گا۔[1]

گناہوں کے دس نقصان

امیر المومنین حضرت سَیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان سے ہر گز دھوکے میں نہ پڑنا:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

ترجمۂ کنزالایمان: جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں اور جو

1 بحر الدموع، الفصل الثانی عواقب المعصیۃ، ص ۳۰

فَلَا یُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا برائی لائے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر۔ (پ۸، الانعام: ۱۶۰)

کیونکہ گناہ اگرچہ ایک ہی ہو اپنے ساتھ دس بُری خَصْلتیں لے کر آتا ہے: (۱) جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو غَضَب دلاتا ہے اور وہ اسے پورا کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ (۲) وہ (یعنی گناہ کرنے والا) ابلیس ملعون کو خوش کرتا ہے۔ (۳) جنّت سے دُور ہو جاتا ہے۔ (۴) جہنّم کے قریب آجاتا ہے۔ (۵) وہ اپنی سب سے پیاری چیز یعنی اپنی جان کو تکلیف دیتا ہے۔ (۶) وہ اپنے باطِن کو ناپاک کر بیٹھتا ہے حالانکہ وہ پاک ہوتا ہے۔ (۷) اعمال لکھنے والے فرشتوں یعنی کراماً کاتبین کو ایذا دیتا ہے۔ (۸) وہ نَبِیِّ کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو روضہ مبارکہ میں رنجیدہ کر دیتا ہے۔ (۹) زمین و آسمان اور تمام مخلوق کو اپنی نافرمانی پر گواہ بنا لیتا ہے۔ (۱۰) وہ تمام انسانوں سے خیانت اور ربُّ العالمین عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتا ہے۔[1]

بُرے خاتمے کا سَبَب

حضرتِ سَیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اور حضرتِ سَیِّدُنا شیبان راعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی دونوں ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ سَیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ساری رات روتے رہے۔ سَیِّدُنا شیبان راعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی

1 بحر الدموع، الفصل الثانی عواقب المعصیۃ، ص ۳۰

نے سَبَبِ گِریہ دریافت کیا تو فرمایا: مجھے بُرے خاتمے کا خوف رُلا رہا ہے۔ آہ! میں نے ایک شیخ سے 40 سال عِلْم حاصِل کیا۔ اُس نے 60 سال تک مسجِدُ الحرام میں عبادت کی مگر اس کا خاتمہ کُفْر پر ہوا۔ سَیِّدُنا شیبان راعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے کہا: اے سُفیان! وہ اس کے گناہوں کی شامت تھی آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی ہرگز مَت کرنا۔[1]

گناہوں کی خوفناک شکلیں

حُجَّۃُ الْاسلام حضرت سَیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی فرماتے ہیں: اگر تم نورِ بصیرت سے اپنے باطن کو دیکھو تو وہ طرح طرح کے درندوں کے گھیرے میں ہے، مثلاً غصّہ، شَہْوَت، کِینہ، حَسَد، تکبّر، خود پسندی اور ریاکاری وغیرہ۔ اگر تم (گناہوں کے نظر نہ آنے والے) ان درندوں سے لمحہ بھر کے لئے بھی غافِل ہو (کر گناہ کرتے ہو) تو یہ درندے تمہیں کاٹتے اور نوچتے ہیں اگرچہ فی الحال (تمہیں اس کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی اور) وہ تمہیں نظر (بھی) نہیں آرہے مگر مرنے کے بعد قَبْر میں پردہ اٹھ جائے گا اور تم ان درندوں کو دیکھ لو گے۔ ہاں ہاں! تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ گناہوں نے بچھوؤں اور سانپوں وغیرہ کی شکلوں میں قَبْر میں تمہیں گھیر رکھا ہے۔ یقین مانو! یہ بُری خصلتیں درحقیقت خوفناک درندے ہی ہیں جو اس وقت بھی

1 سبع سنابل، ص ۳۴

تمہارے پاس موجود ہیں لیکن ان کی بھیانک شکلیں تمہیں قبر میں نظر آئیں گی۔ ان درندوں کو اپنی موت سے پہلے ہی مار ڈالو یعنی گناہ چھوڑ دو، اگر نہیں چھوڑتے تو اچھّی طرح جان لو کہ وہ گناہوں کے درندے اس وقت بھی تمہارے دل کو کاٹ اور نوچ رہے ہیں اگرچہ تمہیں فی الحال تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔[1]

گناہوں کے دنیاوی نقصان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گناہوں سے آخرت کا نقصان اور عذابِ جہنّم کی سزاؤں اور قبر میں قسم قسم کے عذابوں میں مبتلا ہونا تو ہر شخص جانتا ہے مگر یاد رکھئے! گناہوں کی نُحوسَت سے آدمی کو دنیا میں بھی طرح طرح کے نقصان پہنچتے رہتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: (۱)روزی کم ہو جانا(۲)بلاؤں کا ہجوم (۳)عُمر گھٹ جانا(۴)دل میں اور بعض مرتبہ تمام بدن میں اچانک کمزوری پیدا ہو کر صِحّت خراب ہو جانا(۵)عِبادتوں سے محروم ہو جانا(۶)عقل میں فتور پیدا ہو جانا (۷)لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جانا (۸)کھیتوں اور باغوں کی پیداوار میں کمی ہو جانا (۹)نعمتوں کا چھن جانا(۱۰)ہر وقت دل کا پریشان رہنا (۱۱)اچانک لاعلاج بیماریوں میں مُبتَلا ہو جانا(۱۲) **اللہ** تعالیٰ، اس کے فرشتوں، نبیوں اور نیک بندوں کی لعنتوں میں گرفتار ہو جانا (۱۳)چہرے سے ایمان کا نور

1 احیاءُ العلوم، کتاب الخوف والرجاء، بیان احوال الصحابۃ والتابعین.. الخ، ۴/ ۲۳۳ ملخّصاً

نکل جانے سے چہرے کا بے رونق ہو جانا(۱۴)شرم و غیرت کا جاتا رہنا۔(۱۵)ہر طرف سے ذِلّتوں، رُسوائیوں اور ناکامیوں کا ہُجوم ہو جانا(۱۶)مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا وغیرہ وغیرہ گناہوں کی نُحوسَت سے بڑے بڑے دنیاوی نقصان ہوا کرتے ہیں۔[1]

حقیقت میں کامیاب کون؟

افسوس صد کروڑ افسوس! آج کثیر مسلمان جھوٹ، غیبت، تُہمت، خِیانت، زِنا، شراب، جُوا، فلمیں ڈِرامے دیکھنے اور گانے باجے وغیرہ سننے کے گناہ بے باکانہ کئے جارہے ہیں، اکثر مسلمان عورَتوں نے مَردوں کے شانہ بہ شانہ چلنے کی ناپاک دُھن میں حَیا کی چادر اُتار پھینکی ہے اور اب دیدہ زیب ساڑھیوں، نیم عُریاں غَراروں اور مَردانہ وَضْع کے لباسوں وغیرہ کے ساتھ شادی ہالوں، ہوٹلوں، تفریح گاہوں اور سینما گھروں میں اپنی آخِرَت برباد کرنے میں مشغول ہیں۔ خدا کی قسم! موجودہ رَوِش میں نہ ترقّی ہے نہ کامیابی۔ ترقّی اور کامیابی صِرف وصِرف **اللہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اِس مختصر ترین زندگی کو سنّتوں کے مطابِق گزار کر ایمان سلامت لئے قبْر میں جانے اور جہنّم کے ہولناک عذاب سے بچ کر جنّتُ الْفِردوس پانے میں ہے۔ چنانچِہ پارہ 4 سورۂ اٰلِ عمران کی

1 جنتی زیور، ص ۱۴۳

آیت نمبر 185 میں ارشادِ خُدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ ہے:

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ (پ۴، اٰل عمران: ۱۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: جو آگ سے بچا کر جنّت میں داخِل کیا گیا وہ مُراد کو پہنچا۔

گناہوں کا علاج

گناہوں کے چھ علاج

حضرتِ سَیِّدُنا ابراہیم بن اَدھم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْاَکرَم کی خدمتِ سراپا عَظمت میں ایک شخص حاضِر ہوا اور عرض کی: یاسیِّدی! مجھ سے بَہُت گناہ سرزد ہوتے ہیں، برائے کرم! گناہوں کا عِلاج تجویز فرما دیجئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اسے یہ چھ نصیحتیں فرمائیں:

پہلی نصیحت یہ فرمائی: جب گناہ کرنے کا پکّا ارادہ ہو جائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا رِزق کھانا چھوڑ دو۔ اُس شخص نے حیرت سے عَرض کی: حضرت! آپ کیسی نصیحت فرما رہے ہیں! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ رَزّاق عَزَّوَجَلَّ وُہی ہے، میں اُس کی روزی چھوڑ کر بھلا کس کی روزی کھاؤں گا! فرمایا: دیکھو! کتنی بُری بات ہے کہ جس پَروَردگار عَزَّوَجَلَّ کی روزی کھاؤ اُسی کی نافرمانی بھی کرو!

پھر **دوسری نصیحت** فرمائی: جب بھی گناہ کا ارادہ ہو جائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مُلک سے باہَر نکل جاؤ۔ عَرض کی: حُضُور! یہ بھی کیسے ہو سکتا ہے! مشرِق، مغرِب،

شِمال، جُنُوب، دائیں، بائیں، اوپر، نیچے اَلْغَرَض جِدھر جاؤں اُدھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کا مُلک پاؤں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مُلک سے باہَر کس طرح جاؤں! فرمایا: دیکھو! کتنی بُری بات ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مُلک میں بھی رہو اور پھر اُس کی نافرمانی بھی کرو۔

تیسری نصیحت یہ ارشاد فرمائی: جب پختہ ارادہ ہو جائے کہ بس اب گناہ کر ہی ڈالنا ہے تو اپنے آپ کو اتنا چُھپالو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دیکھ نہ سکے۔ عَرض کی: حُضُور! یہ کیونکر ممکن ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے دیکھ نہ سکے، وہ تو دلوں کے اَحوال سے بھی باخبر ہے۔ فرمایا: دیکھو! کتنی بُری بات ہے کہ تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو سَمیع و بَصیر (یعنی سننے والا اور دیکھنے والا) بھی تسلیم کرتے ہو اور یہ بھی یقین کے ساتھ کہہ رہے ہو کہ ہر لمحے مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے مگر پھر بھی گناہ کئے جارہے ہو۔

چوتھی نصیحت یہ ارشاد فرمائی: جب مَلَکُ الْمَوت سَیِّدُنا عِزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام تمہاری رُوح قبض کرنے کیلئے تشریف لائیں تو اُن سے کہہ دینا، تھوڑی سی مُہلَت (مُہ۔لَت) دے دیجئے تا کہ میں توبہ کرلوں۔ عرض کی: حُضُور! میری کیا اَوقات اور میری سُنے کون؟ موت کا وقت مقرّر ہے اور مجھے ایک لمحہ بھی مُہلَت نہیں مل سکے گی فوراً میری رُوح قبض کرلی جائیگی۔ فرمایا: جب تم یہ جانتے ہو کہ میں بے اختیار ہوں اور توبہ کی مُہلَت حاصِل نہیں کر سکتا تو فی الحال ملے ہوئے لمحات کو غنیمت جانتے ہوئے مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام کی تشریف آوَری سے پہلے

پہلے توبہ کیوں نہیں کر لیتے؟

پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے **پانچویں نصیحت** یہ فرمائی: جب تمہاری موت واقع ہو جائے اور قبر میں مُنکَر نکیر تشریف لے آئیں تو اُنکو قبر سے ہٹا دینا۔ عرض کی: سرکار! یہ کیا فرما رہے ہیں! میں انہیں کیسے ہٹا سکوں گا! مجھ میں اتنی طاقت کہاں! آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: جب تم نکیرین (نَ۔کی۔رَین) کو ہٹا نہیں سکتے تو اُنکے سُوالات کے جَوابات کی تیّاری ابھی سے کیوں نہیں کر لیتے؟

چھٹی اور آخِری نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اگر قِیامت کے دن تمہیں جہنّم کا حکم سنایا جائے تو کہہ دینا: "نہیں جاتا۔" عرض کی: حُضُور! وہاں تو گناہ گاروں کو گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ فرمایا: جب تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی روزی کھانے سے بھی باز نہیں آسکتے، اُس کے مُلک سے باہَر بھی نہیں نکل سکتے، اُس سے نظر بھی نہیں بچا سکتے، مُنکَر نکیر کو بھی نہیں ہٹا سکتے اور اگر جہنّم کا حکم سنا دیا جائے تو اُسے بھی نہیں ٹال سکتے تو پھر گناہ کرنا ہی کیوں نہیں چھوڑ دیتے! اُس شخص پر سَیِّدُنا ابراہیم بن اَدھم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْاَکرَم کے تجویز کردہ گُناہوں کے عِلاج کے ان چھ نصیحت آموز مَدَنی پھولوں کی خوشبوؤں نے بَہُت اثر کیا، زار و قِطار روتے ہوئے اُس نے اپنے تمام گناہوں سے سچّی توبہ کر لی اور مرتے دم تک توبہ پر قائم رہا۔[1]

1 نیکی کی دعوت، ص ۳۰۷ بحوالہ تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۰۰ ملخّصاً

مبلغین کیلئے مدنی پھول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے بُزُرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِین مسلمانوں کے گناہوں کے سَبَب ہونے والے ہولناک عذاب کے مُتَعَلِّق غور کر کے ان پر رحم کرتے، ان کیلئے غمگین ہوتے اور ان کی اِصلاح کیلئے کڑھتے تھے۔ ہمیں بھی مسلمانوں کی ہمدردی اور غمگساری کرنی چاہئے، ان کی اصلاح کیلئے ہر دم کوشاں رہنا چاہئے اور اس میں حوصِلہ بڑا رکھنا اور حِکْمَتِ عَمَلی سے کام لینا چاہئے۔ اس ضمن میں ہمیں ڈاکٹر کے طریقِ کار سے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے جیسا کہ کڑوی دوا اور انجکشن وغیرہ کے سَبَب مریض اگر ڈاکٹر سے کتراتا بھی ہے تب بھی ڈاکٹر اس سے نفرت نہیں بلکہ پیار ہی سے پیش آتا ہے۔ اسی طرح گناہوں کا مریض چاہے ہمارا مذاق اڑائے، خواہ ہم پر پھبتیاں کسے ہمیں بھی ہمت نہیں ہارنی چاہئے، اگر ہم پَیہَم سَعی کرتے رہیں گے اور میدانِ عَمَل سے بھاگنے والوں کو دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلوں میں سفر کے عادی بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ گناہوں کے مریض ضَرور شِفایاب ہوتے چلے جائیں گے۔ مگر اس مَدَنی مقصد کے پیشِ نظر "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔" ہمیشہ یاد رکھئے کہ دوسروں کی اصلاح میں مگن ہو کر اپنی اصلاح سے کبھی غافل نہ ہوں۔ چنانچہ جب حضرت سَیِّدُنا ربیع

بِن خَیثَم رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ سے عرض کی جاتی کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ لوگوں کو وعظ ونصیحت کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ جواباً ارشاد فرماتے: ابھی تو مجھے خود اپنی اِصلاح کی ضَرورت ہے پھر میں لوگوں کو کیسے نصیحت کروں؟ انہیں کیسے ان کے گناہوں پر ملامت کروں؟ بے شک لوگ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دوسروں کے گناہوں کے بارے میں تو ڈرتے ہیں لیکن اپنے گناہوں کے بارے میں اس سے بے خوف ہیں۔[1]

خوفِ گناہ ہو تو ایسا!

پیارے اسلامی بھائیو! آہ! جہنّم کا خوفناک عذاب!! گناہوں سے کنارہ کشی نہایت ہی ضَروری ہے ورنہ سخت سخت آزمائش کا سامنا ہو سکتا ہے۔ ہمیں اپنے گناہوں پر ندامت ہونی اور اس کی وجہ سے دَہشت کھانی چاہئے۔ کاش! نصیب ہو جائے! اِس ضِمن میں ایک حِکایت پڑھئے اور تڑپئے: ایک مرتبہ عابِدین (عبادت گزاروں) کا ایک قافلہ جس میں حضرتِ سَیِّدُنا عَطاء رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ بھی موجود تھے سفر پر چلا، کثرتِ عبادت کے سبب اُن عابِدین کی آنکھیں اندر کی طرف ہو گئی تھیں، پاؤں سوج گئے تھے اور خربوزے کے چھلکوں کی طرح کمزور ہو گئے تھے، محسوس ہوتا تھا گویا ابھی ابھی قبروں سے نکل کر آئے ہیں، راہ میں

1 عیون الحکایات، الحکایۃ الخامسۃ عشرۃ مع الزھاد الاوائل، ص۳۱ ملخّصاً

ایک عابِد بے ہوش ہو گئے اور سخت سردی کے باوُجود اُن کے سر سے بسبَبِ دَہشت پسینہ ٹپکنے لگا، ہوش آنے کے بعد لوگوں کے اِستِفسار پر بتایا: جب میں اس جگہ سے گزرا تو مجھے یاد آیا کہ فُلاں روز اِس مَقام پر میں نے گناہ کیا تھا، اِس خیال سے میرے دل میں حسابِ آخرت کی دَہشت طاری ہو گئی اور میں بے ہوش ہو گیا۔[1]

نفس یہ کیا ظلم ہے جب دیکھو تازہ جُرم ہے
ناتُواں کے سر پر اتنا بوجھ بھاری واہ واہ[2]

نماز گناہوں سے روکتی ہے

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِؕ (پ۲۱، العنکبوت: ۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے۔

صَدرُ الافاضل حضرتِ علّامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: جو شخص نماز کا پابند ہوتا ہے اور اس کو اچھی طرح ادا کرتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک نہ ایک دن وہ ان بُرائیوں کو ترک کر دیتا ہے جن میں مبتلا تھا۔ حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری جوان سیّدِ عالَم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ نماز

1 احیاء العلوم، ۴/ ۲۲۹ ملخّصًا
2 حدائقِ بخشش، ص ۱۳۴

پڑھا کرتا تھا اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا اِرْتِکاب کرتا تھا حُضور سے اس کی شِکایَت کی گئی، فرمایا: اس کی نماز کسی روز اس کو ان باتوں سے روک دے گی۔ چنانچہ بَہُت ہی قریب زمانہ میں اس نے توبہ کی اور اس کا حال بہتر ہو گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس کی نماز اس کو بے حَیائی اور ممنوعات سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔[1]

داڑھی بھی گناہوں سے روکتی ہے

پیارے اسلامی بھائیو! داڑھی اَنْبِیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اتنی پیاری سنّت ہے کہ اس کی برکت سے گناہوں سے بچا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: داڑھی مَرد کو بَہُت سے گناہوں سے روکتی ہے کیونکہ داڑھی سے مَرد پر بُزُرگی آجاتی ہے اس کو بُرے کام کرتے ہوئے یہ غیرت ہوتی ہے کہ اگر کوئی دیکھ لے گا تو کہے گا کہ ایسی داڑھی اور تیرے ایسے کام۔ داڑھی کی بھی تجھ کو لاج نہ آئی اس خیال سے وہ بہت سی چھچھوری باتیں اور کُھلّم کُھلّا بُرے کام سے بچ جاتا ہے یہ آزمائش ہے کہ نماز اور داڑھی بفضلہٖ تعالیٰ برائیوں سے روکتی ہے۔[2]

1 خزائن العرفان، پ۲۱، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، حاشیہ نمبر ۱۱۰

2 اسلامی زندگی، ص ۹۲

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! داڑھی کی طرح عمامہ شریف بھی گناہوں سے بچنے اور شیطان کو خود سے دُور بھگانے کا ایک یقینی ذریعہ ہے۔ چنانچہ، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدّدِ دِین وملّت، پَروانۂ شَمعِ رِسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے فتاویٰ رضویہ شریف میں تاریخ مدینہ دمشق کے حوالے سے حضرت سَیِّدُنا مَیمُون بِن مِہران عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْمَنَّان سے مروی ایک روایت نقل فرمائی ہے جس میں حضرت سَیِّدُنا مَیمُون بِن مِہران عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: میں (حضرت سَیِّدُنا) سالِم بِن **عبد اللّٰہ** بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی خِدمَت میں حاضِر ہوا تو انہوں نے حدیث اِملاء کرائی پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے ابو ایوب! کیا تجھے ایسی حدیث کی خبر نہ دوں جو تجھے پسند ہو، میری طرف سے روایت کرے اور اسے بیان کرے؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ تو (حضرت سَیِّدُنا) سالِم بِن **عبد اللّٰہ** بن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: میں اپنے والد ماجد (حضرت سَیِّدُنا) **عبد اللّٰہ** بن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حُضور حاضِر ہوا اور وُہ عِمامہ باندھ رہے تھے، جب باندھ چکے میری طرف اِلتِفات کر کے فرمایا: تم عِمامہ کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں! فرمایا: **اسے دوست رکھو، عِزّت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔**[1]

1 فتاویٰ رضویہ، ۶/ ۲۱۴ تاریخ مدینہ دمشق، ۳۷/ ۳۵۴

گناہوں سے نجات کے چند مختلف طریقے

1 حضرت سَیِّدُنا شقیق بلخی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں، ہم نے پانچ چیزوں کو پانچ میں پایا: (۱) **گناہوں کے عِلاج کو نمازِ چاشت میں** (۲) قَبْروں کی روشنی کو تہجّد میں (۳) مُنکر نکیر کے جوابات کو تِلاوتِ قرآن میں (۴) پُلْ صراط پر سے سلامت گزرنے کو روزہ اور صدقہ و خیرات میں (۵) حَشْر میں سایۂ عرش پانے کو گوشہ نشینی میں۔ (1)

2 حضرتِ سَیِّدُنا **عبد اللہ** بن عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے رَمَضان کے روزے رکھے پھر چھ دن شَوّال میں رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ (2)

3 حضرتِ سَیِّدُنا **عبد اللہ** بن عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ سلطانِ ذی شان، رَحمتِ عالمیان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مُعْتَکِف کے متعلق ارشاد فرمایا: هُوَيَعْكِفُ الذُّنُوْبَ يُجْرٰى لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا۔ یعنی اِعتِکاف کرنے والا گناہوں سے بچا رہتا

1 ملخّصاً من شرح الصّدور، باب فتنة القبر . . . الخ، فصل فيه فوائد، ص ۱۴۷

2 مجمع الزوائد، کتاب الصیام، باب فیمن صام رمضان . . . الخ، ۳/ ۴۲۵، حدیث: ۵۱۰۲

ہے اوراس کیلئے تمام نیکیاں لکھی جاتی ہیں جیسے ان کے کرنے والے کے لئے ہوتی ہیں۔[1]

4. حَیا بھی گناہوں سے بچنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ چنانچہ کسی بُزُرگ (بُ۔زُرْ۔گ) نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی (جس کا خُلاصہ یہ ہے کہ) جب گناہ کرتے ہوئے تجھے آسمان وزمین میں سے کسی سے (شرم وحَیا) نہ آئے تو اپنے آپ کو چَوپایوں میں شمار کر۔[2]

5. گُناہوں سے بچنے کی عادت بنانے کے لئے گناہوں سے بچنے کے فضائل، نُقصانات اوران کی اُخْروِی سزاؤں کا مُطالَعہ کرتے رہنا چاہئے۔[3] نیز مختلف تکالیف اور اَذِیَّت دِہ اَشیاء کو دیکھ کر عِبرَت بھی حاصِل کرنی چاہئے کہ مَیں نے جو فُلاں گناہ کیا ہے اگر اُس کی پاداش میں مجھے دنیا ہی میں اِس طرح کی تکلیف (جیسے آگ میں جلنے، سانپ بچھو وغیرہ کے ڈسنے) میں مبتَلا کر دیا گیا جو قبر و جہنّم کے عذاب کی تکلیف سے کہیں زِیادہ ہلکی ہے

1 ابنِ ماجہ کتاب الصیام، باب فی ثواب الاعتکاف، ۲/ ۳۶۵، حدیث: ۱۷۸۱

2 باحیا نوجوان، ۵۸

3 اس کیلئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مکتبۃ المدینہ نے ایک کتاب ”جہنم میں لے جانے والے اعمال“ دو جلدوں میں شائع کی ہے جو حضرت سیدنا امام ابن حجر ہیتمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی کتاب ”اَلزَّوَاجِر عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر“ کا اُردو ترجَمہ ہے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کتاب کا مُطالَعہ گناہوں کی پہچان حاصِل کرنے اور ان سے بچنے میں سود مند ثابت ہو گا۔

جسے مَیں برداشت نہیں کر سکتا تو دوزخ کا دَرْدناک عذاب کیوں کر سَہ سکوں گا؟ آہ! آہ! آہ!

گناہوں کی دوا

پیارے اسلامی بھائیو! موت کو گلے لگانے سے پہلے پہلے گناہوں کی بیماری کا علاج کر لیجئے، اگر گناہ کرتے کرتے بِغیر توبہ مر گئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ناراض ہوا تو یقین جانئے کہیں کے نہ رہیں گے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کی ادائیں بھی خوب ہوا کرتی ہیں، وہ نیکیاں کرنے کے باوُجُود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے اور گناہوں کی دوا تلاش کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ چُنانچِہ حضرتِ سَیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ کسی عبادت گزار نوجوان کے ساتھ بَصرہ کی گلیوں بازاروں میں گھوم رہا تھا کہ ہم ایک طبیب کے پاس سے گزرے جو کرسی پر بیٹھا تھا، اس کے سامنے بَہُت سے مرد و عورت اور بچّے ہاتھوں میں پانی سے بھری شیشیاں لئے اپنی بیماری کے علاج کے طلبگار تھے۔ میرے ساتھ جو عبادت گزار نوجوان تھا اُس نے کہا: اے طبیب! کیا آپ کے پاس کوئی ایسی دوا بھی ہے جو گناہوں کو دھو ڈالے اور امراضِ قلب سے شفا دے؟ وہ بولا: ہے۔ نوجوان نے کہا: مجھے عنایت فرما دیجئے۔ اُس نے جواب دیا: گناہوں کی دوا کا نسخہ دس چیزوں پر مشتمل ہے: (1) فقر اور اِنکِساری کے دَرَخت کی جڑیں

لو۔ پھر(2)اُس میں توبہ کا ہَلیلَہ(یعنی ہڑنامی دیسی دوا) ملا لو۔ پھر (3) اُسے رِضائے الٰہی کی کَھرل(کَھ۔رَل۔یعنی دوا کُوٹنے کی پتّھر کی کُونڈی)میں ڈالو اور(4) قناعت کے دَستے سے خوب اچّھی طرح پیس لو۔ پھر(5)اُسے تقویٰ وپرہیز گاری کی ہانڈی میں ڈال دواور(6)ساتھ ہی اُس میں حَیا کا پانی بھی ملا لو۔ پھر(7)اُسے مَحبَّتِ الٰہی کی آگ سے جوش دو (8)اِس کے بعد اُسے شکر کے پیالے میں ڈال لو اور (9) اُمّید و رَجا کے پنکھے سے ہَوا دواور پھر(10)حمد وثَنا کے چمچے سے پی جاؤ۔ اگر تم نے یہ سب کچھ کر لیا تو یہ نسخہ تمہیں دنیا و آخِرت کی ہر بیماری و مصیبت میں نفع پہنچائے گا۔[1]

گناہ مِٹانے کا نسخہ

جب بھی گناہ سرزد ہو جائے تو کوئی نیکی کر لینی چاہئے مَثَلاً کلمہ طیّبہ یا دُرُود شریف وغیرہ پڑھ لیجئے۔ چُنانچِہ حضرتِ سَیِّدُنا ابو ذَر غِفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی: **یارسولَ اللہ** صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مجھے وصیت فرمایئے۔ سلطانِ دوجہان، مدینے کے سلطان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تجھ سے کوئی بُرا عمل سرزد ہو جائے تو اس کے بعد کوئی نیک کام کر لینا، یہ نیکی اس بُرائی کو مٹا دے گی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض

1 المنبّہات، ص۱۱۰

کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ! کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا نیکیوں میں سے ہے؟ فرمایا: یہ تو افضل ترین نیکی ہے۔ (1)

گناہوں سے بچنے کا ایک اور نسخہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر آپ اپنی اصلاح چاہتے ہیں تو جب گناہ کرنے کو جی چاہے موت کے تصور میں گم ہو جانے کی عادت ڈال لیجئے یعنی اس تصور میں کھو جایئے کہ یقینی موت آج بھی آسکتی ہے اور مرنے کے بعد مجھے گھپ اندھیری اور مختصر سی قبر میں اتار کر بند کر دیا جائے گا، میں اگر چہ بظاہر ہل بھی نہیں سکوں گا مگر سب کچھ سمجھ میں آرہا ہو گا! ہائے! اس وقت مجھ پر کیا گزر رہی ہو گی! میرے بچّوں اور جگری دوستوں کو یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ مجھے سب کچھ نظر آرہا ہے پھر بھی اکیلا چھوڑ کر سارے ہی مجھے پیٹھ دیکر چل پڑیں گے، ہائے! ہائے! میری نافرمانیاں! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ ناراض ہو گیا تو میرا کیا بنے گا! حضرت علّامہ جلال الدین سیوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکافی شرحُ الصّدور میں نقل کرتے ہیں: حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سرورِ دو عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مُردے کے ساتھ آنے والے لوٹ کر چلتے ہیں تو مُردہ بیٹھ کر ان کے قدموں کی

1 مسند احمد، ۸/ ۱۱۳، حدیث: ۲۱۵۴۳

آواز سنتا ہے اور قبر سے پہلے کوئی اس کے ساتھ ہم کلام نہیں ہوتا، قبر کہتی ہے: اے ابنِ آدم! کیا تو نے میرے حالات نہ سنے تھے؟ کیا میری تنگی، بدبو، ہولناکی اور کیڑوں سے تجھے نہیں ڈرایا گیا تھا؟ اگر ایسا تھا تو پھر تو نے کیا تیّاری کی؟[1]

کب گناہوں سے کَنارا میں کروں گا یارب!
نیک کب اے مِرے **اللہ** ! بنوں گا یارب!
کب گناہوں کے مَرَض سے میں شفا پاؤں گا
کب میں بیمار مدینے کا بنوں گا یارب![2]

گناہوں کے گیارہ علاج

1. **یَاعَفُوُّ:** کثرت کے ساتھ پڑھتے رہنے سے دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔
2. **یَامُمِیْتُ:** شہوت بہت تنگ کرتی ہو تو رات کو پڑھتے پڑھتے سویا کریں۔
3. **یَاحَمِیْدُ:** وسوسوں اور بری عادتوں سے نجات پانے کے لئے رات کے وقت اندھیرے میں بالکل تنہا بیٹھ کر 93 بار پڑھیں (کم از کم 45 دن تک)۔
4. **یَامُحْصِی:** سوتے وقت سینے پر ہاتھ رکھ کر سات بار پڑھ لیا کریں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عبادت میں دل لگے گا۔

1. شرح الصدور، باب مخاطبة القبر للميت، ص ۱۱۴
2. وسائلِ بخشش، ص ۹۰

5 **یَابَاعِثُ:** عبادت میں دل لگنے کے لئے سینے پر ہاتھ رکھ کر سوتے وقت سو بار پڑھئے (اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ گناہوں سے نفرت ہو جائیگی)

6 **یَامُقْسِطُ:** نماز کے بعد سو بار پڑھنے سے وسوسوں اور گندہ ذہنی سے نجات ملنے کے ساتھ ساتھ رنج و غم ختم ہو کر مسرت و شادمانی نصیب ہو گی اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔

7 **یَا قَهَّارُ:** چلتے پھرتے ورد کرتے رہنے سے دنیا کی مَحَبَّت دور ہوتی ہے اور اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَحَبَّت پیدا ہوتی ہے۔

8 **اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ:** شیطان سے محفوظ رہنے کے لئے روزانہ دس بار پڑھئے۔

9 **یَامَتِیْنُ:** اولاد اگر فسق و فجور میں مبتلا ہو گئی ہو تو دس بار روزانہ پڑھ کر ان پر دم کر دیا کریں۔

10 **یَامُمِیْتُ:** بلا حساب جنّت میں داخلے کیلئے ہر نماز کے بعد سینے پر ہاتھ رکھ کر سات بار پڑھ کر سینے پر دم کریں۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بُری عادتیں بھی چھوٹیں گی اور عبادت میں بھی دل لگے گا۔

11 **یَابَاطِنُ:** ہر نماز کے بعد سو بار پڑھئے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وسوسوں اور

گندے خیالات سے چھٹکارا حاصل ہو گا۔[1]

چار گناہوں کی نشاندھی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی تقریباً ہر محاذ پر ہر قسم کے گناہوں کی روک تھام کے لیے نبرد آزما ہے مگر یہاں صرف چار ایسے گناہوں کی نشاندہی اور ہلاکت خیزی بیان کی جاتی ہے جو مُعاشَرے میں تیزی سے سرایت کر کے ہماری اُخْرَوِی و دُنْیاوی زِنْدَگی کی بربادی کا سبب بن رہے ہیں: (۱) حَسَد (۲) چُغلی (۳) شَراب نوشی (۴) بے حَیائی

(1) حَسَد کی نُحُوسَت

حَسَد ایک ایسا خطرناک باطِنی مَرَض ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا قتل اسی ”حَسَد“ کی بنا پر ہوا، رُوئے زمین پر سب سے پہلا قاتِل قابیل اور سب سے پہلا مقتول ہابیل ہے ”قابیل و ہابیل“ یہ دونوں حضرت سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے فَرْزَنْد ہیں۔ ان دونوں کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت حَوّا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہر حَمْل

1 ہر عمل کے اوّل و آخر ایک بار دُرود شریف ضرور پڑھئے۔ وِرد شروع کرنے سے قبل کسی سنّی عالِم یا قاری صاحِب کو سُنا کر دُرُست مَخْرَج کے ساتھ پڑھئے، نماز پنجگانہ کی باجماعت پابندی لازِم ہے۔ **مَدَنی مشورہ:** پریشان حال اسلامی بھائی کو چاہئے کہ دعوتِ اسلامی کے سنّتوں کی تربیّت کے مَدَنی قافلے میں سفر کر کے وہاں دعا مانگے اگر خود مجبور ہے مثلاً اسلامی بہن ہے تو کسی اور کو سفر پر بھجوائے۔

میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے اور ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حَمل کی لڑکی سے نکاح کیا جاتا تھا۔ اس دُستور کے مُطابِق حضرت سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے قابیل کا نکاح **"لِیُوْذا"** سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کرنا چاہا مگر قابیل اس پر راضی نہ ہوا کیونکہ **"اِقلیما"** زیادہ خوبصورت تھی۔ اس لئے وہ اس کا طَلَبْ گار ہوا۔ حضرت سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کو سمجھایا کہ اقلیما تیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے، اس لیے وہ تیری بہن ہے، اس کے ساتھ تیرا نِکاح نہیں ہو سکتا۔ مگر قابیل اپنی ضِد پر اَڑا رہا۔ بالآخر حضرت سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے یہ حکم دیا کہ تم دونوں اپنی اپنی قربانیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دربار میں پیش کرو۔ جس کی قربانی مقبول ہو گی وہی اقلیما کا حق دار ہو گا۔

اس زمانے میں قُربانی کی مقبولیّت کی یہ نِشانی تھی کہ آسمان سے ایک آگ اُترَ کر اس کو کھالیا کرتی تھی۔ چنانچہ قابیل نے گیہوں کی کچھ بالیں اور ہابیل نے ایک بکری قربانی کے لئے پیش کی۔ آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو کھالیا اور قابیل کے گیہوں کو چھوڑ دیا۔ اس بات پر قابیل کے دل میں بُغْض و حَسَد پیدا ہو گیا اور اس نے ہابیل کو قتل کر دینے کی ٹھان لی اور ہابیل سے کہہ دیا کہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا۔ ہابیل نے کہا کہ قربانی قبول کرنا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا کام ہے اور وہ متقی بندوں ہی کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تو مُتّقی ہوتا تو ضَرور تیری قربانی قبول ہوتی۔ ساتھ

ہی ہابیل نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر تو میرے قتل کے لئے ہاتھ بڑھائے گا تو میں تجھ پر اپنا ہاتھ نہیں اُٹھاؤں گا کیونکہ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا اور تیرا گُناہ دونوں تیرے ہی پلّے پڑیں اور تو دوزخی ہو جائے کیونکہ بے اِنصافوں کی یہی سزا ہے۔ آخر قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ بَوقتِ قتل ہابیل کی عمر بیس برس کی تھی اور قتل کا یہ حادِثہ مکّہ مکرّمہ میں جَبَلِ ثَور کے پاس یا جَبَلِ حِرا کی گھاٹی میں ہوا اور بعض کا قول ہے کہ بصرہ میں جس جگہ مَسْجِدِ اعظم بنی ہوئی ہے منگل کے دن یہ سانحہ ہوا۔[1] (وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم)

پیارے اسلامی بھائیو! قابیل کے حسد میں گرفتار ہو کر اپنے بھائی کو قتل کرنے سے معلوم ہوا حسد کتنی بری اور خطرناک قلبی بیماری ہے۔ اسی لئے پارہ 30، سورۃُ الفلق کی آخری آیتِ مبارکہ میں حاسِد کے حسد سے پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ (پ۳۰، الفلق: ۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور حسد والے کے شر سے جب وہ جلے۔

حَسَد کیا ہے؟

کسی کی دینی یا دُنیاوی نِعمت کے زَوال (یعنی اس سے چھن جانے) کی تَمَنّا کرنا یا یہ

1 عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص ۸۵... روح البیان، پ۶، المائدۃ: ۲۷ تا ۳۰، ۲/ ۳۷۹

خواہش کرنا کہ فُلاں شخص کو یہ یہ نعمت نہ ملے، اس کا نام "حَسَد" ہے۔[1] حَسَد کرنے والے کو "حاسِد" اور جس سے حسد کیا جائے اسے "مَحْسُود" کہتے ہیں۔ مثلاً

📖 کسی کو مالی طور پر خوشحال دیکھ کر جلنا کُڑھنا اور یہ تمنّا کرنا کہ اس کے ہاں چوری یا ڈکیتی ہو جائے یا اس کی دُکان و مکان میں آگ لگ جائے اور یہ کَوڑی کَوڑی کا مُحتاج ہو جائے۔

📖 کسی کو اعلیٰ دینی یا دنیاوی مَنْصَب و مرتبے پر فائز دیکھ کر دل جلانا اور یہ تمنا کرنا کہ اس سے کوئی ایسی غَلَطی سَرزَد ہو کہ یہ مَقام و مرتبہ اس سے چھن جائے اور یہ ذلیل و رُسوا ہو جائے۔

📖 یہ خواہش رکھنا کہ فُلاں ہمیشہ تنگ دَسْت ہی رہے کبھی خوشحال نہ ہو۔

📖 فُلاں کو کبھی کوئی عزّت و مرتبہ نہ ملے وہ ہمیشہ ذِلّت کی چکّی میں ہی پِستا رہے،

اِس مذموم خواہش کا نام حَسَد ہے۔

حسد کو حسد کیوں کہتے ہیں؟

"حَسَد" کا لفظ "حَسْدَلٌ" سے بنا ہے جس کا معنی چیچڑی (جُوں کے مُشابہ قدرے لمبا کیڑا) ہے، جس طرح چیچڑی انسان کے جِسْم سے لِپٹ کر اس کا خون پیتی رہتی ہے اسی طرح حَسَد بھی انسان کے دل سے لِپٹ کر گویا اس کا خون چُوستا رہتا

1 الحديقة الندية، الخلق الخامس عشر، ۱/۲۰۰

ہے اس لئے اسے حَسَد کہتے ہیں۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! حَسَد ایک وَبا کی طرح مُعاشَرے میں بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے، آج کل دوسرے کا کاروبار ٹھپ کرنے کیلئے بڑی جِدّوجہد کی جاتی ہے، اُس کے مال کی خواہ مخواہ خرابیاں بیان کر کے اُس دکاندار پر طرح طرح کے اِلزامات ڈالے جاتے ہیں اور یوں حَسَد کے سبب جھوٹ، غیبت، چُغلی، آبروریزی اور نہ جانے کیا کیا مزید گناہ کئے جاتے ہیں۔

حسد سے گھروں کی تباہی

ہمارے معاشرے کے تقریباً ہر دوسرے گھر میں ساس بَہُو کے درمیان ہونے والی لڑائی کی ایک وجہ حَسَد بھی ہے۔ کیونکہ شادی سے قبل بیٹے کی مکمل توجہ اپنی ماں کی طرف ہوتی ہے اور عام طور پر وہ جو کچھ کماتا ہے ماں ہی کو دیتا ہے۔ بیٹے کی اس فرمانبرداری سے ماں بھی خوش رہتی ہے مگر شادی کے بعد جب بیٹے کی مَحبَّت اور توجہ دو حِصّوں میں تقسیم ہو جاتی ہے یعنی اس کے وہ تمام کام جو شادی سے پہلے اس کی ماں کرتی تھی اب بیوی کرنے لگتی ہے تو ماں کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ بیٹے کی مَحبَّت شاید مجھ سے کم ہو گئی ہے اور یوں وہ خود کو نظر انداز کرنا برداشت نہیں کر پاتی اور اس پر ایک جھلاہٹ سوار ہو جاتی ہے، پھر وہ بہو کو

1 لسان العرب، باب الحاء، ۱/ ۸۲۶

جذبۂ حَسَد میں اپنی حریف اور سدِّ مُقابل سمجھنے لگتی ہے۔ ادھر بیوی یہ سمجھتی ہے کہ اس کا شوہر اس کے بجائے اپنی ماں کو زیادہ وقت دیتا ہے، لہٰذا اس کے دل میں بھی حسد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے، پھر جب کبھی ساس کے منہ سے وہ کوئی تلخ بات سنتی ہے تو وہ بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتی ہے، یوں ساس اور بَہو کے درمیان حسد کی وجہ سے شروع ہونے والی اس جنگ کے شعلے خوش و خرّم گھرانے کو اپنی لپیٹ میں لے کر خاکستر کر دیتے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حسد کی یہ آگ ہمارے مُعاشَرے کے امن وسُکون کو جلا کر راکھ کئے جارہی ہے! مگر ہم ہیں کہ غفلت کی چادر اوڑھے سو رہے ہیں۔ یاد رکھئے! ہماری یہ غَفلت ہمیں لے ڈوبے گی اور دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی برباد کر دے گی۔

حسد کے مُتَعَلِّق تین فرامینِ مصطفےٰ

1. حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔[1]
2. حسد ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا (یعنی ایک کڑوے

1 ابو داود، کتاب الادب، باب فی حسد، ۴/ ۳۶۰، حدیث: ۴۹۰۳

درخت کا جما ہوا رَس) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔[1]

3. حسد کرنے والے، چغلی کھانے والے اور کاہن کے پاس جانے والے کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی میرا اس سے کوئی تعلق ہے۔[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ روایات ہمارے سامنے ”مرضِ حسد“ کی قباحَت (بُرائی) کو واضح کر رہی ہیں، لہٰذا ہم پر لازِم ہے کہ اگر خود کو اس مرض میں مبتلا پاتے ہیں تو اس کے عِلاج کی جانب مائل ہوں کہیں اس مرض کے سَبَب ہمارا انجام ”عِبرَت ناک“ نہ ہو جائے۔

حاسِد کا عِبرَت ناک انجام

ایک نیک شخص کسی بادشاہ کے پاس بیٹھ کر یہ نصیحت کیا کرتا: اچھے لوگوں کے ساتھ ان کی اچھائی کی وجہ سے اچھّا سلوک کرو کیونکہ برے لوگوں کے لئے ان کی برائی ہی کافی ہے۔ ایک جاہِل کو اس نیک شخص کی (بادشاہ سے) اس قُربَت پر حسد ہوا تو اس نے اس کے قتل کی سازِش تیار کی اور بادشاہ سے کہا: یہ شخص آپ کو بدبودار سمجھتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب آپ اس کے قریب جائیں گے تو وہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے گا تاکہ آپ کی بدبو سے بچ سکے۔ بادشاہ نے اس سے

1. کنز العمال، کتاب الاخلاق، الجزء الثالث، ۲/ ۱۸۶، حدیث: ۷۴۳۷
2. مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الغیبۃ والنمیمۃ، ۸/ ۱۷۳، حدیث: ۱۳۱۲۶

کہا: تم جاؤ میں خود اسے دیکھ لوں گا۔ یہ سازشی وہاں سے نکلا اور اس نیک شخص کو اپنے گھر دعوت پر بلا کر لہسن کھلا دیا، وہ نیک آدمی وہاں سے نکل کر بادشاہ کے پاس آیا اور حسبِ عادت بادشاہ سے کہا: اچھّوں کے ساتھ اچھّا سلوک کرو کیونکہ بُرے کو عَنْقَرِیب اس کی برائی ہی کافی ہو گی۔ تو بادشاہ نے اس سے کہا: میرے قریب آؤ۔ وہ قریب آیا تو اس نے اس خوف سے اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیا کہیں بادشاہ لہسن کی بو نہ سونگھ لے تو بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا کہ فُلاں آدمی سچ کہتا تھا۔ اس بادشاہ کی عادت تھی کہ وہ کسی کیلئے اپنے ہاتھ سے صرف انعام دینے کا ہی فرمان لکھا کرتا تھا لیکن اب کی بار اس نے اپنے ایک گورنر کو اپنے ہاتھ سے لکھا کہ جب میرا خط لانے والا یہ شخص تمہارے پاس آئے تو اسے ذَبح کر دینا اور اس کی کھال میں بھوسہ بھر کر میرے پاس بھیج دینا۔ اس نیک شخص نے وہ خط لیا اور دربار سے نکلا تو وہی سازشی شخص اسے ملا، اس نے پوچھا: یہ خط کیسا ہے؟ نیک شخص نے جواب دیا: بادشاہ نے مجھے انعام لکھ کر دیا ہے۔ سازِشی شخص نے کہا: یہ مجھے تحفۃً دیدو۔ تو اس نیک شخص نے کہا: تم لے لو۔ پھر جب وہ شخص خط لے کر عامِل کے پاس پہنچا تو اس عامل نے اس سے کہا: تمہارے خط میں لکھا ہے کہ میں تمہیں ذَبح کر دوں اور تمہاری کھال میں بھُوسہ بھر کر بادشاہ کو بھیج دوں۔ اس نے کہا: یہ خط میرے لئے نہیں ہے میرے مُعاملے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو تاکہ میں بادشاہ سے

رابطہ کر سکوں۔ تو عامِل نے کہا: بادشاہ کا خط آنے کے بعد اس سے رُجوع نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا عامِل نے اسے ذَبح کر دیا اور اسکی کھال بھُوسے سے بھر کر بادشاہ کو بھیج دی، پھر وہی نیک شخص حسبِ عادَت بادشاہ کے پاس آیا اور اپنی بات دُہرائی: اَچھّوں کے ساتھ اَچھّا سُلُوک کرو۔ تو بادشاہ نے حیرت زدہ ہو کر اس سے پوچھا: تم نے خط کا کیا کیا؟ اس نے جواب دیا: مجھے فلاں شخص ملا تھا، اس نے مجھ سے وہ خط مانگا تو میں نے اسے دے دیا۔ تو بادشاہ نے کہا: اس نے تو مجھے بتایا تھا کہ تم کہتے ہو کہ میرے جِسم سے بُو آتی ہے۔ تو اس نیک شخص نے عرض کی: میں نے تو ایسا نہیں کہا۔ پھر بادشاہ نے پوچھا: تم نے اپنی ناک پر ہاتھ کیوں رکھا تھا؟ اس نے بتایا: اسی شخص نے مجھے لہسن کھلا دیا تھا اور میں نے پسند نہ کیا کہ آپ اس کی بُو سُونگھیں۔ بادشاہ نے کہا: تم سچّے ہو اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ جاؤ، بُرے آدمی کی بُرائی اسے کِفایَت کر گئی۔[1] معلوم ہوا ❁ جو کسی پر احسان کرتا ہے اس پر بھی احسان کیا جاتا ہے اور جو کسی کے لیے برا چاہتا ہے اس کے ساتھ بھی برا ہی مُعامَلہ ہوتا ہے۔ ❁ اچھّے کام کا اچھّا نتیجہ اور بُرے کام کا بُرا نتیجہ۔ ❁ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں حسد سے محفوظ فرمائے۔

1 الزواجر عن اقتراف الكبائر، الباب الاول فى الكبائر الباطنة ومايتبعها، الكبيرة الثالثة: الغضب بالباطل والحقد والحسد، ۱/۱۱۵

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غَفْلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا اَنْجام برا ہے

یقیناً حَسَد کی یہ تباہ کاریاں دیکھ کر ہر عَقْل مند شخص خود کو اس سے محفوظ رکھنے یا مبتلا ہونے کی صورت میں اس سے چُھٹکارا پانے کی کوشش کرے گا، لہٰذا اس مَرض کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لیے اس کا عِلاج بیان کیا جاتا ہے۔

حَسَد کا علاج

حُجَّۃُ الاسلام حضرت سَیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی فرماتے ہیں کہ حسد قلب کی بیماریوں میں سے ایک بہت بڑی بیماری ہے اور اس کا علاج یہ ہے:

- حسد کرنے والا ٹھنڈے دل سے یہ سوچ لے کہ میرے حسد کرنے سے ہر گز ہر گز کسی کی دولت و نعمت برباد نہیں ہو سکتی اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میرے حسد سے اس کا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا۔ بلکہ میرے حسد کا نقصان دین و دنیا میں مجھ کو ہی پہنچ رہا ہے کہ میں خواہ مخواہ دِل کی جَلَن میں مبتلا ہوں اور ہر وقت حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہوں اور میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میری نیکیاں قیامت میں اس کو مل جائیں گی۔
- پھر یہ بھی سوچے کہ میں جس پر حسد کر رہا ہوں۔ اس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ نعمتیں دی ہیں اور اس پر ناراض ہو کر حسد میں جل رہا ہوں تو میں گویا اللہ عَزَّوَجَلَّ

کے فِعل پر اِعتِراض کر کے اپنا دین و ایمان خراب کر رہا ہوں۔

پھر اپنے دل میں اس خیال کو جمائے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ علیم و حکیم ہے، وہ ہر شخص کو وہی چیز عطا فرماتا ہے جس کا وہ اہل ہوتا ہے۔ میں جس شخص پر حسد کر رہا ہوں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک چونکہ وہ ان نعمتوں کا اہل تھا اس لئے اس نے اسے یہ نعمتیں عطا فرمائیں اور میں چونکہ ان کا اہل نہیں تھا اس لئے مجھے نہیں دیں۔ اس طرح حسد کا مرض دل سے نکل جائے گا اور حاسِد کو حسد کی جلن سے نجات مل جائے گی۔[1]

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

(2) چغلی کی نحوست

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1548 صَفحات پر مشتمل کتاب **فیضانِ سنّت** جلد اول صَفحہ 447 پر ہے کہ حضرتِ سَیِّدُنا شیخ یُوسُف بن اسمٰعیل نبہانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی نے ایک حِکایت نَقل کی ہے: ایک خُراسانی حاجی صاحِب ہر سال حج کی سعادت پاتے اور جب مدینہ منوّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا حاضِر ہوتے تو وہاں ایک عَلَوی بُزرگ حضرتِ سَیِّدُنا طاہِر بن یحییٰ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کی

1 احیاء علوم الدین، کتاب ذم الغضب والحقد والحسد، بیان الدواء الذی ینفی مرض الحسد عن القلب، ۳/ ۲۴۲

خدمت میں نذرانہ پیش کرتے۔ ایک بار مدینے شریف میں کسی حاسِد نے کہہ دیا کہ تُم بِلا وجہ اپنا مال ضائع کرتے ہو !طاہِر صاحِب غَلَط جگہ پر تمہارا نذرانہ خرچ کرتے ہیں۔ چُنانچِہ مسلسل دو سال اُنہوں نے حضرت سَیِّدُنا شیخ طاہِر عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ النَّاصِر کی خدمت نہ کی۔ تیسرے سال سفرِ حج کی تیّاری کے موقع پر حُضورِ انور، شافِعِ محشر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خُراسانی حاجی کے خواب میں جلوہ گر ہو کر کچھ اس طرح تنبیہ فرمائی: تم پر افسوس !بدخواہوں کی بات سُن کر تم نے طاہِر سے حُسنِ سُلوک کا رِشتہ خَتْم کر دیا!اِس کی تلافی کرو اور آئندہ قَطعِ تعلّق سے بچو۔ چُنانچِہ وہ ایک فریق کی سُن کر بدگُمانی کر بیٹھنے پر سخت شرمِندہ ہوئے اور جب مدینہ منوَّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا حاضِر ہوئے تو سب سے پہلے اُس عَلَوی بُزرگ حضرتِ سَیِّدُنا شیخ طاہر بن یحییٰ رَحمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضِری دی۔ اُنہوں نے دیکھتے ہی فرمایا: اگر تمہیں پیارے آقا، مدینے والے مصطَفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ بھیجتے تو تم آنے کیلئے تیّار ہی نہ تھے !تم نے مخالِف کی یکطرفہ بات سُن کر میرے بارے میں غَلَط رائے قائم کر کے اپنی عادتِ کریمانہ ترک کر دی یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خواب میں تمہیں تنبیہ فرمائی !یہ سُن کر خُراسانی حاجی صاحِب پر رقّت طاری ہوگئی۔ عَرض کی: حُضور! آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا: مجھے پہلے ہی سال پتا چل گیا تھا،

دوسرے سال بھی تم نے بے توجُّہی سے کام لیا تو میرا دل صدمے سے چُور چُور ہو گیا۔ اِس پر جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خواب میں کرم فرما کر مجھے دِلاسہ دیا اور تمہارے خواب میں تشریف لا کر جو کچھ ارشاد فرمایا تھا وہ مجھے بتایا۔ خُراسانی حاجی نے خوب نذرانہ پیش کیا، دست بوسی کی اور پیشانی چومنے کے بعد یکطرفہ بات سُن کر رائے قائم کر کے دل آزاری کا باعِث بننے پر عَلوی بُزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ سے مُعافی مانگی۔[1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مَغْفِرت ہو۔

نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی اَغِثنی[2]
اِسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے
خدا نے کِیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالَم میں جو کچھ خَفی و جَلی[3] ہے[4]

چغل خور کی باتوں میں نہ آیئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس حِکایت سے معلوم ہوا کہ ہمارے میٹھے

1 حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۵۷۱ مُلخّصًا
2 اے میرے پیارے میری فریاد کو پہنچئے
3 خَفی و جَلی یعنی چُھپا اور ظاہر
4 حدائقِ بخشش، ص ۱۸۷

میٹھے آقا مکّی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے غلاموں کے حالات سے باخبر رہتے، غمزدوں کے سِرہانے تشریف لے جاکر دِلاسے دیتے، خطا کرنے والوں کے خواب میں جاکر اصلاح فرماتے، نیکی کی دعوت پہنچاتے، گناہوں پر توبہ کا حکم فرماتے، فاصلے مِٹاتے اور بچھڑوں کو ملاتے ہیں۔ خُراسانی حاجی صاحِب نے چُغل خور کی باتوں میں آکر بدگمانی کا شِکار ہوکر یک طرفہ ذِہن بنالیا اِس پر آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خواب میں تنبیہ فرمائی۔ اِس سے ہمیں بھی درس ملا کہ نہ خود چُغلی کھائیں نہ یکطرفہ سُن کر دوسرے فریق کے بارے میں کوئی رائے قائم کریں۔ زہے نصیب! بِلا اجازتِ شرعی مسلمان کے خِلاف سننے کی عادت ہی ترک کر دیں کہ اس طرح اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ غیبتوں، چُغلیوں، بدگمانیوں، عیب دریوں اوردل آزاریوں جیسے مُتَعَدَّد کبیرہ گناہوں اور جَہنّم میں لے جانے والے کاموں سے نَجات مل جائیگی۔

چغلی سے گھر کی بربادی

ایک شخص نے کسی کے ہاتھ اپنا ایک غلام فروخت کیا اور خریدار کو کہہ دیا کہ اس غلام میں اور کوئی عیب نہیں، البتہ! چغل خوری کی عادت ہے۔ خریدار نے اس عیب کو حقیر جان کر اسے خرید لیا، وہ غلام اس شخص کی خدمت میں رہنے لگا۔ ایک روز اپنے آقا کی بیوی کے پاس گیا اور کہا: اے بیگم صاحبہ! مجھے افسوس ہے کہ

آپ کے میاں کو آپ سے کچھ مَحبَّت نہیں۔ اب ان کا ارادہ ہے کہ کوئی لونڈی خرید کر اسکے ساتھ عیش منائیں اور آپ کو بالکل چھوڑ دیں، اگر آپ کی خواہش ہو تو میں آپ کو ایسی ترکیب بتاؤں جس سے ان کا دل آپ کی طرف مائل ہو جائے اور آپ سے مَحبَّت کرنے لگیں۔ بیوی نے پوچھا: وہ کیا ترکیب ہے؟ غُلام نے کہا آج رات کو جب آپ کے میاں سو جائیں تو اُسترا لے کر گلے کے پاس سے ان کی داڑھی کے کچھ بال مونڈ لینا اور ان بالوں کو اپنے پاس رکھنا پھر میں ترکیب بتادوں گا۔ اس کے بعد غلام اپنے آقا کے پاس آیا اور کہنے لگا: حُضور میں نے آج بی بی کو ایک غیر شخص کے ساتھ اِختِلاط کرتے ہوئے دیکھا ہے اور وہ آپ کو قتل کر ڈالنے کی فکر میں ہے۔ اگر آپ میرے قول کی تصدیق چاہتے ہیں تو آج رات کو آنکھیں بند کر کے لیٹے رہیں اور اپنے کو سوتا ہوا بنالیں۔ غلام کی بات سے اس کے دل میں شک پیدا ہو گیا۔ رات کو اس نے ویسا ہی کیا۔ عورت سمجھی کہ سو رہا ہے استرا لے کر داڑھی کے بال مونڈنے کے لئے بڑھی شوہر کا خیال پختہ ہو گیا کہ واقعی وہ عورت اسے قتل کرنا چاہتی ہے فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور استرا چھین کر عورت کو مار ڈالا۔ عورت کے عزیز و اقارب کو معلوم ہوا تو دوڑے آئے اور اس شخص کو قتل کر دیا۔ پھر دونوں کے عزیز و اَقارِب میں باہم لڑائی ہوئی اور سَو کے قریب آدمی مارے گئے۔[1]

1 تذکرۃ الواعظین، فی مذمۃ النمیمۃ، ص۳۵۹

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! کس طرح چُغلی کی عادت فِتنہ وفَساد کا باعِث بنی! مگر افسوس! آج کل چُغلی اِس قدَر عام ہے کہ اکثر لوگوں کو شاید پتا تک نہیں چلتا کہ میں چُغلخوری کر رہا ہوں۔

چُغلی کسے کہتے ہیں؟

عُلَما فرماتے ہیں کہ لوگوں میں فساد کروانے کے لئے اُن کی باتیں ایک دوسرے تک پہنچانا چُغلی ہے۔[1] شارِح بُخاری حضرت علّامہ بدرالدین عینی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَنِی لکھتے ہیں کہ جمہور اسی تعریف کے قائل ہیں۔[2]

کیا ہم چُغلی سے بچتے ہیں؟

افسوس! اکثر لوگوں کی گفتگو میں آج کل غیبت و چغلی کا سلسلہ بَہُت زیادہ پایا جاتا ہے۔ دوستوں کی بیٹھک ہو یا مذہبی اجتماع کے بعد جمگھٹ، شادی کی تقریب ہو یا تَعزِیَت کی نَشِسْت، کسی سے مُلاقات ہو یا فون پر بات، چند منٹ بھی اگر کسی سے گفتگو کی صُورَت بنے اور دینی معلومات رکھنے والا کوئی حسّاس فرد اگر اُس گفتگو کی تفتیش کرے تو شاید اکثر مَجالِس میں دیگر گناہوں بھرے الفاظ کے ساتھ ساتھ وہ درجنوں چُغلیاں بھی ثابِت کر دے۔ ہائے! ہائے! ہمارا کیا بنے گا! ایک حدیث

1 شرح مسلم للنووی، ۲/ ۱۱۲

2 عمدۃ القاری، ۱۵/ ۲۰۹

میں آیا ہے کہ چُغل خور جنّت میں داخِل نہیں ہو گا۔[1]

چغلی کے متعلق 6 فرامینِ مصطفٰے

1. غیبت، طعنہ زنی، چُغل خوری اور بے گناہ لوگوں کے عیب تلاش کرنے والوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ (قِیامت کے دن) کُتّوں کی شکل میں اُٹھائے گا۔[2]
2. چغل خور جنّت میں نہیں جائے گا۔[3]
3. بے شک چغل خوری اور کینہ پروری دوزخ میں ہے۔[4]
4. اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے وہ ہیں جنہیں دیکھیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ یاد آجائے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بُرے بندے وہ ہیں جو چُغل خوری کرتے، دوستوں میں جدائی ڈالتے اور نیک لوگوں کے عیب تلاش کرتے ہیں۔[5]
5. خبر دار! جھُوٹ چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے اور چغل خوری عذابِ قبر (کا باعِث) ہے۔[6]

1. مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم النمیمة، ص٦٦، حدیث: ١٠٥
2. الترغیب والترھیب، کتاب الادب، الترھیب من النمیمة، ٣/ ٣٩٥، حدیث: ٤٣٣٣
3. بخاری، کتاب الادب، باب ما یکرہ من النمیمة، ٤/ ١١٥، حدیث: ٦٠٥٦
4. الترغیب والترھیب، کتاب الادب، الترھیب من النمیمة، ٣/ ٣٩٣، حدیث: ٤٣٢٨
5. مسند احمد، ٦/ ٢٩١، حدیث ١٨٠٢٠
6. مسند ابی یعلٰی، ٦/ ٢٧٢، حدیث: ٧٤٠٤

6 غِیبَت اور چُغلی ایمان کو اس طرح کاٹ دیتی ہیں جس طرح چَرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے۔[1]

یا ربِّ محمد تو مجھے نیک بنا دے اَمراض گناہوں کے مِرے سارے مٹادے
میں غیبت و چغلی سے رہوں دُور ہمیشہ ہر خصلتِ بد سے مرا پیچھا تو چھڑا دے
میں فالتو باتوں سے رہوں دور ہمیشہ
چُپ رہنے کا اللہ! سلیقہ تو سِکھا دے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

چغل خوری کا علاج

چغل خوری سے خود کو بچانے کا بہترین طریقہ کم گوئی کی عادت اپنانا ہے، کاش! ہمیں حقیقی معنوں میں زَبان کا قُفلِ مدینہ[2] نصیب ہو جائے، کاش! ضَرورت کے سوا کوئی لفظ زَبان سے نہ نکلے، کیونکہ زیادہ بولنے والے اور دُنیوی دوستوں کے جُھرمٹ میں رہنے والے کا غیبت اور بالخصوص چغلی سے بچنا بے حد دشوار ہے۔ آہ! آہ! آہ! حدیثِ پاک میں ہے: جس شخص کی گفتگو زیادہ ہو اس کی غَلَطیاں بھی زِیادہ ہوتی ہیں اور جس کی غَلَطیاں زیادہ ہوں اُس کے گناہ زیادہ

1 الترغیب والترھیب، کتاب الادب، الترھیب من الغیبة... الخ، ۳/ ۴۰۵، حدیث: ۴۳۲۶
2 غیر ضَروری باتوں سے بچنے کو دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں زَبان کا قفلِ مدینہ لگانا کہتے ہیں۔

ہوتے ہیں اور جس کے گناہ زیادہ ہوں وہ جَہَنَّم کے زیادہ لائق ہے۔ [1]

چغل خور کبھی سچا نہیں ہو سکتا

چغل خوری سے نجات کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ چغلی کرنے والے کی بات پر توجہ دی جائے نہ اس کی بات کو کوئی اہمیت دی جائے۔ یوں جب چغل خوروں کو اپنے مقصد (یعنی مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر مزے لینے) میں کامیابی نہیں ملے گی تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وہ چغل خوری سے بھی باز آجائیں گے۔ ہاں! اگر ہم ان کی بات دلچسپی سے سنیں گے، ہاں میں ہاں ملائیں گے اور اسے اہمیت دیتے ہوئے آپس میں لڑ پڑیں گے تو پھر چغل خوری کا خاتمہ بَہُت مشکِل ہے کیونکہ چغل خور یونہی فتنہ انگیزیاں کرتے، مسلمانوں کو آپَس میں لڑاتے رہیں گے اور ہم ان چغل خوروں کی باتوں کا یقین کر کے آپَس میں لڑتے رہیں گے، حالانکہ یہ چغل خور اس قابل نہیں ہے کہ ان کی بات پر یقین کیا جائے کیونکہ یہ چغلی کرنے کے سَبَب فاسِق ہو چکے اور فاسِق کی بات قابلِ اعتبار نہیں ہوتی۔ چنانچہ،

حجۃ الاسلام حضرت سَیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی فرماتے ہیں کہ حضرتِ سَیِّدُنا امام محمد بن شِہاب زُہری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی ایک مرتبہ بادشاہ سلیمان بن عَبْدُالملک کے پاس تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا، بادشاہ نے قدرے

1 حلیۃ الاولیاء، ۳/۸۷، حدیث: ۳۲۷۸

ناگواری کے ساتھ اُس سے کہا: مجھے پتا چلا ہے تم نے میرے خلاف فُلاں فُلاں بات کی ہے۔ اُس نے جواب دیا: میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا۔ بادشاہ نے اِصرار کرتے ہوئے کہا: جس نے مجھے بتایا ہے، وہ (کیسے جھوٹ بول سکتا ہے! وہ تو بَہُت) سچّا آدمی ہے۔ تو حضرتِ سَیِّدُنا امام زُہری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے بادشاہ کو مخاطب کر کے فرمایا: (آپ کو جس نے اِس طرح کی خبر دی وہ تو چغلی کھانے والا ہوا اور) **چُغل خور** کبھی سچّا نہیں ہو سکتا۔ یہ سُن کر بادشاہ سنبھل گیا اور کہنے لگا: حُضُور! آپ نے بالکل بجا فرمایا۔ پھر اُس شخص سے کہا: اِذْهَبْ بِسَلَامٍ یعنی تم سلامتی کے ساتھ لَوٹ جاؤ۔[1]

سَیِّدُنا عمر بن عبد العزیز کا طرزِ عمل

اَمِیْرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز کی خدمتِ بابَرَکت میں ایک شخص حاضِر ہوا اور اُس نے کسی کے بارے میں کوئی مَنفی (Negative) بات کی۔ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو ہم تمہارے مُعامَلے کی تحقیق کریں! اگر تم جھوٹے نکلے تو اِس آیتِ مبارَکہ کے مِصداق قرار پاؤ گے: **اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا** (پ۲۶، الحجرات: ۶) ترجمۂ کنزالایمان: اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو۔ اور اگر تم سچے ہوئے تو یہ آیت تم پر صادق آئے گی: **هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ** (پ۲۹، القلم: ۱۱) ترجمۂ کنزالایمان: بَہُت طعنے دینے والا بہت

1 اِحیاءُ الْعُلوم، ۳/ ۱۹۳

اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا۔ اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں مُعاف کر دیں! اُس نے عرض کی: یا اَمِیْرَ الْمُؤمِنِین! مُعاف کر دیجئے آئندہ میں ایسا (یعنی غیبتیں اور چغل خوریاں) نہیں کروں گا۔[1]

مَحبّتوں کے چوروں سے بچو

بُزُرْگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِین فرماتے ہیں: عقلوں کے دشمنوں اور مَحبّتوں کے چوروں سے بچو، یہ چور چُغلی کھانے والے ہیں اور چور تو مال چُراتے ہیں جبکہ یہ (چغلیاں کرنے والے) لوگ محبتیں چُراتے ہیں۔[2]

اندھیری قبر کا دل سے نہیں نکلتا ڈر کروں گا کیا جو تو ناراض ہو گیا یارب
سنوں نہ فُحش کلامی نہ غیبت و چغلی تِری پسند کی باتیں فقط سنا یارب[3]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں چغلی کے مرض اور چغل خوروں کے فتنوں سے محفوظ فرمائے۔

ترے حبیب اگر مسکراتے آجائیں تو بالیقین اٹھے قبر جگمگا یارب

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

1 اِحیاءُ العُلوم، ۳/ ۱۹۳
2 المستطرف، الفصل الثالث فی تحریم السعایۃ بالنمیمۃ، ۱/ ۱۵۱
3 وسائل بخشش، ص ۹۳

(3) شراب کی نحوست

حضرت سَیِّدُنا مالِک بن دینار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَفَّار ارشاد فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حج کے موسم میں، مَیں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کی اتنی کثرت تھی کہ انہیں دیکھ کر تَعَجُّب ہوتا تھا۔ میرے دل میں یہ خواہش اُبھری کہ کاش! کسی طرح مجھے معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں میں سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کون مقبول ہے تاکہ میں اس کو مبارکباد دوں اور جس کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ یہ مردود ہے اور بارگاہِ خداوندی میں اس کا حج قبول نہیں تو اس کو نیکی کی دعوت دوں اور اس کے لئے دعا کروں۔ جب رات کو سویا تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا: اے مالک بن دینار! تُو حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کے بارے میں فکر مند ہے؟ تو سن! اس مرتبہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہر چھوٹے بڑے، مرد وعورت، سفید وسیاہ رنگت والے، عربی وعجمی الغرض ہر حج اور عمرہ کرنے والے کو بخش دیا ہے لیکن ایک شخص کی مغفرت نہیں کی گئی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا اس شخص پر بَہُت زیادہ غضب ہے اور وہ اس سے ناراض ہے۔ اس کا حج قبول نہیں کیا گیا بلکہ اس کے منہ پر مار دیا گیا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: اس خواب کے بعد میری جو حالت ہوئی اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے۔ میں نے یہ گمان کر لیا کہ وہ مغضوب شخص شاید مَیں ہی ہوں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھ سے ناراض ہے۔ میں

بَہُت پریشان رہا۔ سارا دن اسی غم اور فکر میں گزر گیا پھر دوسری رات تھوڑی دیر کے لئے میری آنکھ لگی تو پھر مجھے اسی طرح کا خواب نظر آیا اور ایسی ہی غیبی آواز سنائی دی اور کہا گیا: اے مالک بن دینار! تُو وہ نہیں جس کا ذکر کیا جارہا ہے بلکہ وہ تو خُراسان کا ایک شخص ہے جو بَلْخ شہر میں رہتا ہے، اس کا نام محمد بن ہرون بلخی ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے شدید ناراض ہے، اس کا حج مردود ہے اور اس کے منہ پر مار دیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں: صبح میں خراسان سے آئے ہوئے حاجیوں کے قافلے میں گیا اور ان سے محمد بن ہرون بلخی کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا: مرحبا! اس نیک شخص کو کون نہیں جانتا، اس سے بڑھ کر عابد وزاہد پورے خراسان میں کوئی نہیں ۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان لوگوں کی زبانی اس کی تعریف سن کر بڑا تعجب ہوا کیونکہ خواب میں مُعامَلہ اس کے برعکس تھا۔ بہر حال میں نے ان سے پوچھا: اس وَقْت وہ کہاں ہوگا؟ لوگوں نے کہا: وہ چالیس سال سے مُسَلْسَل روزے رکھ رہا ہے اور ساری ساری رات عِبادت میں گزار دیتا ہے، اگر آپ اسے تلاش کرنا چاہتے ہیں تو مکّہ مکرّمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کے کسی ٹوٹے پھوٹے مکان میں تلاش کیجئے وہ ایسی ہی جگہوں میں قیام کرتا ہے۔ ان لوگوں سے یہ معلومات حاصِل کرنے کے بعد میں مکہ شریف کے ویران علاقے کی طرف گیا اور اسے ڈھونڈنے لگا۔ بالآخر ایک دیوار کے پیچھے میں نے ایک شخص کو دیکھ کر

پہچان لیا کہ یہی ابن ہرون ہے۔ اس کا سیدھا ہاتھ کٹا ہوا تھا جسے اس نے سوراخ کر کے زنجیر کی مدد سے گردن سے لٹکایا ہوا تھا۔ اسی طرح اس نے اپنے قدموں میں بھی بیڑیاں ڈال رکھی تھیں، وہ مشغولِ عبادت تھا لیکن جب اس نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو وہ میری طرف مُتوَجّہ ہوا اور کہنے لگا: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! تُو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ میں نے بتایا کہ میرا نام مالِک بن دینار ہے اور مَیں بصرہ کا رہنے والا ہوں۔ تو وہ بولا: اے مالِک بن دینار! میرے پاس کس لئے آئے ہیں؟ اگر میرے مُتَعَلّق کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کیجئے۔ میں نے کہا: مجھے تمہارے سامنے وہ خواب بیان کرتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے۔ تو وہ کہنے لگا: اے مالِک بن دینار! جو خواب دیکھا ہے بیان کیجئے اور شرم محسوس نہ کیجئے۔ فرماتے ہیں: بالآخر مَیں نے اسے خواب سنایا تو وہ کافی دیر تک روتا رہا، پھر کہنے لگا: اے مالِک بن دینار! مسلسل 40 سال سے حج کے موقع پر میرے بارے میں اسی طرح کا خواب کسی نیک وزاہِد بندے کو دکھایا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ میں جہنّمی ہوں۔

حضرت سَیِّدُنا مالِک بن دینار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تیرے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے درمیان کوئی بہت بڑا گناہ حائِل ہے؟ بولا: ہاں! میرا گناہ زمین و آسماں اور عرش و کُرسی سے بھی بڑا ہے۔ میں نے کہا: مجھے اپنا

وہ گناہ بتاؤ تاکہ میں لوگوں کو اس کے اِرتِکاب سے بچاؤں اور انہیں اس گناہ سے ڈراؤں جس کی سزا تم بُھگت رہے ہو۔ تو وہ کہنے لگا: مَیں شَراب کا عادی تھا اور ہر وقت شراب کے نشے میں مدہوش رہتا۔ ایک مرتبہ میں اپنے ایک شرابی دوست کے پاس گیا۔ وہاں خوب شراب پی، جب نشہ طاری ہونے لگا اور میری عَقْل پر پردہ پڑ گیا تو میں نشے کی حالت میں گرتا پڑتا گھر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو میری زوجہ نے دروازہ کھولا۔ گھر میں داخِل ہوا تو دیکھا کہ میری والدہ تَنُّور میں لکڑیاں ڈال کر آگ جلا رہی تھیں اور آگ خوب بھڑک رہی تھی۔ میری والِدہ نے جب مجھے نشے کی حالت میں دیکھا تو میری طرف آئیں، مَیں لڑکھڑا کر گرنے لگا تو انہوں نے مجھے تھام لیا اور بولیں: آج شعبانُ المعظم کا آخری دن ہے اور رمضان المبارک کی پہلی رات شروع ہونے والی ہے، لوگ صُبح روزہ رکھیں گے اور تیری صُبح اس حالت میں ہو گی کہ تُو شراب کے نشے میں ہو گا! کیا تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حَیا نہیں آتی؟ یہ سن کر مجھے غُصّہ آ گیا اور میں نے ایک گھونسا اپنی والدہ کے سینے پر مارا اور اسے اُٹھا کر جلتے ہوئے تنّور میں ڈال دیا، مَیں اس وقت نشے میں تھا اور میرے ہوش و حواس بَحال نہ تھے، جب میری زوجہ نے یہ دَرْدناک منظر دیکھا تو اس نے مجھے دھکیل کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا اور باہر سے کُنڈی لگا دی تاکہ پڑوسی میری آواز نہ سن سکیں اور انہیں مُعاملے کی خبر نہ ہو۔ صُبح جب ہوش آیا تو دیکھا کہ دروازہ بند تھا۔ زوجہ کو

دروازہ کھولنے کے لیے آواز دی۔ تو اس نے بڑے سَخت لَہجے میں اِنکار کر دیا۔ میں نے پوچھا: تم اِتنی ناراض کیوں ہو؟ آخر مَیں نے ایسی کون سی خطا کی ہے؟ وہ بولی: تُو نے اتنی بڑی خطا کی ہے کہ تُو اس لائق ہی نہیں کہ تجھ پر رحم کیا جائے۔ میں نے پھر پوچھا: آخر بات کیا ہے؟ مجھے بھی تو معلوم ہو کہ میں نے کیا کیا ہے؟ پھر جب اس نے یہ بتایا کہ میں نے اپنی ماں کو جلتے ہوئے تنّور میں ڈال کر مار ڈالا ہے اور اب وہ جل کر کوئلہ بن چکی ہے۔ تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے دروازہ اُکھاڑ پھینکا اور تنّور کی طرف لپکا، دیکھا تو میری والدہ جل کر کوئلہ ہو چکی تھی۔ شدتِ غم میں اُلٹے قدموں ٹوٹے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا، اپنا ہاتھ جس سے میں نے اپنی ماں کو گھونسا مارا تھا، چوکھٹ پر رکھا اور کاٹ ڈالا، پھر لوہا گرم کر کے اس ہاتھ کی ہڈی میں سوراخ کیا اور اس میں زنجیر ڈال کر گلے میں لٹکا لیا، اس کے بعد اپنے دونوں پاؤں میں بھی بیڑی ڈال لی اور سب مال و متاع راہِ خدا میں لُٹا دیا۔ اب مسلسل 40 سال سے میری یہ حالت ہے کہ دن میں روزہ رکھتا ہوں اور ساری ساری رات اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتا ہوں اور 40 دن کے بعد کھانا کھاتا ہوں۔ صرف اِفطاری کے وقت تھوڑا سا پانی اور کوئی معمولی سی چیز کھالیتا ہوں۔ ہر سال حج کرنے آتا ہوں اور ہر سال کسی عالم وزاہِد کو میرے متعلق ایسا ہی خواب دکھایا جاتا ہے جیسا آپ کو دکھایا گیا ہے، یہ ہے میری ساری داستانِ عبرت نشان۔

حضرت سَیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: یہ سن کر میں نے اس سے کہا: اے منحوس انسان! قریب ہے کہ جو آگ تجھ پر نازِل ہونے والی ہے وہ ساری زمین کو جلاڈالے۔ پھر میں وہاں سے ایک طرف ہو گیا اور ایک جگہ چُھپ گیا تا کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ جب اس نے محسوس کیا کہ میں جاچکا ہوں تو وہ ہاتھ اٹھا کر کچھ یوں مناجات کرنے لگا: ”اے غموں اور مصیبتوں کو دور کرنے والے! اے مجبور اور پریشان حال لوگوں کی دعائیں قبول کرنے والے! اے میری اُمیدوں کی لاج رکھنے والے! اے گہرے سمندروں کو پیدا کرنے والے! اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اے وہ ذات جسکے دَستِ قدرت میں تمام بھلائیاں ہیں! میں تیری رضا چاہتا ہوں اور تیری ناراضی سے پناہ مانگتا ہوں، تُو اپنے عَفْو و کرم کے صدقے مجھے عذاب سے محفوظ رکھ اور مجھے اپنی ناراضی سے بچا۔ اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مَیں کما حَقُّہٗ تیری تعریف نہیں کر سکتا، تُو ایسا ہی ہے جیسا تُو نے اپنی تعریف خود بیان فرمائی، اے میرے رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تُو میری اُمیدوں کی لاج رکھ لے، بے شک میں تجھ سے تیری رحمت کا طالب ہوں۔ (مجھے یقین ہے) کہ تُو میری دعا کو رد نہیں کرے گا۔ میں صرف تجھ ہی سے دعا کرتا ہوں۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! موت سے پہلے مجھے اپنی رضا کا مُژدہ سنادے اور مجھے اپنے عفو و کرم کی ایک جھلک دکھادے۔“ فرماتے ہیں: اس کی یہ رِقّت انگیز مناجات سن کر

مَیں لوٹ آیا۔ پھر رات کو نیند آئی تو دل کی آنکھیں کھل گئیں اور خواب میں مدینے والے مُصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت ہوئی۔ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے مالِک بن دینار! تُو لوگوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور اس کے عفو و کرم سے مایوس مت کر، یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ محمد بن ہرون کے افعال سے باخبر ہے اور اس نے اس کی دُعا قبول فرما کر اس کی لغزشوں اور خطاؤں کو مُعاف فرمادیا ہے، صُبح اس کے پاس جانا اور اس سے کہنا: بیشک اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قِیامَت میدانِ محشر میں تمام اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا۔ اگر کسی سینگ والے جانور نے بغیر سینگ والے جانور کو مارا ہو گا تو اس کو بدلہ دلوائے گا اور ذرّے ذرّے کا حِساب لے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! مَیں ذرے ذرّے کا حساب لوں گا اور اگر کسی نے ذرّہ بھر بھی ظلم کیا ہو گا تو مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلواؤں گا۔ اے ابن ہرون! کل بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اور تیری ماں کو اکٹھا کرے گا، تیرے متعلق جہنّم کا فیصلہ ہو گا۔ فرشتے تجھے مضبوط زنجیروں میں جکڑ کر جہنّم کی طرف دھکیل دیں گے، پھر تُو دنیوی تین دن رات کے برابر جہنّم کی آگ کا مزہ چکھے گا کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: میرے ذِمّۂ کرم پر ہے کہ میرا جو بندہ بھی ناحق کسی جان کو قتل کرے گا یا شراب پیئے گا تو میں اسے جہنّم کی آگ کا مزہ ضَرور چکھاؤں گا اگرچہ وہ برگزیدہ کیوں نہ ہو۔ اے ابنِ ہرون! پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ

تیری ماں کے دل میں تیرے لئے رحم ڈالے گا اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دے گا کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے یہ سُوال کرے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرے بیٹے کو بخش دے۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے، تیری والِدہ کے حوالے کر دے گا اور وہ تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھے جنت میں لے جائے گی۔ فرماتے ہیں: صبح ہوئی تو میں فوراً ابنِ ہرون کے پاس گیا اور اپنا پورا خواب کہہ سنایا۔ بخدا! خواب سن کر وہ جھوم اُٹھا اور اس کی روح اس طرح اس کے تَن سے جدا ہو گئی جیسا کہ پتّھر کو جب پانی میں ڈالا جائے تو وہ آسانی سے ڈوب جاتا ہے۔ پھر اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا گیا اور میں نے اس کے جنازہ میں شرکت کی۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! کس طرح شراب کے نشے میں مدہوش اس شخص نے اپنی ماں کو دہکتے تنوّر میں پھینکا اور ہلاکت اس کا مُقدّر ٹھہری۔ یاد رکھئے! شراب پینے کے بعد آدمی مدہوشی کے عالم میں بسا اوقات کوئی ایسا کام کر بیٹھتا ہے جس پر وہ ساری زِنْدَگی کفِ افسوس ملتا رہتا ہے۔ کیونکہ شراب نوشی ایک ایسی برائی ہے جس کی کوکھ سے مزید برائیاں جنم لیتی ہیں۔[2]

1 عیون الحکایات، الحکایۃ السابعۃ بعد المائۃ، ص ۱۳۵

2 شراب کے احکام اور اس کی نحوستوں اور نقصانات کے متعلق مزید جاننے کے لیے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 112 صَفحات پر مشتمل کتاب "برائیوں کی ماں" کا مُطالعہ کیجئے۔

شراب برائیوں کی اصل ہے

امیر المومنین حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں نے حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ”بُرائیوں کی اَصْل (یعنی شراب) سے بچو کیونکہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جو لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عِبادت کیا کرتا، ایک عورت اس کی مَحبَّت میں گِرِفْتار ہوگئی، جس نے بہانے سے عابِد کو اپنے گھر بلوایا اور جب وہ پہنچا تو جس دروازے سے اندر داخِل ہوتا وہ بند کر دیا جاتا یہاں تک کہ وہ اس عورت کے پاس جا پہنچا۔ کمرے میں عورت کے قریب ایک لڑکا کھڑا تھا اور شیشے کا ایک بڑا برتن بھی تھا جس میں شراب تھی۔ عورت بولی: ”میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم اس لڑکے کو قَتْل کر دو یا میری نَفْسانی خواہش پوری کر دو یا شراب کا ایک جام پی لو، اگر اِنکار کیا تو میں شور مچا کر تمہیں ذلیل ورسوا کر دوں گی۔“ آخر وہ شخص چھٹکارے کی کوئی راہ نہ پا کر شراب پینے پر راضی ہو گیا، عورت نے شراب کا ایک جام پلایا تو اس نے (نشے میں جھومتے ہوئے) مزید شراب مانگی، وہ شراب پیتا رہا یہاں تک کہ نہ صرف اس عورت کے ساتھ منہ کالا کیا بلکہ لڑکے کو بھی قتل کر دیا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مزید فرمایا: ”پس تم شراب سے بچتے رہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بیشک ایمان اور شراب نوشی دونوں

کسی شخص کے سینے میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے، (اگر کوئی ایسا کرے گا تو) ایمان و شراب میں سے ایک، دوسرے کو نکال باہر کرے گا۔"[1]

پیارے اسلامی بھائیو! اس عابد نے بدکاری اور قتل سے تو انکار کر دیا اور صِرف شراب پینے پر جان چھوٹتی نظر آئی تو نادان عابِد سمجھا کہ شراب پینے سے دونوں خطرناک کاموں یعنی بدکاری اور قَتْل سے جان چھوٹ جائے گی۔ چنانچہ اس نے شراب پی لی مگر اس کی نحوست سے بدکاری اور قتل جیسے گناہوں سے نہ بچ سکا۔ حقیقت میں اس عابد نے گناہوں کی چابی کو اختیار کر لیا تھا اور شراب پینے کے ایک گناہ کو اختیار کرنے سے کئی گناہوں کے دروازے کھل گئے۔ شراب کی انہی خرابیوں کی وجہ سے اسلام نے اسے ہمیشہ کیلئے حرام قرار دیا ہے مگر ہمارے معاشرے میں جہاں دوسری بے شُمار بُرائیاں پَنپ رہی ہیں اِن میں سے شراب نوشی ایک وبا کی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے جس نے مُعاشَرے کا چہرہ تک مسخ کر دیا ہے اور بد قسمتی سے آج ایک طبقہ کثرت سے شراب پینے لگا ہے، شادی بیاہ اور دیگر مختلف تقریبات میں شراب پیش کی جانے لگی ہے، آہ! انسان کتنا نادان ہے کہ اپنے ہی ہاتھوں اپنی بربادی کا سامان کر رہا ہے۔ ایک طرف کُفْر کی تاریکیوں سے بیزار اور حفاظتِ ایمان کے لیے گھر بار وار دینے والے صحابۂ والا

1 الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاشربة، فصل فی الاشربة، ۷/ ۳۶۷، حدیث: ۵۳۲۴

تَبار ہیں جنہوں نے شراب کی حُرمَت کا حکم سنا تو اس کی طرف دیکھنا تو دَرْکنار کبھی اس کے مُتَعَلِّق سوچا تک نہیں اور ایک طرف عِشْقِ مصطفےٰ سے سرشار ان ہستیوں کے برعکس وہ نابکار و ناہنجار لوگ ہیں جو مفت میں ملی ہوئی دولتِ ایمان پاکر اور شراب کے جام پی کر حِفاظَتِ ایمان سے غَفْلَت کا شِکار ہیں! ایسے لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ کیا وہ خود شیطان کو یہ آسانی فراہم نہیں کر رہے کہ وہ ان کے ایمان کی دولت چرا لے جائے؟ ہائے افسوس! صد افسوس! اگر اسی حالت میں موت کا قاصِد ان کے پاس یہ پیغام لے کر آ گیا کہ بارگاہِ خداوندی میں حاضری اور اعمال کی جواب دہی کا وقت آچکا ہے اور توبہ کی مُہلت بھی نہ ملی تو ایسے لوگوں کا انجام کیا ہو گا! ایسے کوتاہ فہموں کو اس وقت کے آنے سے پہلے خبردار کرتے ہوئے دو عالم کے مالِک و مختار باذنِ پروردگار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”شراب کا عادی (بغیر توبہ کئے) مر گیا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بُت پرست کی طرح پیش ہو گا۔“[1]

بے وفا دنیا پہ مت کر اعتبار
تُو اچانک موت کا ہو گا شکار
موت آ کر ہی رہے گی یاد رکھ!
جان جا کر ہی رہے گی یاد رکھ!

1 مسند احمد، مسند عبد اللہ بن العباس، ۱/ ۵۸۳، حدیث: ۲۴۵۳

شراب کے دس نقصان

افسوس صد کروڑ افسوس! آج کل مسلمانوں کی ایک تعداد مَعَاذَ اللہ شراب نوشی کی نُحُوست میں گِرفتار ہے، ایسے لوگوں کو چاہئے کہ امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی مُحَدِّث ابن جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۵۹۷ھ) نے بَحْرُ الدُّمُوع میں شراب کے جو دس نقصانات نَقْل فرمائے ہیں، انہیں ضَرور پیشِ نظر رکھئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ شراب نوشی میں 10 بُری خَصْلَتیں ہیں:

1. یہ بندے کی عَقْل میں فُتور ڈال دیتی ہے اس طرح وہ بچوں کیلئے تماشا اور مذاق بن جاتا ہے۔ امام ابن ابی الدنیا رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک شرابی کو پیشاب کرتے ہوئے دیکھا وہ اپنے منہ پر پیشاب مل رہا تھا اور کہہ رہا تھا: یا الٰہی! مجھے کَثرت سے توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں میں شامل فرما۔ مزید فرماتے ہیں: میں نے نشے میں مدہوش ایک شخص کو دیکھا جس نے قے کی تھی اور کتا اس کا منہ چاٹ رہا تھا تو وہ نشہ کرنے والا اس سے کہہ رہا تھا: اے میرے آقا! اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اولیا جتنی بُزُرگی عطا فرمائے۔
2. یہ مال کو ضائع اور برباد کرتی ہے اور تنگدستی کا سَبَب بنتی ہے جیسا کہ امیر المومنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دعا مانگی:

یاالٰہی! ہمیں شراب کے بارے میں واضح حکم ارشاد فرمادے کیونکہ یہ مال کو برباد اور عَقْل کو خَتْم کر دیتی ہے

3. یہ عَداوَت اور دشمنی کا سبب ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ(۹۱)

(پ۷، المائدۃ: ۹۱) ترجمۂ کنز الایمان: شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بَیر اور دشمنی ڈلوادے شراب اور جُوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔ جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: یارب عَزَّوَجَلَّ! ہم باز آگئے۔

4. شراب کھانے کی لذت اور دُرُست کلام سے شرابی کو محروم کر دیتی ہے۔

5. بعض اوقات شراب، شرابی پر اس کی بیوی کو حرام کر دیتی ہے اور اس کے باوجود عورت کا مرد کے ساتھ (بیوی کے طور پر) رہنا بدکاری ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ شرابی اکثر نشے میں طلاق دے دیتا ہے اور بعض اوقات دی ہوئی طلاق کو ایسے بھول جاتا ہے کہ اسے اِحساس تک نہیں ہوتا اور یوں اپنی حرام کی ہوئی بیوی سے بدکاری کا مُرتکِب ہو جاتا ہے۔ بعض صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے منقول ہے: جس نے اپنی

بیٹی کو کسی شرابی کے نکاح میں دیا گویا اس نے اپنی بیٹی کو بدکاری کے لئے پیش کر دیا۔

6. یہ ہر بُرائی کی کُنجی ہے اور شَرابی کو بَہُت سے گُناہوں میں مُبتَلا کر دیتی ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! شراب نوشی سے بچتے رہو کیونکہ یہ تمام بُرائیوں کی جڑ ہے۔

7. یہ شرابی کو بدکاروں کی مَجلِس میں لے جاتی ہے اپنی بدبو سے اس کے کاتِب فرشتوں کو اِیذا دیتی ہے۔

8. یہ شرابی پر آسمانوں کے دروازے بند کر دیتی ہے 40 دن تک نہ اس کا کوئی عمل اوپر پہنچتا ہے نہ ہی دُعا۔

9. شراب نوشی، شرابی پر اَسّی کوڑے واجِب کر دیتی ہے، لہٰذا اگر وہ دنیا میں اس سزا سے بچ بھی گیا تو آخِرت میں مخلوق کے سامنے اسے کوڑے مارے جائیں گے۔

10. یہ شرابی کی جان اور ایمان کو خطرے میں ڈال دیتی ہے۔ اس لئے مرتے وقت ایمان چِھن جانے کا خدشہ رہتا ہے۔[1]

1 بحر الدموع، ص ۲۱۴

مدنی ماحول اور شرابیوں کی توبہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابَستہ ہو کر بے شمار شرابی شراب کی نحوست سے نہ صرف جان چھڑا چکے ہیں بلکہ اب ان کا شُمار مُعاشَرے کے باعزت اَفراد میں ہونے لگا ہے۔ چنانچہ آیئے! جانتے ہیں کہ کیسے دعوتِ اسلامی کے ایک مبلغ کے سنّتوں بھرے بیان اور انفرادی کوشش کے نتیجے میں ایک جُوآری اور شرابی تائب ہوا اور مَدَنی قافلے کا مسافِر بن کر دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابَستہ ہو گیا۔

میں شرابی اور چور تھا

بمبئی (ہند) کے اسلامی بھائی کا بیان کچھ اِس طرح ہے کہ مجھے غَلَط صحبت کے سَبَب کم عُمری ہی میں شراب اور جُوئے کی لت پڑ گئی تھی، ہیرے اور سونے کی اسمگلنگ میں مَہارت کے باعِث میں اِس میدان میں کِنگ مشہور تھا۔ ہمارے گھر کے قریب دعوتِ اسلامی والے ہر جُمُعہ کو جَمْع ہو کر درس و بیان کا سلسلہ کیا کرتے تھے، میری ماں مجھ سے شرکت کا کہا کرتی مگر میں ٹال دیا کرتا۔ آخِر کار ماں کی اِنفرادی کوشش کی بَرَکت سے ایک بار شریک ہو ہی گیا، مجھے مُبَلِّغ کا انداز بیان تو

پسند آیا مگر پلّے کچھ نہ پڑا، اِختتام پر مجھ پر مُبلِّغ نے اِنفرادی کوشش کرتے ہوئے، بمبئی کے عَلاقہ گُونڈی (گ۔وَنڈی) میں ہونے والے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع کی دعوت پیش کی، میں نے حامی بھرلی۔ اجتماع والی شب دوستوں کے ساتھ شراب خانہ پہنچا مگر آج دل کچھ اُچاٹ سا تھا، سب نے شراب منگوائی مگر میں نے کولڈ ڈرنک کا آرڈر دیا۔ اِس پر دوستوں نے میری طرف مُتَعَجِّبانہ انداز میں دیکھا تو میں نے کہا: مجھے کسی نے اِجتماع کی دعوت دی ہے مجھے وہاں وعظ سننے جانا ہے۔ یہ سنتے ہی دوستوں میں ہنسی کا فوّارہ اُبل پڑا اور کہنے لگے: یار! کیا یہ مُحرّم کا مہینہ ہے! وعظ تو مُحرّم میں ہوتے ہیں، تمہارے ساتھ کسی نے مذاق کیا ہوگا۔ میں بھی سوچ میں پڑ گیا کہ واقعی وعظ تو مُحرّم شریف میں ہوتے ہیں مگر پھر میں نے دل باندھا اور یہ کہتے ہوئے اُٹھا کہ اگر وعظ نہیں ہوگا تو واپَس آجاؤں گا۔ باہَر نکل کر رِکشہ پکڑ کر سیدھا اجتماع گاہ میں جا پہنچا۔ وہاں مانگی جانے والی رِقّت انگیز دُعا نے مجھے خوب رُلایا، رو رو کر میں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی۔ اِجتماع ختم ہونے کے بعد مبلغ نے اِنفرادی کوشش کرتے ہوئے مجھے مَدَنی قافلے میں سفر کی دعوت پیش کی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں عاشقانِ رسول کے ساتھ مَدَنی قافلے کا مُسافر بنا، وہیں میں نے داڑھی شریف اور عمامہ مبارَکہ کی نیّت کی۔ جُوآری اور شرابی دوستوں سے پیچھا چُھڑایا اور دعوتِ اسلامی کا مَدَنی ماحول اپنایا۔ مجھے **وات** نامی ایک تشویشناک

بیماری تھی جس کے سَبَب ایسا لگا کرتا تھا جیسے آنکھ میں کنکری سی پڑی ہے۔ ڈاکٹر بھی اِس کے عِلاج سے عاجِز تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول کی بَرَکت سے مجھے اُس مُوذی مرض سے بھی چھُٹکارا نصیب ہو گیا۔

چھوڑیں مے نَوشیاں، مت بکیں گالیاں
آئیں توبہ کریں قافلے میں چلو
اے شرابی تو آ، آ جُواری تو آ
چُھوٹیں بد عادتیں قافلے میں چلو[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(4) بے حَیائی کی نحوست

پیارے اسلامی بھائیو! انسان پر ماحول کے جو انتہائی گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اس سے انکار ممکن نہیں، اچّھا ماحول اچّھی سوچ پیدا کرتا ہے تو برا ماحول ذہنوں کو پراگندہ کرتا ہے۔ چنانچہ جس مُعاشَرے میں شرابیوں اور جُواریوں کا راج ہو وہاں بسنے والوں کا ان گناہوں کے اثراتِ بد سے بچنا بَہُت مشکل ہے، کچھ ایسی ہی صورتِ حال ہمارے مُعاشَرے کی ہو چکی ہے، مغرب سے فیشن کے نام پر اٹھنے والی فحاشی و عُریانی کی مَسْمُوم (زہریلی) ہوائیں شرم وحَیا کے

1 وسائلِ بخشش، ص ۶۱۵

چراغوں کو تیزی سے بجھا رہی ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج جدھر دیکھیں فحاشی و عُریانی اور بے حَیائی پر مبنی نظارے نظر آتے ہیں، یہ بے حَیائی کا مرض ایک وبا کی طرح ہمارے مُعاشَرے میں سرایت کرتا جارہا ہے، دنیاوی امراض کے علاج کی تو ہمیں فِکر رہتی ہے مگر یہ بے حَیائی کا مرض ہماری تہذیب واَقدار کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے مگر کسی کو کوئی پروا نہیں۔ چنانچہ ضَرورت اس بات کی ہے کہ ہم صحیح اسلامی تَصَوُّرِ حَیا کو عام کرکے اس بے حَیائی کے عِفْرِیت (بھوت) کا قلع قمع کریں، کیونکہ اسلام میں حَیا کی بڑی اَہَمِّیَّت ہے۔

حضرت سَیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حیا ایمان (کی خصلتوں میں) سے ہے اور ایمان جنّت میں ہے اور بے حَیائی ظلم (کی خصلتوں میں) سے ہے اور ظُلم جہنّم میں ہے۔[1] اور ایک حدیثِ پاک میں ہے: بے شک ہر دین کا ایک خُلُق ہے اور اسلام کا خُلق حَیا ہے۔[2] یعنی ہر اُمَّت کی کوئی نہ کوئی خاص خَصلت ہوتی ہے جو دیگر خَصلَتوں پر غالِب ہوتی ہے اور اسلام کی وہ خصلت حیا ہے، کیونکہ حیا ایک ایسا خُلُق ہے جو اَخلاقی اچھّائیوں کی تکمیل، ایمان کی مضبوطی کا باعِث اور اسکی عَلامات میں سے ہے۔

1 کنز العمال، کتاب الاخلاق، ۲/ ۵۲، حدیث: ۵۷۶۱

2 ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الحیاء، ۴/ ۴۶۰، حدیث: ۴۱۸۱

حیا کیا ہے؟

حَیا ایک ایسی صِفَت ہے جو انسان کو بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بِن مَسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیثِ پاک میں ہے: اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ یعنی جب تجھ میں حَیا نہ رہے تو جو چاہے کر۔[1] اور صاحبِ مرقاۃ حَیا کے متعلق فرماتے ہیں: وَھُوَ خُلُقٌ یَّمْنَعُ الشَّخْصَ مِنَ الْفِعْلِ الْقَبِیْحِ بِسَبَبِ الْاِیْمَانِ۔ یعنی حَیا وہ عادت ہے جو ایمان کے سَبَب آدمی کو بُرے کاموں سے روک دے۔[2]

بے حیائی کی تباہی

افسوس! صد کروڑ افسوس! ہم مسلمان حَیا کو چھوڑ کر گناہوں کی اندھیری وادیوں میں کھو گئے ہیں، یہ حَیا ہی تو تھی جو اس پُرخار اور فانی و مُردار دنیا کی اندھیریوں میں ایک چراغ کی طرح ہماری رہنمائی کر رہی تھی، ہمارے قدموں کو گناہوں کی طرف بڑھنے سے روک رہی تھی، جب یہ ہی نہ رہی تو ہر بُری صِفَت ہم میں پیدا ہو گئی۔ آج نوجوان نسل کیا کیا گل نہیں کھلا رہی! یہ نسل چادر اور چار دیواری کا پاکیزہ حِصار (حلقہ، دائرہ) توڑ کر مخلوط تعلیم (Co Education) اور بوائے

1 بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۶، ۲/ ۴۷۰، حدیث: ۳۴۸۳

2 مرقاۃ المفاتیح، ۱/ ۱۴۰، تحت الحدیث ۵

وگرل فرینڈ(Boy/Girl Friend) کے جال میں گرِفتار ہو چکی ہے۔

اسلام نے جس عورت کے لئے شرم وحیا کو اس کا زیور بنایا تھا وہ سَرے بازار اپنی نمائش پر تُلی ہوئی ہے، شادی بیاہ کی تقریبات میں بے باکانہ ناچتی اور تھرکتی نظر آتی ہے۔۔! کہیں اس نوجوان نَسْل کو بے حَیائی کی گہری کھائی میں گرانے کے ذِمّہ دار ہم ہی تو نہیں۔جی ہاں!جس لڑکے یا لڑکی کے ہاتھ میں پاکیزہ کردار کے حامل سَلَف صالحین کی شرم وحَیا پر مبنی حکایات کی کتابیں ہونی چاہئے تھیں ہم نے ان کے ہاتھ میں عِشقیہ وفِسقیہ ناول اور رومانی شاعِری کی کتابیں تھمادیں، جس اولاد کی تربیّت کی ذِمّہ داری ہماری تھی ہم نے اسے ریموٹ کنٹرول (Remote control) پکڑا کر ٹی وی کے سامنے بٹھادیا گویا اس کی لگام غیر مسلموں کے ہاتھ میں تھمادی کہ لو ہماری آل واولاد تمہارے حوالے ان کے ذہنوں میں جتنا چاہو فحاشی وعُریانی کا زہر گھول دو، آہ! ہمیں کیا ہو گیا ہے! سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بگڑے ہوئے مُعاشَرے کا رُخ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے محبوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت کی طرف کیسے پھیرا جائے اور اس کو جہنّم کی طرف دوڑے چلے جانے سے روک کر کس طرح جنّت کی سَمت لے جایا جائے! آہ! آہ! آہ! ایسا دَور آچکا ہے گویا ہر کوئی **مَعَاذَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ جہنّم میں گرنا چاہتا ہے، شرم وحَیا کا عنصر بالکل خَتْم ہو چکا ہے، نجی مُعامَلات ہوں یا اجتِماعی تقریبات، محلّہ ہو یا بازار ہر

جگہ شرم وحَیا کا قتلِ عام اور بے حیائی کی دھوم دھام ہے، جس کو دیکھو بڑھ چڑھ کر بے حَیائی کا شیدائی نظر آرہا ہے۔

بے حیائی سے نَجات کا طریقہ

پیارے اسلامی بھائیو! ہم سب اپنی اور اپنے اہلِ خانہ کی اصلاح کی کوشش کریں، شرم وحَیا کے فضائل اور بے حَیائی کے نقصانات پر غور کریں تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت جلد ہمارا مُعاشَرہ بے حَیائی کی گندگی سے پاک وصاف ہو جائے گا۔ بالخصوص ہم میں سے جو گھر کے سربراہ ہیں ان پر یہ بہُت بڑی ذِمّہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اہلِ خانہ کو بے حیائی کی گندگی سے نجات دلائیں کیونکہ گھر کے سربراہ کے اخلاق وکردار کا اثر ان کے ماتحت افراد پر پڑتا ہے، اگر وہ باحیا ہوں گے تو لازماً اس کے اثرات خاندان کے دیگر افراد پر پڑیں گے۔

باحیا باپ کے کردار کا اثر

ایک شخص کثیر العیال اور گھر کا واحد کفیل تھا، بیمار ہونے کے باعث گھر میں فاقے ہونے لگے، اس کی ایک جوان لڑکی تھی جس نے چھوٹے بہن بھائیوں کو بھوک سے بلکتے دیکھا تو برداشت نہ کر سکی اور اپنے آپ کو سنوارا، میک اپ کیا اور نہ چاہتے ہوئے اس ارادے سے نکلی کہ باہَر میرے حُسن سے متاثر ہو کر ہو سکتا

ہے کوئی مجھے گناہ کی دعوت پیش کرے اور میں اپنا جسم فروخت کرکے اس سے رقم حاصِل کرکے اپنے بہن بھائیوں کا پیٹ پال سکوں۔ چنانچہ وہ لڑکی تیار ہو کر بازار میں نکلی، پورا دن بازار میں گھومتی رہی مگر اس کی طرف کسی نے دیکھا تک نہیں، تھکی ہاری گھر آئی باپ نے پوچھا: بیٹی! پورا دن کہاں تھی؟ بیٹی نے سر جھکا کر ندامت اور شرم کے ساتھ باپ کو پورا حال بیان کر دیا کہ ابا جان! چھوٹے بہن بھائیوں کی بھوک پیاس مجھ سے برداشت نہیں ہوتی، ان کی بھوک پیاس نے مجھے بے قرار کرکے گناہ کی طرف مائِل کر دیا لیکن عجیب واقعہ ہوا کہ میں پورا دن بازار میں گھومتی رہی مگر کسی شخص نے میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ باپ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی اور اس بزرگ باپ نے ارشاد فرمایا: بیٹی! تجھے کوئی نظر اٹھا کر کیسے دیکھے گا کہ تیرے باپ نے پوری جوانی میں کسی غیر عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کس طرح ایک باحَیا باپ کے پاکیزہ کردار کے اثرات نے اس کی بیٹی کو بدکاری سے بچالیا۔ ہمیں بھی اپنے قلب و نِگاہ کی حِفاظَت کرنی چاہئے کہ اس کی بَرَکت سے نہ صرف ہمارے اہلِ خانہ کی نظرِ بد سے حفاظت ہو گی بلکہ ہمارے مُعاشَرے سے بھی بے حَیائی اور بدکرداری کی آفت دور ہو گی۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

بے حیائی کے خلاف دعوتِ اسلامی کی جنگ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی نے بے حَیائی و بے پردگی کے خِلاف بھی اعلانِ جنگ کر رکھا ہے۔ آپ بھی دعوتِ اسلامی والے بن جایئے تاکہ تمام عاشقانِ رسول مل کر بے حَیائی کے منہ زور شیطانی سیلاب کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں اور ایک صحیح اسلامی مُعاشَرہ مَعْرِضِ وُجود میں آئے۔ چنانچہ بے حَیائی کے خلاف دعوتِ اسلامی کی جاری جنگ کا حصّہ بننے اور اپنی اصلاح کے لیے شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مَدَنی انعامات پر خود بھی عمل کیجئے اور اپنے گھر والوں کو بھی اس کی ترغیب دلایئے۔ نیز سنّتوں کی تربیّت کے لیے ہر ماہ عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سفر بھی کرتے رہیئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حِفاظَت کے لیے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔ ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

دعوتِ اسلامی کی برکات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے گناہوں کی نحوستوں کو ملاحظہ فرمایا

کہ کس طرح گناہوں کی کثرت ہلاکت کے گہرے غار میں پھینک دیتی ہے۔ خدانخواستہ اگر آپ گناہوں کے گرداب (بھنور) میں پھنسے ہوئے ہیں تو آیئے اور دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابَستہ ہو جایئے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ مَدَنی ماحول آپ کو گناہوں کی دَلْدَل سے نکال کر نیکیوں کی پاک سرزمین پر لا کھڑا کرے گا، گناہوں سے نفرت، نیکیوں سے مَحبَّت اور ایمان کی حِفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن ملے گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ و مہکے مہکے مدنی ماحول کے مُعاشَرے پر پڑنے والے اثرات ایک کھلی کتاب کی طرح ہیں، ہر آنکھ یہ دیکھ سکتی ہے کہ کس طرح باب المدینہ (کراچی) کے ایک علاقے سے نکلنے والی یہ تحریک دنیا پر چھاتی جارہی ہے اور تادمِ تحریر اس کا مَدَنی پیغام کم و بیش 187 ممالک تک جا پہنچا ہے، اس تحریک نے کئی گھروں میں مَدَنی انقلاب برپا کر دیا ہے، نوجوانوں کے سر عماموں کے تاج اور جسم سنّتوں بھرے لباس سے سجا دیئے ہیں، اسلامی بہنوں کو مدنی برقعے پہنا دیئے ہیں، اس دورِ پُرفِتَن میں جب ہر ایک دماغ پر فرنگی فیشن کا خُمار (نشہ) چھایا ہوا ہے، دعوتِ اسلامی نے آقائے دوعالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مَحبَّت کے وہ جام پلائے کہ جدید تہذیب کے نشے کا سب خُمار اتار کر رکھ دیا اور ہر ایک گویا زبانِ حال سے پکار اٹھا:

میں مصطفٰے کے جامِ مَحبَّت کا مَست ہوں
یہ وہ نشہ نہیں جسے تُرشی اتار دے

جو کل تک گانوں باجوں کے شوقین تھے اب نعتیں سنا رہے ہیں، جو کل تک فلموں ڈراموں کے فُحش مَناظِر دیکھنے کے دِلدادہ تھے آج مدینے کی پُر بہار فضائیں دیکھنے کے طلبگار ہیں، جو کل تک مُعاشَرے کے لئے ناسُور تھے آج لوگوں کے دِلوں کا سُرور ہیں، کل تک جو لڑکی بے پردگی کے جَنجال (مصیبت و آفت) میں گرفتار تھی آج مَدَنی برقعہ کے پاکیزہ حِصار (دائرہ) میں ہے۔ شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دین و ملّت، پَروانۂ شَمعِ رِسالَت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کے اس پیغام کو نہ صرف عام کیا بلکہ عشاق کو گھول کر پلا دیا:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ حقیقت ہے کہ مُحسن و کریم اور شفیق و رحیم آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیں ہمیشہ یاد فرماتے رہے، بلکہ دنیا میں تشریف لاتے ہی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سجدہ کیا۔ اس وقت ہونٹوں پر یہ دُعا جاری تھی: رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ یعنی پروردگار! میری اُمّت مجھے ہبہ کر دے۔[1]

1 فتاوٰی رضویہ، ۳۰/۷۱۷

مُحدِّثِ اعظم پاکستان حضرت علّامہ مولانا سردار احمد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْاَحَد فرمایا کرتے تھے کہ حضورِ پاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو ساری عمر ہمیں اُمَّتی اُمَّتی کہہ کر یاد فرماتے رہے، قَبرِ انور میں بھی اُمَّتی اُمَّتی فرما رہے ہیں اور حَشْر تک فرماتے رہیں گے یہاں تک کہ محشر کے روز بھی اُمَّتی اُمَّتی فرمائیں گے۔ حق یہ ہے کہ اگر صِرف ایک بار بھی اُمَّتی فرما دیتے اور ہم ساری زِنْدَگی یانبی! یانبی! **یارسولَ اللہ! یا حبیبَ اللہ!** کہتے رہیں تب بھی اُس ایک بار اُمّتی کہنے کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔[1]

جن کے لب پر رہا" امّتی اُمَّتی "
یاد اُن کی نہ بھول اے نیازیؔ کبھی
وہ کہیں اُمّتی تُو بھی کہہ یا نبی!
میں ہوں حاضِر تیری چاکری کے لیے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارا اتنا خیال فرمائیں کہ دنیا میں تشریف لائے تو ہمیں یاد فرمایا، قبر میں تشریف لے گئے تو ہمیں یاد فرمایا، اب قَبرِ اَنْوَر میں حَشْر تک یاد فرمانے کے علاوہ روزِ مَحْشَر بھی کرم فرمائیں گے تو اس مُحسن آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

1 عاشقِ اکبر، ص ۵۳

والہٖ وسلَّم کا بھی ہم پر حق ہے کہ ہم ان کی یاد کو اپنی عادت بنالیں، صرف زبان سے نہیں بلکہ عَمَلی طور پر بھی۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی نے ہمیں یہ ذہن دیا کہ اپنے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی اداؤں کو اپنا کے انہیں یاد کریں، اسی لئے تو شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ہمیں سبز سبز عمامہ کا تاج دیا کہ جب ہم سر پر عمامہ شریف سجائیں تو سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی یاد آئے، چہرے پر داڑھی سجائیں تو سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی یاد آئے، سنّتوں بھرا لباس پہنیں تو سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی یاد آئے اور جب مَدَنی قافِلوں میں سفر کریں تو سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی یاد آئے کہ ہمارے آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے کس طرح نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے صعوبتیں اٹھائیں۔ غرض اس ماحول کے دیئے ہوئے طریقہ کار کے مطابق سنّتوں سے معمور اپنے شب و روز گزاریں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا ہر ہر لمحہ اپنے محبوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی یادوں میں بسر ہو گا، گویا کہ ہم دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کے اس شعر کے مِصْداق بن جائیں گے:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

گناہوں اور جَہالَت کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے مُعاشَرے میں دعوتِ اسلامی کا مہکا مہکا مَدَنی ماحول امید کی کرن ہے، اس کی برکت سے ہر طرف اجالا پھیلتا جارہا ہے، کیونکہ دعوتِ اسلامی نے مُعاشَرے کی نبض پر ہاتھ رکھ کر جہاں مختلف مُعاشَرتی اَمراض کی تشخیص کی وہیں جامع منصوبہ بندی اور ٹھوس حکمتِ عملی کے ذریعے ان اَمراض سے چھٹکارا پانے کے لیے مختلف اقدامات بھی کئے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ دعوتِ اسلامی 80 سے زائد شعبہ جات میں اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی زِندَگیوں کو صحیح اسلامی طرزِ زِندَگی کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے رات دن ایک کیے ہوئے ہے۔ اے کاش! تمام مسلمان **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احکامات پر عمل کرنے والے اور دعوتِ اسلامی کے اس مَدَنی مقصد "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ کی عَمَلی تصویر بن جائیں۔ لہٰذا خود کو قرآن وسنّت کے سانچے میں ڈھالنے اور دنیا بھر کے مسلمانوں تک نیکی کی دعوت پہنچانے کے لئے اس عظیم الشان تحریک کا حِصّہ بن جایئے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابَستہ رہ کر مدنی کاموں کی دھومیں مچانے اور پرہیز گار و باکردار مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Go To Index

باہمی شکر رنجیوں کا بطریق احسن حل پیش کرنے والا مَدَنی گلدستہ

فیصلہ کرنے کے مَدَنی پھول

پیشکش:
مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC1286

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فیصلہ کرنے کے مدنی پھول

درود شریف کی فضیلت

مدینے کے سلطان، رَحمتِ عالَمیان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: ''جو مجھ پر جُمعہ کے دن اور رات 100 مرتبہ دُرُود شریف پڑھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی 100 حاجتیں پوری فرمائے گا، 70 آخرت کی اور 30 دُنیا کی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک فِرِشتہ مقرر فرمادے گا جو اُس دُرُود پاک کو میری قبر میں یوں پہنچائے گا جیسے تمہیں تحائف پیش کئے جاتے ہیں، بِلا شبہ میرا علم میرے وِصال کے بعد ویسا ہی ہوگا جیسا میری حیات میں ہے۔''

(جَمْعُ الْجَوامِع لِلسُّیُوطی، الحدیث ۲۲۳۵۵، ج۷، ص ۱۹۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 .....مبلغِ دعوتِ اسلامی ونگران مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری سَلَّمَہُ الْبَارِی نے بروز اتوار ۲۱ ربیع الغوث ۱۴۳۲ھ بمطابق ۲۷ مارچ ۲۰۱۱ء کو تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی میں وکلا وججز کے سنتوں بھرے اجتماع میں یہ بیان بنام ''وکیل کو کیسا ہونا چاہیے؟'' فرمایا۔ اس کا ایک حصہ ''فیصلہ کرنے کے مدنی پھول'' ضروری ترمیم واضافے کے بعد پیش کیا جارہا ہے۔

سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیصلہ

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک لشکر حضرتِ سَیِّدُنا خالِد بن وَلید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سربراہی میں روانہ فرمایا جس میں حضرتِ سَیِّدُنا عَمّار بن یاسِر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی شریک تھے۔ جن لوگوں سے جہاد کرنا تھا جب ان کا علاقہ قریب آیا تو رات ہو جانے کے سبب لشکر ٹھہر گیا اور ذُو الْعُیَیْنَتَیْن نامی ایک شخص نے جا کر قومِ کفار کو اسلامی لشکر کے حملے کی خبر دیدی۔ چنانچہ وہ مسلمانوں کے حملے سے آگاہ ہوتے ہی راتوں رات اپنا مال و متاع اور اہل وعیال لے کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر ایک شخص نہ بھاگا بلکہ اپنا سامان اور بال بچوں کو جمع کیا اور بھاگنے سے پہلے چھپ کر لشکرِ اسلام میں آیا، یہاں آ کر حضرتِ سَیِّدُنا عمار بن یاسر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق پوچھا اور جب ان سے ملاقات ہوئی تو عرض کی کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کی قوم حملے کی خبر پا کر بھاگ گئی ہے اور یہاں صرف وہی رہ گیا ہے اور کیا اس کا اسلام لانا کچھ مفید ہوگا؟ اگر اس کی جان اور مال محفوظ رہے تو یہاں ٹھہرا رہے ورنہ وہ بھی بھاگ جائے۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ تمہارا ایمان ضرور تمہیں نَفْع دے گا، تم اطمینان سے رہو،

میں تمہیں امان دیتا ہوں۔ وہ شخص مُطمئن ہو کر لوٹ گیا اور صبح کو جب لشکرِ اِسلام نے اس بَستی پر حَملہ کیا تو دیکھا کہ سوائے ایک گھر کے باقی سارے خالی پڑے ہیں۔ حضرتِ سَیِّدُنا خالِد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس شخص کو بال بچوں سمیت قید کر لیا اور اس کے مال پر بھی قبضہ کر لیا، حضرت سَیِّدُنا عمّار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ حضرت سَیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اسے چھوڑ دیں میں اسے اَمان دے چکا ہوں اور یہ مسلمان بھی ہو چکا ہے۔ حضرت سَیِّدُنا خالد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ میں لشکر کا امیر ہوں آپ کو امان دینے کا کیا حق تھا؟

اس پر ان دونوں ہستیوں میں شَکَر رَنْجی (معمولی سی رَنْجِش) ہو گئی، اس حال میں یہ حضرات مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور یہ مقدمہ بارگاہِ نُبُوَّت میں پیش ہوا تو حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ عمّار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی امان کو جائز رکھا اور اس شخص کو مع اس کے مال و اسباب اور اہل و عیال چھوڑ دیا، پھر حضرتِ سَیِّدُنا عمار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تاکید فرمائی کہ وہ آئندہ بغیر اجازت کسی کو امان نہ دیا کریں۔ حضرتِ خالد نے عرض کی: **یارسولَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ عمار جیسے غلام کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ میرا مقابلہ کرے؟ تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے)

ارشاد فرمایا: جو عمّار کو بُرا بھلا کہے خدا اس کا بُرا کرے، جو عمار سے بُغض رکھے خدا اس سے ناراض ہو جائے، جو عمار پر لعن طعن کرے خدا اس پر لعن طعن کرے۔ حضرتِ سَیِّدُنا عمار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ حضرت سَیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بات سن کر غصے سے بارگاہِ بے کس نواز سے روانہ ہو چکے تھے لہٰذا حضرت سَیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان سن کر فوراً ان کے پیچھے دوڑے اور راستے میں ہی انہیں جالیا اور پیچھے سے ان کا دامن پکڑ کر لپٹ گئے اور مَعْذِرَت کر کے ان کو راضی کر لیا اس موقعہ پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۵۹﴾ (پ۵، النساء: ۵۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حُکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اُسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ و قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔

(تفسیر الطبری، پ۵، النساء، تحت الآیۃ: ۵۹، ج۴، ص ۱۵۱)

سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! **پیارے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے کہ ہمارے

پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کیسے میٹھے انداز میں دو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں پیدا ہونے والی شکر رنجی کو دور فرمایا اور پھر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے بھی کمال اطاعت کا کیسا ثبوت دیا کہ فوراً ایک دوسرے سے راضی ہو گئے۔ صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس مبارک فیصلے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب قاضی کی عدالت میں کوئی ایسا مقدمہ پیش ہو جس میں ایک فریق اعلیٰ اور دوسرا ادنیٰ مرتبے والا ہو تو اسے کسی کے مرتبے کا لحاظ رکھے بغیر حق بات ہی کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ،

عادل قاضی (Righteous Judge)

امیر المومنین حضرت سَیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم جنگِ صِفّین کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زِرَہ اونٹ سے گر گئی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد آپ واپس کوفہ تشریف لائے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہ زِرَہ ایک یہودی کے پاس دیکھی جو بازار میں اسے بیچ رہا تھا، آپ نے زِرَہ پہچان کر یہودی سے ارشاد فرمایا: ''یہ زِرَہ تو میری ہے، میں نے کسی کو فروخت کی ہے نہ ہبہ کی ہے، پھر تیرے پاس کیسے پہنچی؟'' یہودی نے عرض کی: ''جناب! یہ زرہ میری ہے اور میرے قبضے میں ہے۔'' تو آپ نے فرمایا: ''چلو! ہم قاضی کے پاس چلتے ہیں۔'' چنانچہ، جب دونوں قاضی شریح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس پہنچے تو

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قاضی شریح کے پہلو میں اور یہودی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرا مخالف یہودی نہ ہوتا تو میں اس کے ساتھ مجلس عدالت میں برابر کھڑا ہوتا، مگر میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ یہودیوں کو حقیر سمجھو جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں حقیر قرار دیا ہے۔

قاضی شُرَیح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے عرض کی: ''اے امیرُ المومنین! فرمایئے! کیا اس یہودی سے آپ کا کوئی معاملہ ہے؟'' تو آپ نے فرمایا: ''ہاں! یہ زرہ جو یہودی کے قبضے میں ہے، میری ہے، میں نے اسے بیچا نہ ہبہ کیا۔'' قاضی صاحب نے یہودی سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے؟ وہ بولا کہ زرہ میری ہے اور میرے قبضے میں ہے۔ قاضی صاحب نے امیرُ المومنین سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس گواہ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''ہاں! میرا غلام قَنْبر اور میرا بیٹا حَسَن گواہی دیں گے کہ یہ زِرہ میری ہے۔'' تو قاضی شُرَیح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ کہتے ہوئے کہ ''**باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی شرعاً معتبر نہیں**'' یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ یہ دیکھ کر یہودی کہنے لگا کہ امیر المومنین مجھے اپنے ہی قاضی کے پاس لائے اور ان کے قاضی نے ان کے خلاف ہی فیصلہ دے دیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک یہ دین سچا ہے اور یہ گواہی بھی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

اور حضرتِ محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سچے رسول ہیں، اے امیر المومنین! یہ زِرَہ آپ ہی کی ہے۔(حلیۃ الاولیاء، الرقم ۲۵۷ شریح بن حارث الکندی، الحدیث: ۵۰۸۶، ج۴، ص۱۵۳)

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کی کیسی اعلیٰ تَرْبِیَّت کی کہ خلیفۂ وَقْت ایک عام آدمی کی طرح قاضی کی عدالت میں پیش ہوتا ہے اور قاضی خلیفہ کے خلاف اور یہودی کے حق میں فیصلہ کرنے میں ذرہ بھر تَأَمُّل سے کام نہیں لیتا کیونکہ مَنْصبِ قضا کا یہی تقاضا تھا کہ کوئی بھی ہو فیصلہ حق وانصاف پر مبنی ہونا چاہئے۔ جیسا کہ سورۂ نساء میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ (پ۵، النساء:۵۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

سلف صالحین اور منصبِ قضا

مَنْصبِ قضا کا حق ادا کرتے ہوئے فیصلہ کرنا بڑا ہی جان جوکھوں کا کام ہے اور بَہُت سے سلَف صالحین رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اس حسّاس مَنْصب سے بچنے میں ہی عافیت جانی۔ چُنانچہ،

عباسی خلیفہ منصور نے قَاضِیُ القُضاۃ (یعنی چیف جَسٹس) کے منصب پر کسی عالمِ دین کو مُقرَّر کرنے کا ارادہ کیا اور اس سلسلے میں اس کی نظرِ انتخاب چار جلیلُ القدر ہستیوں پر ٹھہری۔ چنانچہ، اس نے ان چاروں یعنی حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت سیِّدُنا سُفیان ثوری، حضرت سیِّدُنا شریک اور حضرت سیِّدُنا مِسْعَر رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کو دربار میں طلب کیا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے ساتھیوں سے ارشاد فرمایا کہ میں کسی حیلہ سے اس منصب کو قبول کرنے سے جان چھڑا لوں گا۔ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا کہ وہ بھاگ جائیں گے مگر یہ منصب قبول نہیں کریں گے۔ حضرت سیِّدُنا مِسْعَر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ وہ بچنے کے لئے خود کو پاگل اور دیوانہ ظاہر کریں گے اور حضرت سیِّدُنا شریک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمانے لگے کہ (اگر آپ لوگ ایسا کریں گے تو) میں اسے قبول کرنے سے نہیں بچ پاؤں گا۔ چنانچہ جب منصور کا درباری سِپاہی انہیں لینے آیا تو حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس سے فرمایا: ''میں قَضائے حاجَت کرنا چاہتا ہوں۔'' پس آپ ایک دیوار کے پیچھے چُھپ گئے۔ (قریب ہی دریا تھا) آپ نے دریا میں جھاڑیوں سے بھری ہوئی ایک کشتی دیکھی تو مَلّاح سے فرمایا: ''اس دیوار کے پیچھے ایک شخص ہے جو مجھے قَتْل کرنا چاہتا ہے۔'' اس سے آپ کی مراد سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس

فرمان کی طرف اشارہ کرنا تھا کہ ''جسے مَنْصَبِ قضا پر فائز کیا گیا گویا اسے بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔'' (سنن ابي داود، كتاب الأقضية، باب في طلب القضاء، الحديث: ۳۵۷۲، ج۳، ص۴۱۷) پس مَلّاح نے آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بات سن کر آپ کو کشتی میں جھاڑیوں کے نیچے چھپا دیا۔

جب درباری سپاہی نے کافی دیر گزر جانے کے بعد تلاش کیا تو آپ کہیں نظر نہ آئے تو وہ بقیہ تینوں حضرات کو ہی لے کر خلیفہ منصور کے پاس چلا گیا۔ حضرت سیِّدُنا مِسْعَر رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ دربار میں پہنچتے ہی خلیفہ سے پوچھنے لگے جناب آپ کے جانوروں کا کیا حال ہے؟ اور آپ کے خُدّام کیسے ہیں؟ آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ایسی باتیں سن کر ان لوگوں نے آپ کو مجنوں اور دیوانہ سمجھتے ہوئے آپ کو بھی جانے دیا (کہ یہ جب آدابِ مجلس سے بھی آگاہ نہیں تو قاضی کیسے بنیں گے)۔ اب حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ الْاَکْرَم کی باری آئی تو آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''میں کپڑے کا کاروبار کرتا ہوں اور کوفہ کے اَشراف کبھی اس بات پر راضی نہ ہوں گے کہ ان کا قاضی ایک کپڑے بیچنے والا شخص ہو۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اگر مجھے قاضی بنایا گیا تو کوفہ کے لوگ مجھے مزدور کہیں گے۔''

جب حضرت سیِّدُنا شریک رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی باری آئی تو آپ

رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے عذر پیش کیا کہ انہیں نسیان کا مرض لاحق ہے۔تو خلیفہ نے کہا کہ وہ آپ کو ایسے مَغزیات وغیرہ کھلائے گا کہ یہ مرض ختم ہو جائے گا۔ پھر آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی کمزوری و ناتوانی کا ذکر کیا تو خلیفہ نے کہا کہ ہم اس کے خاتمے کے لئے آپ کو روغنِ بادام سے تیار کردہ حلوہ جات کھلایا کریں گے۔ چنانچہ، جب کوئی راہِ نجات نہ پائی تو چار و ناچار راضی ہو کر فرمانے لگے: مجھے منصبِ قضا منظور تو ہے مگر اس سلسلے میں مَیں کسی کی پرواہ نہ کروں گا خواہ وہ آپ کا درباری و قریبی ساتھی ہی ہو۔ خلیفہ نے آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی یہ بات بھی مانتے ہوئے کہا مجھے منظور ہے: آپ کو حق حاصل ہو گا اگر فیصلہ میرے یا میری اولاد کے خلاف بھی ہوا تو کر دیجئے گا۔ اس طرح آپ کو منصبِ قضا پر فائز کر دیا گیا۔ ایک دن آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مَسندِ قضا پر تشریف فرما تھے کہ خلیفہ کا ایک خاص غلام حاضر ہوا جس کا کسی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تھا۔ اس غلام نے اپنے مُقابِل سے آگے بڑھ کر ممتاز جگہ بیٹھنا چاہا تو حضرت سیِّدُنا شریک رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے ڈانٹ دیا۔ تو وہ برہم ہو کر بولا: لگتا ہے آپ احمق ہیں۔ آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں نے پہلے ہی تمہارے آقا سے کہا تھا مگر وہ نہیں مانا اور مجھے زبردستی قاضی بنا دیا۔ چنانچہ اس کے بعد آپ کو اس منصب سے ہٹا دیا گیا۔ (المناقب للکردری، ج ۱، ص ۲۰۴ تا ۲۰۵)

جان دیدی، منصبِ قضا قبول نہ کیا

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 36 صفحات پر مشتمل رسالے، ''**اشکوں کی برسات**'' صَفحہ 27 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: عباسی خلیفہ منصور نے امام اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ میری مملکت کے قَاضِیُ الْقُضاۃ (یعنی چیف جج) بن جایئے۔ فرمایا: میں اس عہدے کے قابل نہیں۔ منصور بولا: آپ جھوٹ کہتے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو آپ نے خود ہی فیصلہ کر دیا! جھوٹا شخص قاضی بننے کے لائق ہی نہیں ہوتا۔ خلیفہ منصور نے اس بات کو اپنی توہین تصور کرتے ہوئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جیل بھجوا دیا۔ روزانہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سرِ مبارک پر دس کوڑے مارے جاتے جس سے خون سرِ اقدس سے بہہ کر ٹخنوں تک آجاتا، اس طرح مجبور کیا جاتا رہا کہ قاضی بننے کیلئے حامی بھر لیں مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حکومتی عہدہ قبول کرنے کیلئے راضی نہ ہوئے۔ اسی طرح آپ کو یومیہ دس کے حساب سے ایک سو دس کوڑے مارے گئے۔ لوگوں کی ہمدردیاں امامِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ تھیں۔ بالآخر دھوکے سے زہر کا پیالہ پیش کیا گیا مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مومنانہ فراست سے

زَہر کو پہچان گئے اور پینے سے انکار فرما دیا، اس پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لِٹا کر زبردستی حَلق میں زَہر اُنڈیل دیا گیا۔ زَہر نے جب اپنا اثر دکھانا شروع کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ خداوندی میں سجدہ رَیز ہو گئے اور سجدے ہی کی حالت میں ۱۵۰ھ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ (الخیرات الحسان، ص ۸۸ تا ۹۲) اس وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر شریف 80 برس تھی۔ بغدادِ معلّٰی میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مزار فائض الانوار آج بھی مَرجعِ خلائق ہے۔

دیارِ بغداد میں بلا کر، مزار اپنا دکھا، جہاں پر
ہیں نور کی بارشیں چھما چھم، امامِ اعظم ابو حنیفہ

(وسائل بخشش، ص ۴۰۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شکر رَنْجیاں اور اُن کے نقصانات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض اوقات کچھ اسلامی بھائیوں کے مابین غلَط فہمیوں وغیرہ کی بنا پر شکر رنجیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور بات بڑھتے بڑھتے شدید عداوت تک پہنچ کر قطعِ تعلُّقی پر ختم ہوتی ہے۔ پھر عیب جُوئی، غیبت، چُغلی، غلط بیانی اور بُہتان تراشی کی گرم بازاری کے سبب نامۂ اعمال کی سیاہی اور اَنا وضِد کی وجہ سے طرفین کی تباہی کا انتظام ہونے لگتا ہے۔ یقیناً یہ شیطان لعین کے کارنامے ہیں کہ یہ مسلمانوں بالخصوص نیکی کی دعوت دینے والوں کو آپس میں لڑوا کر اپنے

مقصدِ اصلی (مدنی کام) سے توجہ ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ شیطان کے ان فتنوں سے شاید ہی کوئی گھر، ادارہ یا تنظیم محفوظ ہو۔ چنانچہ،

شیطان آپس میں لڑواتا ھے

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 40 صَفحات پر مشتمل رسالے، ''**ناچاقیوں کا علاج**'' صَفْحَہ 5 تا 6 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** یاد رکھئے! شیطان مردود مسلمانوں میں پھوٹ ڈلواتا، لڑواتا اور قتل و غارتگری کرواتا ہے، نیز انہیں صلح پر آمادہ ہونے ہی نہیں دیتا۔ بلکہ بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی نیک دل اسلامی بھائی بیچ میں پڑ کر ان میں صلح کروا بھی دے تب بھی طرح طرح کے وسوسے ڈال کر بھڑکاتا ہے۔

شیطان مکار و نابکار کے وار سے خبردار کرتے ہوئے پارہ 15 سورۂ بنی اسرائیل کی 53 ویں آیتِ کریمہ میں ہمارا پیارا پروردگار عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْؕ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈالتا ہے۔ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۵۳)

(ناچاقیوں کا علاج، ص ۵ تا ۶)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جب اس طرح کی صورتحال پیدا ہوتی ہے تو

اس وقت لوگ عموماً کسی اہم فرد (خواہ وہ کسی گھر یا قبیلے کا سربراہ ہو یا کسی ادارے یا تنظیم کا بڑا ذمہ دار) کی طرف رجوع کرتے ہیں اور پھر اس فرد کو فیصلہ کرنے کی اہم ذمہ داری ادا کرنا پڑتی ہے۔ یہ ذمہ داری اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب ایسا معاملہ کسی دینی تنظیم کے ذمہ دار کے ہاں پیش ہوتا ہے کہ اس سے اگر کوئی غلط فیصلہ سرزد ہوگیا تو طَرَفَین میں سے دونوں یا ایک بدظن ہوکر اس ذمہ دار.....اور حَماقت کی رَفاقَت ہوئی تو تنظیم ..... بلکہ شَقاوَت کی نُحُوسَت بھی ساتھ ہوئی تو دین سے دور ہوکر پھر سے گناہوں بھرے گندے ماحول میں پڑسکتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آدابِ فیصلہ

لہٰذا حَکَم (یعنی فیصلہ کرنے والے) کیلئے نہایت ضروری ہے کہ وہ فیصلہ کرنے کے لئے ضروری شَرعی آداب جانتا ہو، جنہیں پیشِ نظر رکھ کر انتہائی حکمتِ عملی سے فیصلہ کرے۔ چنانچہ، ذیل میں فیصلہ کرنے کے کچھ آداب بیان کئے جاتے ہیں۔

﴿1﴾ علمائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوں

دو اسلامی بھائیوں میں کسی قسم کا نزاع واقع ہو تو انہیں چاہئے کہ نزاع کا شرعی حل تلاش کرنے کے لئے علمائے کرام دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی خدمت میں حاضر

ہوں۔جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْؕ (پ۵، النساء:۸۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور ان سے اُس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ قرآن وسنت سے مسائل کا حل تلاش کرنا صرف انہی لوگوں کا کام ہے جو اس کے اہل ہیں۔اور جب حل مل جائے تو قیل وقال نہ کیجئے بلکہ سرِ تسلیم خم کر دیجئے۔چنانچہ،ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَاؕ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۵۱ (پ۱۸، النور: ۵۱)

ترجمۂ کنز الایمان: مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے تو عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب قرآنِ کریم اور سنتِ رسولِ کریم سے جھگڑے کا حل مل جائے تو اسے مان لینا حقیقی مسلمان ہونے کی علامت ہے اور جو لوگ قرآن وسنت کے فیصلوں سے اِنحراف کرتے ہیں ان کے دلوں میں نفاق پایا جاتا

ہے۔ چنانچہ، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنْ یَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْۤا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗؕ بَلْ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ (پ۱۸، النور: ۴۸ تا ۵۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جب بلائے جائیں اللہ اور اسکے رسول کی طرف کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے تو جبھی ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے۔ اور اگر انکی ڈگری ہو (انکے حق میں فیصلہ ہو) تو اسکی طرف آئیں مانتے ہوئے۔ کیا انکے دلوں میں بیماری ہے یا شک رکھتے ہیں یا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول ان پر ظلم کریں گے بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں۔

پس کُفر و نِفاق کی تاریک وادیوں میں بھٹکنے والے لوگ کبھی پسند نہیں کرتے کہ ان کا فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق کیا جائے۔ کیونکہ انہیں یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ اگر قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ ہوا تو یقیناً سچ پر مبنی ہوگا اور حقیقت روزِ روشن کی طرح عِیاں ہو جائے گی اور اس طرح جھوٹ کا پردہ فاش ہونے سے ان کی جگ ہنسائی ہوگی۔ چنانچہ،

صدر الافاضل، حضرتِ علامہ مولانا سیِّد محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی ''خزائن العرفان'' میں ان آیاتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے

فرماتے ہیں کہ ''کُفّار و منافقین بارہا تجربہ کر چکے تھے اور انہیں کامل یقین تھا کہ سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیصلہ سراسر حق و عدل ہوتا ہے، اس لئے ان میں جو سچا ہوتا وہ تو خواہش کرتا تھا کہ حضور اس کا فیصلہ فرمائیں اور جو ناحق پر ہوتا وہ جانتا تھا کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سچی عدالت سے وہ اپنی ناجائز مراد نہیں پا سکتا۔ اس لئے وہ حُضور کے فیصلہ سے ڈرتا اور گھبراتا تھا۔

شانِ نُزول: بِشر نامی ایک مُنافق تھا ایک زمین کے معاملہ میں اس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا یہودی جانتا تھا کہ اس معاملہ میں وہ سچا ہے اور اس کو یقین تھا کہ سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حق و عدل کا فیصلہ فرماتے ہیں اس لئے اس نے خواہش کی کہ اس مقدمے کا حضور عَلَیْہِ السَّلَام سے فیصلہ کرایا جائے لیکن منافق بھی جانتا تھا کہ وہ باطل پر ہے اور سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عدل و انصاف میں کسی کی رُو رِعایت نہیں فرماتے اس لئے وہ حضور کے فیصلہ پر تو راضی نہ ہوا اور کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے پر مُصِر ہوا اور حضور کی نسبت کہنے لگا کہ وہ ہم پر ظلم کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔

(خزائن العرفان، پ۱۸، النور:۴۸ تا ۵۰)

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیصلہ نہ ماننے کا انجام:

امام حکیم ترمذی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے حضرت مکحول رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ایک

قول نقل کیا ہے کہ دو بندوں کے درمیان ایک شے میں جھگڑا ہو گیا ان میں سے ایک مُنافِق اور دوسرا مومن تھا۔ مُنافِق کا دعویٰ تھا کہ یہ شے اس کی ہے۔ چنانچہ، دونوں بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور سارا معاملہ عرض کیا۔ جب سرکارِ ابد قرار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حق بات کا فیصلہ فرماتے ہوئے مومن کے حق میں اور مُنافِق کے خلاف فیصلہ فرمایا تو وہ فوراً بولا: ''یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم دونوں کو اس بات کے فیصلے کے لئے سیِّدُنا ابو بکر صدیق کے پاس بھیج دیجئے۔'' سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ٹھیک ہے تم دونوں ابو بکر کے پاس چلے جاؤ۔'' جب انہوں نے حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ساری بات بتائی اور سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلے سے بھی آگاہ کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا اہل نہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلے سے منہ پھیرتے ہیں۔'' بارگاہِ صدیق سے مایوس ہو کر جب وہ منافق اپنے مومن ساتھی کے ساتھ واپس بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو پھر عرض کی کہ انہیں حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس بھیج دیا جائے۔ جب سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ اجازت بھی دے دی تو مومن نے عرض کی: ''یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ایسے شخص کے ساتھ سیِّدُنا

عُمر کے پاس جاؤں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلے سے انحراف کرنے والا ہے۔'' تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم اس کے ساتھ جاؤ۔'' جب دونوں امیرُ المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا مُعاملہ بیان کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''جانے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرنا جب تک کہ میں تمہارے پاس نہ آ جاؤں۔'' اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ گھر جا کر اپنی تلوار اٹھا لائے اور واپس آ کر فرمایا: ''اب دوبارہ اپنا مُعاملہ بیان کرو۔'' جب دونوں نے سارا مُعاملہ بیان کیا اور امیر المومنین عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر خوب واضح ہو گیا کہ مُنافق اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلے سے رُوگردانی کر رہا ہے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی تلوار سے مُنافق کے سر پر ایسا وار کیا کہ تلوار اس کے جگر تک پہنچ گئی، پھر ارشاد فرمایا: ''جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیصلہ نہ مانے میں اس کا فیصلہ اس طرح کرتا ہوں۔'' ادھر جبرائیل امین عَلَیْہِ السَّلَام فوراً بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! عُمر نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ عمر کی زبان سے حق و باطل کے درمیان فرق کرانا چاہتا تھا۔'' یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو فاروق کہا جانے لگا۔ (نوادر الاصول فی

احادیث الرسول، الاصل الثالث والاربعون، فی تسلیم الحق وسر مصافحته لعمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه، الحدیث:۲۶۸، ج ۱، ص ۱۷۶)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اطاعت وفرمانبرداری کی توفیق عنایت فرمائے کہ جب بھی کوئی نزاع پیدا ہوتو ہم اسے قرآن وسنت کے سُنہری اصولوں کے مطابق حل کرنے کی کوشش کریں۔ نیز اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہمیشہ منافقین وکفار جیسے طرزِ عمل سے محفوظ فرمائے۔ (امین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿2﴾ جو اهل هو وهی فیصله کرے

اگر دو اسلامی بھائیوں کے درمیان کسی بات پر شدید اِختِلاف پیدا ہو جائے اور انہیں اس کا کوئی حل نظر نہ آتا ہوتو وہ کسی ایسے ذمہ دار اسلامی بھائی کی خدمت میں حاضر ہوں جو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ چنانچہ،

جس اسلامی بھائی کی خدمت میں فریقین حاضر ہوں، اگر صرف وہی اس جھگڑے کا فیصلہ کرسکتا ہو اور کسی دوسرے میں صلاحیت ہی نہ ہو کہ انصاف کرے تو اس صورت میں اُس اسلامی بھائی پر واجب ہے کہ وہ ان کے اختلاف کو ختم کر دے۔ اور اگر کوئی دوسرا اسلامی بھائی بھی اس قابل ہو مگر یہ زیادہ صلاحیت رکھتا ہے تو اب اس کو قبول کر لینا مستحب ہے اور اگر دوسرے بھی اسی قابلیت کے ہیں تو

اِختیار ہے قبول کرے یا نہ کرے اور اگر یہ صلاحیت رکھتا ہے مگر دوسرا اس سے بہتر ہے تو اس کو قبول کرنا مکروہ ہے اور یہ شخص اگر خود جانتا ہے کہ یہ کام مجھ سے انجام نہ پا سکے گا تو قبول کرنا حرام ہے۔(الفتاوی الهندية، كتاب أ دب القاضی،الباب الثانی فی الدخول فی القضاء، ج۳،ص ۳۱۱ مفهوماً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جو اپنے اندر حق بات کا فیصلہ کرنے کی اَہلیَّت نہ پاتا ہو تو وہ فریقین سے عرض کر دے کہ وہ اس معاملہ کو کسی اَہل (بڑے ذمہ دار) کے پاس لے جائیں اور اس صورت میں عزت و مرتبہ کے زعم میں خود کو بطورِ حَکَم پیش کر کے ہرگز ہلاکت میں نہ پڑے اور نہ ہی دل میں ایسی طلب وتمنا رکھے کہ یہ معاملہ ہمارے اندازے سے کہیں بڑھ کر نزاکت کا حامل اور احتیاط کا تقاضا کرنے والا ہے۔ چنانچہ، حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو لوگوں کے درمیان قاضی بنایا گیا گویا بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔'' (سنن ابي داود، كتاب الأقضية، باب في طلب القضاء،الحديث: ۳۵۷۲، ج۳،ص۴۱۷)

مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الامّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ چھری سے ذبح کر دینے میں جان آسانی سے اور جلد نکل جاتی ہے، بغیر چھری مارنے میں جیسے گلا گھونٹ کر، ڈبو کر، جلا کر، کھانا پانی بند

کر کے، ان میں جان بڑی مصیبت سے اور بہت دیر میں نکلتی ہے۔ ایسا قاضی بدن میں موٹا ہو جاتا ہے مگر دین اس طرح برباد کر لیتا ہے کہ اس کی سزا دنیا میں بھی پاتا ہے اور آخرت میں بھی بہت دراز، کیونکہ ایسا قاضی ظلم، رشوت، حق تلفی وغیرہ ضرور کرتا ہے جس سے دنیا اس پر لعنت کرتی ہے اللہ، رسول ناراض ہیں، فرعون، حجاج یزید وغیرہ کی مثالیں موجود ہیں، اس حدیث کی بنا پر حضرت امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جیل میں جان دینا قبول فرمالیا مگر قضا قبول نہ فرمائی۔

(مراٰۃ شرح المشکاۃ، کتاب الاقضیۃ، الفصل الثانی، ج۵، ص۳۷۷)

کوئی اسلامی بھائی جان بوجھ کر ایسا کام کیوں کرے گا کہ بغیر چھری سے ذَبح کرنے کی طرح بظاہر تو عافیت میں اور جاہ وعظمت والا ہو مگر باطنی طور پر ہلاکت و بربادی اس کا مقدر بن جائے۔

﴿3﴾ حَکَم بننے کی خواہش نہیں کرنا چاہئے

اگر کوئی اسلامی بھائی خود اس خواہش کا اظہار کرے کہ اسے حَکَم (یعنی فیصلہ کرنے والا) بنا دیا جائے تو ایسا ہرگز نہ کیا جائے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میں اور میری قوم کے دو شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے، ان میں سے ایک نے عرض کی:

''یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے امیر (لوگوں کے معاملات کی دیکھ بھال کرنے والا) بنا دیجئے۔'' اور دوسرے نے بھی یہی عرض کی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہم اُس کو والی نہیں بناتے جو اس کا سوال کرے اور نہ اُس کو جو اس کی حرص کرے۔'' (صحیح البخاري، کتاب الأحکام، باب مایکرہ من الحرص علی الإمارۃ، الحدیث: ۷۱۴۹، ج۴، ص۴۵۶)

ذمہ داری مانگ کر لینے کی صورت:

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! کوشش کی جائے کہ ذمہ داری مانگ کر نہ لی جائے، اگرچہ ایسا کرنا جائز ہے جبکہ اہلیت ہو اور اس جیسا کوئی نہ ہو جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مُتَعَلِّق مروی ہے کہ انہوں نے ذمہ داری مانگ کر لی تھی۔ چنانچہ،

سورۂ یوسف میں ہے:

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰى خَزَآىٕنِ الْاَرْضِۚ-اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾

ترجمۂ کنز الایمان: یوسف نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر کر دے بیشک میں حفاظت والا علم والا ہوں۔ (پ۱۳، یوسف: ۵۵)

صدرُ الافاضل، حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''خزائنُ العرفان'' میں اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے

ہیں کہ ''احادیث میں طلبِ اِمارت کی ممانعت آئی ہے، اس کے یہ معنی ہیں کہ جب مُلک میں اہل موجود ہوں اور اقامتِ اَحکامِ الٰہی کسی ایک شخص کے ساتھ خاص نہ ہو اس وقت اِمارت طلب کرنا مکروہ ہے لیکن جب ایک ہی شخص اہل ہو تو اس کو احکامِ الٰہیہ کی اقامت کے لئے اِمارت طلب کرنا جائز بلکہ واجب ہے اور حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اسی حال میں تھے آپ رسول تھے، امّت کے مصالح کے عالِم تھے، یہ جانتے تھے کہ قحط شدید ہونے والا ہے جس میں خَلق کو راحت وآسائش پہنچانے کی یہی سبیل ہے کہ عنانِ حکومت کو آپ اپنے ہاتھ میں لیں اس لئے آپ نے اِمارت طلب فرمائی۔''

پس جو اسلامی بھائی اچھی طرح کسی معاملے کی نزاکت وحقیقت سے آگاہ ہو نہ اس نے پہلے کبھی کوئی ایسا کام کیا ہو تو اس سے غلطی کا امکان ہوتا ہے اور اگر وہ اسلامی بھائی اس معاملے کو خوش اسلوبی سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اسے ذمہ دار بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کے باہمی امور کا فیصلہ کرنے کا عہدہ مانگا یہاں تک کہ اسے پالیا پھر اس کا عدل اُس کے ظلم پر غالب رہا (یعنی عدل نے ظلم کرنے سے روکا) تو اُس کے لیے جنت ہے اور

جس کا ظلم عدل پر غالب آیا اُس کے لیے جہنم ہے۔'' (سنن ابي داود، كتاب الأقضية، باب في القاضي يخطئ، الحديث:۳۵۷۵، ج۳، ص۴۱۸)

ذمہ داری مانگ کر لینے کا نقصان:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذمہ داری مانگ کر نہ لی جائے، اگر مانگ کر ذمہ داری لی جائے تو بعض اوقات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت شاملِ حال نہیں رہتی اور اگر بن مانگے مل جائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت و نصرت بھی شاملِ حال رہتی ہے۔ چنانچہ، مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سرورِ دو جہاں، رحمت عالمیاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے عبدالرحمٰن! امارت نہ مانگو کیونکہ اگر وہ تمہارے مانگنے پر تمہیں دی گئی تو تمہیں بھی اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر بن مانگے دی گئی تو اس پر تمہاری مدد بھی کی جائے گی۔'' (صحيح البخاري، كتاب الأحكام، باب من سأل الإمارة وكل اليها، الحديث:۷۱۴۷، ج۴، ص۴۵۶)

دو فرشتوں کی مدد:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی یہ مدد ان دو فِرشتوں کے ذریعے ہوتی ہے جو درست فیصلہ کرنے میں حَکَم کو حق پر ثابت قدم رکھتے ہیں۔ چنانچہ،

حضرت عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسولِ کریم

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب قاضی عدالت میں بیٹھتا ہے تو دو فِرشتے اترتے ہیں اور اس کی رائے کو درست رکھتے ہیں، اسے ٹھیک بات سمجھنے کی توفیق دیتے ہیں اور اسے صحیح راستہ سُجھاتے ہیں جب تک کہ حق سے منہ نہ موڑے اور جہاں اس نے حق سے منہ موڑا فرشتوں نے بھی اسے چھوڑا اور آسمان پر پرواز کر گئے۔(السنن الکبریٰ، کتاب آداب القاضی، باب فضل من ابتلی بشئ من الاعمال، الحدیث:۲۰۱۶۶، ج۱۰، ص۱۵۱)

فاروقِ اعظم کے مددگار فرشتے:

حضرت سیِّدُنا سعید ابن مسیّب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی امیرُ المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں ایک مقدمہ لے کر حاضر ہوئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہودی کو حق پر دیکھ کر اس کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ اس پر اُس یہودی نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''اللہ کی قسم! یقیناً آپ نے حق فیصلہ فرمایا ہے۔'' امیر المومنین سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے دُرّہ مار کر دریافت فرمایا: ''تجھے کیسے معلوم ہوا؟'' یہودی نے عرض کی: ''اللہ کی قسم! ہم توریت میں پاتے ہیں کہ ایسا کوئی قاضی نہیں جو حق کے مُطابق فیصلہ کرے مگر ایک فرشتہ اس کے دائیں طرف ہوتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف۔ یہ دونوں فرشتے اس وقت

تک اسے راہِ راست پر رکھتے ہیں اور حق کی توفیق دیتے ہیں جب تک کہ وہ حق پر قائم رہتا ہے اور جب حق کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ دونوں اسے چھوڑ کر آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء، الفصل الثالث، الحدیث: ۳۷۴۲، ج۳، ص۳۴۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿4﴾ فریقین میں صلح کرا دیجئے

پیارے اسلامی بھائیو! اگر کبھی دو اسلامی بھائیوں کے درمیان کسی معاملہ میں اختلاف پیدا ہو جائے تو کسی ذِمّہ دار اسلامی بھائی کو کوشش کرنی چاہئے کہ فَریقَین آپس میں باہمی بات چیت کے ذریعے کسی سُود مند نتیجہ پر پہنچ کر صلح کر لیں۔ چنانچہ، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِنْ طَآىٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے

اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۹ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰ ع (پ۲۶، الحجرات: ۹ تا ۱۰)

ساتھ ان میں اصلاح کردو اور عدل کرو بیشک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔ مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرواور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو۔

صدرُ الافاضل، حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی ''خزائنُ العرفان'' میں ان آیاتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دراز گوش پر سوار تشریف لے جاتے تھے، انصار کی مجلس پر گزر ہوا، وہاں تھوڑا سا توقُّف فرمایا، اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو ابنِ اُبی نے ناک بند کرلی۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ حُضور کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے، حضور تو تشریف لے گئے، ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور ان دونوں کی قومیں آپس میں لڑ گئیں اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی تو سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کرادی۔ اس معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان، پ ۲۶، الحجرات، تحت الایۃ: ۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے معلوم ہوا کہ اگر دو اسلامی بھائیوں میں کسی

مسئلہ پر اختلاف پیدا ہو جائے تو ان میں صُلْح کرا دینا میٹھے میٹھے مدینے والے مصطفٰی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت مبارکہ ہے۔ اور یہ بھی جان لیجئے کہ صُلْح کرانا صرف ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہی سنت نہیں بلکہ ہمارے پیارے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے بھی ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ،

اللہ عَزَّوَجَلَّ صُلح کروائے گا:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 40 صَفحات پر مشتمل رسالے، ''**ناچاقیوں کا علاج**'' صَفحہ 30 تا 32 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں ایک روز سرکارِ دو عالم، نورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف فرما تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تَبَسُّم فرمایا۔ حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''**یا رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر میرے ماں باپ قربان! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کس لئے تبسم فرمایا؟'' ارشاد فرمایا: ''میرے دو اُمتی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دو زانُو گر پڑیں گے، ایک عرض کرے گا: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اِس سے میرا اِنصاف دلا کہ اِس نے مجھ پر ظلم کیا تھا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مُدَّعِی (یعنی دعویٰ کرنے

والے) سے فرمائے گا: ''اب یہ بے چارہ (یعنی جس پر دعویٰ کیا گیا ہے وہ) کیا کرے اس کے پاس تو کوئی نیکی باقی نہیں۔'' مظلوم (مُـدَّعِی) عرض کرے گا: ''میرے گناہ اس کے ذِمّے ڈالدے۔'' اِتنا ارشاد فرما کر سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رو پڑے۔ فرمایا: ''وہ دن بہت عظیم دن ہوگا۔ کیونکہ اس وقت (یعنی بروزِ قیامت) ہر ایک اس بات کا ضرورت مند ہوگا کہ اس کا بوجھ ہلکا ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ مظلوم سے فرمائے گا: ''دیکھ تیرے سامنے کیا ہے؟'' وہ عرض کرے گا: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں اپنے سامنے سونے کے بڑے شہر اور بڑے بڑے محلات دیکھ رہا ہوں جو موتیوں سے آراستہ ہیں۔ یہ شہر اور عمدہ محلات کس پیغمبر یا صدیق یا شہید کے لئے ہیں؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''یہ اس کے لئے ہیں جو ان کی قیمت ادا کرے۔'' بندہ عرض کرے گا: ''ان کی قیمت کون ادا کرسکتا ہے؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''تو ادا کرسکتا ہے۔'' وہ عرض کرے گا: ''وہ کس طرح؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''اس طرح کہ تو اپنے بھائی کے حقوق معاف کر دے۔'' بندہ عرض کرے گا: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے سب حقوق معاف کئے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ اور دونوں اکٹھے جنت میں چلے جاؤ۔'' پھر سرکارِ نامدار، دو عالَم کے مالک ومختار، شَہَنشاہِ ابرار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور مخلوق میں صلح کرواؤ کیونکہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی بروزِ قیامت مسلمانوں میں صلح کروائے گا۔‘‘

(المستدرک، الحدیث:۸۷۵۸، ج۵، ص۷۹۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حدیث مذکور مسلمانوں کے درمیان صلح کروانے کی سنّت الٰہیہ اور صلح کی ترغیب دلانے کی سنّت مصطفویہ کی مقدس ومشکبار خوشبوؤں سے مہک رہی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کرے ہم بھی اس سنت خوشبودار سے اپنے ظاہر وباطن کو مُعَطّر ومُعَنبر کرکے اسلامی بھائیوں میں بھائی چارگی کی بھرپور سعی کریں اور اپنے ماحول کو صلح وخیر کی خوشبوؤں سے مہکتا گلزار بلکہ مدینے کا باغ سدا بہار بنا دیں۔ چنانچہ،

صُلح خوب اور بہتر ہے:

ہمارے پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے صلح کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَالصُّلْحُ خَیْرٌؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّؕ (پ۵، النساء:۱۲۸) ترجمۂ کنز الایمان: اور صلح خوب ہے، اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض اوقات فریقین کے نزاع کو ختم کرکے صلح کروانا بہت زیادہ سودمند ہوتا ہے۔ کیونکہ فریقین میں سے ایک کے حق میں فیصلہ ہوجانے کی صورت میں دوسرے کے دل میں عداوت وکینہ اور بغض وحسد وغیرہ جیسی بیماریاں جڑ پکڑ لیتی ہیں۔ جن کا ازالہ آسانی سے ممکن نہیں ہوتا۔ چنانچہ،

امیرُ المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے کہ فریقینِ مقدمہ کو واپس کردو تا کہ وہ آپس میں صلح کرلیں کیونکہ معاملہ کا فیصلہ کردینا لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرتا ہے۔'' (السنن الکبری للبیھقي، کتاب الصلح، باب ماجاء فی التحلل...إلخ، الحدیث: ۱۳۶۰، ج۶، ص ۱۰۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُشتبہ اُمور میں قاضی کے لئے مناسب یہ ہے کہ فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ ایک دومرتبہ فریقین کو واپس لوٹا دے تا کہ وہ خوب غور وفکر کر کے آپس میں صُلح کرلیں کیونکہ صلح سے آپس میں پیار ومحبت کی فضا قائم رہتی ہے اور دلوں میں بُغض وکینہ کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی اور اگر فریقین صلح پر راضی نہ ہوں تو قاضی کو چاہئے کہ حق کے موافق فیصلہ کردے۔

(المبسوط للسرخسی، کتاب الصلح، ج۱۰، ص۱۴۸ ملتقطاً)

میاں بیوی میں صُلح کرادیجئے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ایسی ناچاقی زوجَین میں پیدا ہو کہ جس کا حل وہ آپس میں طے نہ کرسکیں تو مرد کو طلاق میں جلد بازی سے کام لینا چاہئے نہ عورت کو خلع میں۔ اور انہیں کوشش کرنی چاہئے کہ جھگڑے کے حل کے لئے کورٹ کچہری جانا پڑے نہ کسی عام مجلس میں۔ بلکہ اپنے عزیز واقارب میں سے ایسے دو افراد کا انتخاب کریں کہ جو شریعت کی سوجھ بوجھ بھی رکھتے ہوں اور ان کے جھگڑے کو

خوش اسلوبی سے حل کر کے ان کے درمیان صلح کرادیں۔ چنانچہ،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ﴿۳۵﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کردے گا بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔ (پ۵، النساء:۳۵)

مُفسّرِ شہیر، حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان تفسیر نورُ العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اور بیوی میں صلح کرادینا بہترین عبادت ہے۔ ایسے ہی مسلمانوں میں صلح کرانا بہت اچھا ہے۔ (نور العرفان، پ۵، النساء:۳۵)

نفلی صلوۃ و خیرات سے افضل کام:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 40 صَفحات پر مشتمل رسالے، ''**ناچاقیوں کا علاج**'' صَفحہ 35 تا 37 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری

دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً اِصْلَاحْ بَیْنَ النَّاس** (یعنی لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے حکم) کے مطابق عمل کرنا ایک انتہائی عظیم مدنی کام ہے۔ اس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اتنا خوش ہوتا ہے کہ نفلی نماز، روزے اور صَدَقہ دینے سے بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **اِمامُ النَّبِیّٖنَ وَ الْمُرْسَلین، سیِّدُ الْمُرْسِلِیْنَ وَ الصّٰلِحِین** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے) ارشاد فرمایا: ''کیا تمہیں نماز، روزے اور صدقہ دینے سے افضل کام کی خبر نہ دوں؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''کیوں نہیں (اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)۔'' فرمایا: ''وہ کام صلح کروا دینا ہے اور فساد پھیلانا تو (دین کو) مونڈنے والا (کام) ہے۔''

(مسند احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۷۵۷۸، ج ۱۰، ص ۴۲۲)

اچھا اسلامی بھائی کون؟

دیکھا آپ نے! اسلامی بھائیوں میں صلح کروا دینا کیسا فضیلت و عظمت والا کام ہے۔ تو وہ کتنا اچھا اور بھلا اسلامی بھائی ہے جو اپنے چھوٹوں پر شفقت اور اپنے بڑوں کی عزت، ہم مَشرَب دوستوں کی مُرُوّت وحُرمت اور تمام اسلامی بھائیوں کی بھلائی اور خیر خواہی کے طرزِ عمل کو اختیار کرتے ہوئے اپنے پاکیزہ

کردار اور نیک گُفتار سے مسلمانوں میں سے شر وفساد کو ختم کرنے کیلئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ چنانچہ،

صلح کی ایک عجیب حکایت

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے کہ ایک شخص نے زمین خریدی تو اسے زمین میں سے سونے سے بھرا ہوا ایک گھڑا ملا۔ وہ زمین بیچنے والے شخص کے پاس گیا اور بولا کہ یہ سونا اس کا ہے کیونکہ اس نے تو صرف زمین خریدی تھی سونا نہیں۔ تو زمین بیچنے والے نے جواب دیا کہ یہ سونا اب میرا نہیں کیونکہ میں نے زمین اور جو کچھ اس میں تھا سب کچھ بیچ دیا تھا۔ جب دونوں سونا رکھنے پر آمادہ نہ ہوئے تو انہوں نے ایک شخص کو اپنے اس عجیب جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے ثالث بنایا، اس نے ان دونوں سے پوچھا: کیا تمہاری کوئی اولاد ہے؟ ایک بولا میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا میری ایک بیٹی ہے۔ تو ثالث نے کہا تمہارے جھگڑے کا حل یہ ہے کہ تم دونوں اپنے بچوں کی ایک دوسرے سے شادی کردو اور یہ سارا سونا ان دونوں کو دے دو۔ (صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب استحباب اصلاح الحاکم بین الخصمین، الحدیث: ۱۷۲۱، ص۹۴۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿5﴾ فریقین سے برابری کا سلوک کیجئے

جو اہلیت رکھتے ہوئے فیصلہ کرے، عدل وانصاف کے تقاضے ضرور پورے کرے جیسا کہ قرآن پاک کا حکم ہے:

وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ (پ۵، النساء:۵۸) ترجمۂ کنز الایمان: اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو۔

صدرُ الافاضل، حضرتِ علامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی ''خزائنُ العرفان'' میں اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حاکم (اور فیصلہ کرنے والے) کو چاہئے کہ پانچ باتوں میں فریقین کے ساتھ برابر کا سلوک کرے: (۱).....اپنے پاس آنے کے لئے جیسے ایک کو موقع دے ویسے دوسرے کو بھی دے۔ (۲).....نَشِسْت (یعنی بیٹھنے کی جگہ) دونوں کو ایک جیسی دے۔ (۳).....دونوں کی طرف برابر متوجہ رہے۔ (۴).....کلام سننے میں ہر ایک کے ساتھ ایک ہی طریقہ رکھے۔ (۵).....فیصلہ دینے میں حق کی رعایت کرے، جس کا دوسرے پر حق ہو پورا پورا دلائے۔

فاروقِ اعظم کی ثالث کو ہدایت:

امام شعبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عُمر

اور حضرت سیِّدُ نا ابی بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے درمیان کسی معاملہ میں شکر رَنجی تھی۔ امیرُ المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مشورہ فرمایا کہ کسی کو ثالث مُقَرّر کر لیتے ہیں۔ چنانچہ، دونوں حضرت سیِّدُ نا زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ثالث مقرر کرنے پر رضامند ہو کر ان کے پاس ان کے گھر تشریف لائے۔ جب امیر المومنین سیِّدُ نا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے فرمایا کہ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ آپ ہم میں فیصلہ کر دیں۔ سیِّدُ نا زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں عموماً ایسا جو معاملہ بھی پیش ہوتا وہ اپنے گھر میں ہی اس کا فیصلہ فرمایا کرتے۔ چنانچہ، جب دونوں حضرات سیِّدُ نا زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر میں داخل ہوئے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی مخصوص نشست سے ہٹ کر عرض کی: امیر المومنین یہاں تشریف لائیے۔ تو امیر المومنین حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ”یہ تمہارا پہلا ظلم ہے جو تم نے فیصلہ میں کیا ہے۔ میں اپنے فریق کے ساتھ بیٹھوں گا۔ چنانچہ، دونوں حضرات حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے بیٹھ گئے اور ساری صورتِ حال بیان کر دی تو انہوں نے فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا کہ ابی بن کعب کو حق حاصل ہے کہ وہ امیر المومنین سے قسم لیں اور اگر چاہیں تو معاف کر دیں مگر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قسم کھالی اور پھر سیِّدُ نا زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے قسم لی کہ وہ اس وقت تک کسی جھگڑے کا فیصلہ نہ

کریں گے جب تک کہ اُن کے نزدیک حضرت عمر اور دوسرا مسلمان برابر نہ ہو جائے۔یعنی جو شخص مدعی اور مدعا علیہ میں اس قسم کی تفریق کرے وہ فیصلہ کا اہل نہیں۔(تاریخ مدینة دمشق، الرقم ۲۲۳۱ زید بن ثابت، ج ۱۹، ص ۳۱۹)

﴿6﴾ ہر فریق کی بات توجہ سے سنئے

آدابِ فیصلہ میں سے یہ بھی ہے کہ فریقین میں سے جس طرح ایک کی بات سنی جائے تو اسی طرح بڑی توجہ سے دوسرے کی بات بھی سنی جائے۔چنانچہ، امیرُ المومنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا،تو میں نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ مجھے بھیج تو رہے ہیں مگر میں کم عمر ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کا علم بھی نہیں ہے۔(لہٰذا اس امر میں میری اِعانت بھی فرمائیے!) تو سرکارِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے دل کو ہدایت دے گا اور تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا۔(دھیان رکھنا کہ) جب فریقین تمہارے سامنے بیٹھ جائیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ دونوں کی باتیں نہ سُن لو۔کہ یہ طریقہ کار تمہارے لئے فیصلہ کو واضح کردے گا۔''

امیرُ المومنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں

کہ اس کے بعد کبھی مجھے کسی فیصلہ میں تردُّد نہ ہوا۔

(ابو داود، کتاب القضاء، باب کیف القضاء، الحدیث: ۳۵۸۲، ج۳، ص۶۳)

﴿7﴾ فیصلہ میں جلدبازی نہ کیجئے

آدابِ فیصلہ میں سے اہم ترین یہ ہے کہ فیصلہ میں جلدی نہ کرے۔ کیونکہ جلد بازی کا انجام برا ہوتا ہے۔ چنانچہ،

سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے کہ کسی کام میں توقُّف کرنا (جلد بازی سے کام نہ لینا) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب البر و الصلة، باب ما جاء فی التأنی و العجلة، الحدیث: ۲۰۱۹، ج۳، ص۴۰۷)

صحابیٔ رسول کی حکایت:

اسی طرح مروی ہے کہ مدینہ مُنوّرہ میں دو شخص باب کِنْدہ کی جانب سے داخل ہوئے۔ اس وقت کچھ انصار دائرے کی صورت میں تشریف فرما تھے، جن میں حضرت سیِّدُ نا ابو مسعود انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی شامل تھے۔ چنانچہ، ان دونوں میں سے ایک نے انصار کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ کیا کوئی شخص ہمارے جھگڑے کا فیصلہ کر دے گا؟ تو ایک شخص فوراً بولا ہاں ادھر میرے پاس آؤ۔ تو اس کی یہ بات سن کر سیِّدُ نا ابو مسعود انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کنکریوں کی مٹھی

بھر کر اسے ماری اور فرمایا کہ (فیصلہ میں جلدی کرنے سے) رک جاؤ۔ کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیصلہ میں جلد بازی کو ناپسند فرماتے تھے۔(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب آداب القاضی، باب کراھیۃ طلب الامارۃ والقضاء..... الخ، الحدیث: ۲۰۲۵۲، ج ۱۰، ص ۱۷۳)

﴿8﴾ خوب تحقیق سے کام لیجئے

پہلے خوب تحقیق سے کام لے، پھر جو حق ظاہر ہو اسی پر فیصلہ دے۔ چنانچہ، رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جب قاضی فیصلہ کرے تو خوب تحقیق کر لیا کرے، (اگر تحقیق کے بعد) اس نے درست فیصلہ کیا تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر اس سے (فیصلہ میں) کوئی خطا ہو جائے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔(صحیح مسلم، کتاب الاقضیہ، باب بیان اجر الحاکم اذا اجتھد فاصاب او اخطا، الحدیث: ۱۷۱۶، ص ۹۴۴)

دوست کے قاتل:

ایک شخص اپنے چند دوستوں کے ساتھ کسی سفر پر گیا، اس کے دوست تو واپس لوٹ آئے مگر وہ واپس نہ آیا تو اس کے گھر والوں نے اس کے دوستوں پر الزام لگایا کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ جب معاملہ قاضی شریح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس گیا تو آپ نے پوچھا کیا قتل کا کوئی گواہ ہے؟ چونکہ قتل کا کوئی گواہ نہ تھا لہٰذا وہ

اس معاملہ کو امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی بارگاہ میں لے گئے اور ساری بات عرض کر دی کہ قاضی شریح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان سے یہ یہ کہا ہے۔ ان کی ساری باتیں سن کر امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے قاضی شریح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے طرزِ عمل پر پہلے بطورِ کہاوت یہ شعر پڑھا:

اَوْرَدَھَا سَعْدٌ وَسَعْدٌ مُشْتَمِلٌ

یَا سَعْدُ لَا تُرْوٰی بِھَا ذَاکَ الْاِبِلُ

ترجمہ: سعد چادر میں اونٹوں کو کنویں پر لایا اور خود چادر تان کر سو گیا (اے کاش! کوئی سعد کو بتائے کہ) اے سعد! اونٹوں کو اس طرح پانی نہیں پلایا جاتا۔

اس کے بعد آپ نے ایک اور عربی کہاوت کہی: اِنَّ اَھْوَنَ السَّقْیِ التَّشْرِیْعُ۔ یعنی جانوروں کو پانی پلانا ہو تو سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ انہیں کسی گھاٹ وغیرہ سے پانی پلایا جائے۔

پھر آپ نے اس شخص کے تمام دوستوں کو جدا جدا کر کے بلایا اور ان سے مختلف سوالات کئے تو ان کے جوابات میں پہلے تو اختلاف پایا گیا اور بالآخر انہوں نے تسلیم کر لیا کہ ہاں واقعی انہوں نے اس شخص کو قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ، امیر المومنین نے فیصلہ فرمایا کہ بطورِ قصاص ان سب کو بھی قتل کر دیا جائے۔

(السنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب آداب القاضی، باب التثبت فی الحکم، الحدیث:۲۰۲۷۴، ج۱۰،ص ۱۷۹)

امامِ بَیہقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امیر المومنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی بیان کردہ دونوں کہاوتوں کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ نے جو شعر پڑھا اس کی اصل یہ ہے کہ ایک شخص اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کے لئے ایک ایسی جگہ لایا جہاں سے وہ خود پانی نہیں پی سکتے تھے جب تک کہ کوئی اس جگہ سے پانی نکال کر انہیں نہ پلاتا (مثلاً کنواں وغیرہ) اور پھر وہ شخص خود چادر تان کر سو گیا اور اونٹوں کو پانی پینے کے لئے ویسے ہی چھوڑ دیا۔ تو ایسے شخص کو شاعر نے نصیحت کی ہے کہ اے فلاں! تمہارے سو جانے سے اونٹ سیراب نہ ہوں گے۔ اور دوسری کہاوت میں ارشاد فرمایا کہ پانی پلانے کا آسان طریقہ یہی ہے کہ حوض وغیرہ جیسی جگہوں پر پانی پلایا جائے جہاں مشقت نہ اٹھانا پڑے اور جانور خود ہی پانی پی لیں۔

یعنی آپ نے قاضی شریح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ارشاد فرمایا کہ اے شریح! معاملہ کی حقیقت جاننے کے لئے خوب تحقیق سے کام لیتے اور اس میں خوب غور و فکر کر کے اس شخص کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے کہ اس کے ساتھ درحقیقت کیا معاملہ پیش آیا مگر انہوں نے آسان راستہ اپنایا اور تحقیق کو مشکل جانتے ہوئے

صرف گواہی کو ہی کافی جانا۔(المرجع السابق)

مسئلے کا جواب کئی دن بعد دیا:

ایک شخص حضرت سیِّدُ نا سَحْنُون مالکی [1] عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک مسئلہ پوچھا۔ مگر آپ نے اسے فوراً جواب نہ دیا، وہ شخص لگاتار حاضرِ خدمت ہوتا رہا اور آخر تیسرے دن عرض کرنے لگا: ''جناب! آج تیسرا دن ہے۔'' تو آپ نے فرمایا: ''اے میرے دوست! میں کیا کرسکتا ہوں؟ تمہارا مسئلہ بڑا پیچیدہ ہے۔ اس کے بارے میں بہت سے اقوال مروی ہیں اور میں حیران ہوں کہ کس قول کو ترجیح دوں۔'' اس نے عرض کی: ''حضرت! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو سلامتی و صحت عطا فرمائے! آپ تو ہر پیچیدہ مسئلہ حل کرنے والے ہیں۔'' حضرت سَحْنون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''اے نوجوان! ایسی باتیں نہ کرو۔ کیونکہ میں تمہاری

---

1 .....آپ کا اصل نام ابوسعید عبدالسلام بن سعید تنوخی (المتوفی ۲۴۰ھ) ہے اور سحنون لقب ہے۔ آپ نے حضرت سیِّدُ نا امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں رہ کر بیس سال تک علمی خزانے جمع کرنے والے حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے علمی فیضان حاصل کیا۔ اور پھر مغرب میں حضرت امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مذہب کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ (ادب المفتی والمستفتی لابن صلاح، ص ۱۵) آپ قیروان کے قاضی بھی تھے۔ بہت زیادہ عقلمند و دانا انسان تھے، انتہائی متقی و پرہیزگار تھے اور عوام میں آپ کی جود و سخاوت کا شُہرہ تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمایا کرتے کہ دنیا کو چاہنے والا انسان ایک اندھے کی مثل ہوتا ہے اور علم کی روشنی بھی اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۰، ص ۷۱)

خاطر اپنے جسم کو آگ میں نہیں جھونک سکتا۔ جو جانتا نہیں اس سے زیادہ کوشش بھی نہیں کرسکتا۔ اگر صبر کرو تو مجھے امید ہے کہ تمہارے مسئلہ کا کوئی حل نکل آئے گا اور اگر میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس اس مسئلہ کے حل کے لئے جانا چاہتے ہو تو جاؤ، چلے جاؤ وہ تمہیں ایک لمحہ میں اس کا حل بتا دے گا۔'' تو اس نے فوراً عرض کی: ''جناب! میں تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، مجھے اس مسئلہ کے حل کے لئے کسی دوسرے کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔'' پس آپ نے اسے صبر کی تلقین کی اور پھر اس کا مسئلہ بھی حل کر دیا۔(ادب المفتی والمستفتی لابن صلاح، ص ۱۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس روایت سے ہمیں دو مَدَنی پھول ملتے ہیں۔ ایک مسئلہ پوچھنے والے کے لئے اور دوسرا مسئلے کا حل بتانے والے کے لئے ہے:

مسئلہ پوچھنے والے کے لئے مدنی پھول یہ ہے کہ جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو کسی اہل اسلامی بھائی کی خدمت میں ہی اس کے حل کے لئے حاضر ہو اور غیر اہل کے پاس کبھی نہ جائے۔ اور حضرت سَحنون مالکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے عمل سے **حل بتانے والے کے لئے یہ مدنی پھول ملتا ہے** کہ مسئلہ کسی بھی نوعیت کا ہو کبھی بھی جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے اور حق بات جاننے کے لئے اس کے تمام جزئیات پر خوب غور و فکر کرنا چاہئے۔ کہیں غلط حل بتانے کی وجہ سے جہنم کی آگ کا حقدار نہ ہونا پڑے۔

﴿9﴾ غصے میں فیصلہ نہ کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی سبب سے طبیعت بے چین اور مُضطرب ہونے یا غصہ وغیرہ کی کسی بھی ایسی حالت میں فیصلے سے گریز کرنا چاہئے جو حق و ناحق کے درمیان رکاوٹ بن سکتی ہو۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابو بکرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے حضرت عبد الرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ارشاد فرمایا کہ سجستان کے قاضی عُبَیْدُ اللّٰہ بن ابی بکرہ کو مکتوب لکھو کہ کبھی بھی غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے صاحبِ حِلْم وحِکَم، رسول مُحْتَشَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی شخص دو بندوں کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب کراھۃ القاضی وھو غضبان، الحدیث:۱۷۱۷، ص۹۴۵)

﴿10﴾ کسی فریق کا حق ضائع نہ ہو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فیصلہ کرتے ہوئے ہمیشہ یاد رکھئے کہ کسی فریق کا حق ضائع نہ ہو۔ ہمیشہ عدل کا دامن تھامے رہیں کہ عدل سے کام لینا جنت میں لے جانے والا اور فیصلہ میں ناانصافی کرنا جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ چنانچہ،

حضرت بُرَیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ آقائے مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے: ''قاضی (یعنی فیصلہ کرنے والے) تین طرح

کے ہوتے ہیں: ایک جنتی اور دو دوزخی۔ پس جنتی وہ ہے جو حق پہچان کر اس کے مُطابق فیصلہ کرے اور جو قاضی حق جان لے مگر فیصلہ میں ظلم کرے وہ دوزخی ہے اور جو جہالت پر (یعنی حق و ناحق کی تحقیق کے بغیر) لوگوں کے فیصلے کرے وہ بھی دوزخی ہے۔'' (سنن ابی داود، کتاب الاقضیۃ، باب فی القاضی یخطئ، الحدیث: ۳۵۷۳، ج۳، ص۴۱۸)

ایک روایت میں ہے کہ روزِ قیامت تمام حاکموں کو لایا جائے گا، ان میں عادل بھی ہوں گے اور ظالم بھی۔ یہاں تک کہ جب وہ سب پل صراط پر کھڑے ہو جائیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تم میں سے بعض میرے محبوب ہیں۔'' (وہی بحفاظت پل صراط سے گزر پائیں گے) اور جو حاکم اپنے فیصلے میں ظلم کرنے والا، رشوت لینے والا یا مقدمے کے فریقین میں سے کسی ایک کی بات زیادہ توجہ اور دھیان سے سننے والا ہوگا وہ ستر سال تک دوزخ کی گہرائی میں گرتا چلا جائے گا۔ اس کے بعد ایسے حاکم کو لایا جائے گا جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مقرر کردہ سزاؤں سے زیادہ کسی کو سزا دی ہوگی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے دریافت فرمائے گا: ''لِمَ ضَرَبْتَ فَوْقَ مَا اَمَرْتُكَ؟'' تو نے میرے حکم سے زائد کیوں سزا دی؟ عرض کرے گا: ''غَضِبْتُ لَكَ۔'' اے باری تعالیٰ! مجھے تیری خاطر غصہ آ گیا تھا۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیا تیرا غصہ میرے غضب سے زیادہ سخت تھا؟'' اس کے بعد

ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے حدود اللہ کے نفاذ میں کمی کی ہوگی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے پوچھے گا: ''اے میرے بندے! لِمَ قَصَّرْتَ؟ تو نے سزا میں کمی کیوں کی؟ عرض کرے گا: ''اے پروردگار! مجھے اس پر رحم آ گیا تھا۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیا تیری رحمت میری رحمت سے بڑھ کر تھی؟''

(جامع الاحادیث للسیوطی، الحدیث: ۲۸۲۱۷، ج۹، ص۲۳۴)

حضرت سَیِّدُنا امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تفسیر کبیر میں ایک حدیثِ پاک نقل فرمائی ہے کہ ''قیامت کے دن ایک ایسے حاکم کو بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جائے گا جس نے حد میں ایک کوڑے کی کمی کی ہوگی۔ اس سے پوچھا جائے گا: ''لِمَ فَعَلْتَ ذَاكَ؟'' تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ عرض کرے گا: ''رَحْمَةً لِّعِبَادِكَ۔'' تیرے بندوں پر رحمت اور شفقت کرنے کے لئے۔ تو اسے کہا جائے گا: ''اَنْتَ اَرْحَمُ بِهِمْ مِنِّیْ؟'' کیا تو مجھ سے زیادہ ان پر رحم کرنے والا ہے؟ فَيُؤْمَرُ بِهٖ اِلَى النَّارِ۔ پس اسے دوزخ میں پھینک دینے کا حکم دیا جائے گا۔ پھر ایسے حاکم کو بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جائے گا جس نے مقررہ حد سے ایک کوڑا زیادہ مارا ہوگا۔ اس سے اس کی وجہ پوچھی جائے گی: ''لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ؟'' تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو عرض کرے گا: ''لِيَنْتَهُوْا عَنْ مَعَاصِيْكَ۔'' اے باری تعالیٰ! میں نے ایسا اس لئے کیا تا کہ لوگ تیری نافرمانی سے باز آ جائیں۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ

ارشاد فرمائے گا: ''اَنْتَ اَحْكَمُ بِهٖ مِنِّی؟'' کیا تو مجھ سے بہتر حکم کرنے والا ہے؟ فَيُؤْمَرُ بِهٖ اِلَى النَّارِ۔ پھر اسے بھی آگ میں پھینکے جانے کا حکم دیا جائے گا۔

(التفسیر الکبیر للامام الفخر الرازی، سورۃ النور، تحت الایۃ: ۲، الجزء الثالث والعشرون، ج۸، ص۳۱۷)

دارالافتاء سے رجوع کرنے کا مشورہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کچھ معاملات نجی نوعیت کے بھی ہوتے ہیں اگر آپ کے پاس ایسے معاملات آئیں جن کا تعلق گھریلو امور، طلاق، جائداد یا کاروبار وغیرہ سے ہو تو ایسی صورت میں ان فریقین کی علمائے اہلسنّت دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه کی طرف راہنمائی فرمادیں کہ یہ ان فیصلوں کی نزاکت اور انداز کو بہتر سمجھتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰه علٰی اِحْسَانِهٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِه صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمَّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن و خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن کے تحت بہت سے شعبہ جات خدمت دین کے لئے کوشاں ہیں۔ان میں سے ایک شعبہ ''**دار الافتاء اہلسنت**'' بھی ہے، یہ دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی پر مُشتمل

ہے اور اس کا کام عوامُ الناس کی شرعی راہنمائی کرنا ہے۔

ہاں! اگر آپ کے پاس اسلامی بھائیوں کے آپس کے تنازعات واختلافات کے معاملات آئیں جن کا تعلُّق تنظیمی امور سے ہو تو حتی المقدور طرفَین کی سُن کر صلح کروادیں بشرطیکہ صلح میں کسی کی ایسی حق تلفی نہ ہو کہ جس کا ادا کرنا ضروری ہو۔ ورنہ اہلیت ہو تو حق بات پر فیصلہ کی ترکیب بنادیجئے۔

''امیرِ اہلسنّت'' کے دس حروف کی نسبت سے فیصلہ کرنے کے دس مَدَنی پھول

﴿1﴾ عُلمائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوں۔

﴿2﴾ جو اہل ہو وہی فیصلہ کرے۔

﴿3﴾ حَکَم بننے کی خواہش نہیں کرنا چاہئے۔

﴿4﴾ فریقَین میں صلح کرادیجئے۔

﴿5﴾ فریقین سے برابری کا سلوک کیجئے۔

﴿6﴾ ہر فریق کی بات توجہ سے سنئے۔

﴿7﴾ فیصلہ میں جلد بازی نہ کیجئے۔

﴿8﴾ خوب تحقیق سے کام لیجئے۔

﴿9﴾ غصے میں فیصلہ نہ کیجئے۔

﴿10﴾ کسی فریق کا حق ضائع نہ ہو۔

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا فیصلہ کرنے کا انداز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اسلامی بھائیوں کے درمیان پیدا ہونے والی شکر رنجیوں میں کئی بار فیصلے کرائے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا مبارک انداز یوں دیکھا گیا ہے:

صلح و فیصلہ سے پہلے آپ دعا کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے فریبِ نفس و شیطان کے خلاف استعانت کرتے ہیں۔ پھر کمالِ ضَبْط سے فریقین کا موقف سماعت کرتے ہیں۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی عادتِ مبارکہ ہے کہ ہرگز کسی ایک کی طرف جھکاؤ اختیار نہیں فرماتے، سامنے کیسا ہی ذمہ دار یا قریبی اسلامی بھائی ہو انصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور جو حق ہو اسی پر فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔

آپ کی حتی الامکان یہی کوشش ہوتی ہے کہ معاملہ صلح و صفائی سے طے پا جائے چنانچہ بارہا ایسا ہوا کہ دو فریق آپس میں غم و غصہ لئے بارگاہِ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ میں حاضر ہوئے اور اپنے اپنے موقف و مدعا پر ضد اور سختی کا

مظاہرہ کیا مگر جب امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے دلکش انداز، حکمتِ عملی اور حسنِ تدبیر سے صلح کی برکتیں، غصے اور اس کے سبب پیدا ہونے والے بُغض وکینہ وغیرہ کے نقصانات، قطع تعلُّقی کی نحوستیں، معاف کرنے اور مسلمانوں کے عیب چھپانے کے فضائل، غیبت وتہمت کی تباہ کاریاں اور ان سے بچنے کے طریقے، ظُلم پر صبر کے فوائد، آپس کی محبت اور حقوقُ العباد کی بجا آوری کی ترغیبات ارشاد فرمائیں تو انہیں سن کر فریقین اپنے موقف سے دستبردار ہو کر صلح پر آمادہ ہو گئے اور جذباتِ تأثُّر سے رو رو کر ایک دوسرے سے معافی مانگتے ہوئے گلے مل گئے۔ چنانچہ،

یورپین ممالک کے ایک شہر کے تنظیمی ذمہ دار اسلامی بھائیوں میں شکر رنجیاں چل رہی تھیں۔ صلح کی کوئی مضبوط صورت نہیں بن پاتی تھی اور دعوت اسلامی کا مدنی کام بہت مُتأثِّر تھا۔ امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی اس طرف توجہ دلائی گئی تو آپ نے ایک مکتوب دیا۔ چنانچہ، مجلسِ بیرونِ ملک کے ایک ذمہ دار اسلامی بھائی وہ مکتوب لے کر بابُ المدینہ کراچی سے سفر کر کے رجبُ المُرجَّب ۱۴۲۷ھ میں مطلوبہ شہر پہنچے۔ اسلامی بھائیوں کو جمع کر کے ''مکتوبِ عطار'' پڑھ کر سنایا گیا، سُن کر سارے بیقرار واشکبار ہو گئے، رو رو کر ایک دوسرے سے معافیاں مانگ لیں اور سب نے صُلح نامہ پر دستخط کر دیئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ

وہاں اب اَمْن ہے، دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں اور مدنی قافلوں میں ترقی کی اطلاعات ہیں۔ یہ مکتوب آخرت کی یاد دلانے والا، خوف خدا میں تڑپانے والا اور صلح و صفائی پر ابھارنے والا ہے۔ مدنی آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دکھیاری امت کے عظیم تر مفاد کی خاطر مجلس مکتوبات وتعویذات عطّاریہ کی جانب سے اس انقلابی مکتوبِ عطّار کو ضرورتاً ترمیم کے ساتھ ''**ناچاقیوں کا علاج**'' کے نام سے ایک رسالہ مکتبۃ المدینہ سے پیش کیا گیا ہے۔ جہاں بھی ذاتی ناراضیوں کے باعث مسلمانوں میں دو فریق بن گئے ہوں یہ رسالہ پڑھ کر سنا دیا جائے، اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ خائفین کے جگر پاش پاش ہو جائیں گے اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر کر صلح کر لیں گے۔

اس رسالے میں آیات وروایات اور حکایات کی روشنی میں چپقلشوں اور ذاتی رَنْجشوں کے نقصانات کا وہ عبرتناک بیان ہے جو کہ نرم دلوں کے لئے اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مرہم جراحت اور سخت دلوں کے لئے تازیانۂ عبرت ثابت ہو گا۔ جو عبرت حاصل کرے کرے اور جو نہ کرے نہ کرے، نصیب اپنا اپنا!!!!!!

آیئے اس رسالہ سے چند ابتدائی اور آخری سطور پڑھتے ہیں:

سگِ مدینہ محمد الیاس عطّار قادِری رضوی عُفِیَ عَنْہ کی طرف سے تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی ..... **جگہ کا نام حذف کر دیا ہے**

.....کی مجلس مشاورت کے نگران، اراکین اور ذمہ دار اسلامی بھائیوں کی خدمات میں نفرتیں مٹانے والے اور مَحبَّتیں پھیلانے والے پیارے پیارے آقا مکّی مَدَنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عِمامۂ پُرانوار کے بوسے لیتا ہوا، گیسوئے خَمدار کو چومتا ہوا، مدینے کی گلیوں میں گھومتا ہوا، جھومتا ہوا مُشکبار سلام!!!

پھر درودِ پاک کی فضیلت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''باہمی شکر رنجیوں، بار بار صلح کر لینے کے باوجود ایک دوسرے پر کی جانے والی نُکتہ چینیوں کے باعث اٹھنے والے نِت نئے فتنوں اور اس کے سبب دین کے عظیم مَدَنی کاموں کو نقصانوں سے بچانے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے اور ثوابِ آخرت کمانے کیلئے اچّھی اچّھی نیتوں کے ساتھ آپ حضرات کی خدمات میں تحریری حاضری کی سعادت پا رہا ہوں۔ اگر میری مَدَنی اِلتجاؤں کو حرزِ جان بنالیں گے اور کم از کم ۱۲ ماہ تک ہر مہینے فرداً فرداً یا ذمہ داران کو اکٹھا کر کے اجتماعی طور پر اسی ''مکتوبِ عطّار'' کا مُطالعہ فرمالیں گے تو آپ سب گلزارِ عطّار کے گلہائے مشکبار بن کر اسلامی مُعاشرے کو سدا مہکاتے رہنے میں اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ کامیابی پاتے رہیں گے۔ اگر میری معروضات کو خاطِر میں نہیں لائیں گے اور غلَطی کرنے والے کی تنظیمی ترکیب کے مطابق اِصلاح کرنے کے بجائے بِلا مَصلحتِ شرعی ایک دوسرے کو بتاتے پھریں گے اور آپس میں لڑتے لڑاتے رہیں گے تو عداوتوں، کینوں، غیبتوں، چغلیوں، دل آزاریوں، عیب دریوں

اور بدگمانیوں وغیرہ وغیرہ ہلاکت سامانیوں کے ذَرِیعے اپنے آپ کو مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جہنَّم کا حقدار بناتے رہیں گے۔ کاش! پیارے پیارے اللہ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے مقدّس قرآن اور سلطانِ دوجہان، رحمتِ عالَمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاکیزہ فرمان کے فیضان سے کیا جانے والا مجھ سراپا گناہ وعصیان کا مُلْتَجِیانہ بیان آپ سب کے قُلوب واذہان پر چوٹ لگنے کا باعث بن کر اِصلاح کا سامان ہو جائے۔ اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ میرا سمجھانا رائیگاں نہیں جائے گا۔ پارہ 27، سورۃُ الذّٰریٰت کی آیت نمبر 55 میں ارشادِ ربِّ ذُوالْمِنَن ہے:

وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۝۵۵ (پ۲۷، الذّٰریٰت: ۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

(ناچاقیوں کا علاج، ص ۳ تا ۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اب آیئے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے اس دلنشین اندازِ بیان کے اختتامی جملے پڑھتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس تحریرِ پُر تاثیر نے شکر رنجیوں میں مبتلا اسلامی بھائیوں پر کیا اثر ڈالا۔ چنانچہ،

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! برائے کرم! مجھ سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہُ کا مان رکھ لیجئے۔ میرا دل نہ توڑیئے، اب غصہ تھوک دیجئے اور سعادتمندی کا ثبوت دیتے ہوئے آپس کے اختلافات ختم کر دیجئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رو رو کر توبہ کیجئے اور ایک

دوسرے کی سابقہ لغزشیں معاف کر دیجئے۔ ایک دوسرے سے معافی تلافی کر لینے کے بعد مہربانی فرما کر نیچے دی ہوئی تحریر کو پڑھ / سن کر اور اچھی طرح سمجھ کر اپنی آخرت کی بہتری کیلئے نیچے دستخط کر کے اس کی copy مجھے ارسال فرما کر مجھ پاپی وبدکار گنہگاروں کے سردار کا دل خوش کر دیجئے۔

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ سب اسلامی بھائیوں کو جمع کر کے جب مکتوبِ عطار پڑھ کر سنایا گیا تو انہوں نے باچشمِ نم اختلافات ختم کر دیئے اور آپس میں صلح کر کے تحریر پر دستخط کر دیئے)

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

سنّت کو پھیلایا ہے امیرِ اہلسنّت نے — بدعت کو مٹایا ہے امیرِ اہلسنّت نے
ہزاروں گم رہوں کو وعظ اور تحریر سے اپنی — رہِ جنت دکھایا ہے امیرِ اہلسنّت نے
کرا کر بہت سے کفّار اور فُجّار سے توبہ — جہنم سے بچایا ہے امیرِ اہلسنّت نے
ہزاروں عاشقانِ لندن و پیرس کو دیوانہ — مدینے کا بنایا ہے امیرِ اہلسنّت نے
لاکھوں فیشنی چہروں کو داڑھی اور سروں کو بھی — عمامے سے سجایا ہے امیرِ اہلسنّت نے
وہ فیضانِ مدینہ رات دن تقسیم کرتا ہے — جسے مرکز بنایا ہے امیرِ اہلسنّت نے
بہت محنت لگن سے اپنے پیارے دین کا ڈنکا — دنیا میں بجایا ہے امیرِ اہلسنّت نے
الٰہی پھولتا پھلتا رہے روزِ حشر تک یہ — گلستاں جو لگایا ہے امیرِ اہلسنّت نے
اِس ناکارہ عائذ کو خلوص اپنے کی شمع کا — پروانہ بنایا ہے امیرِ اہلسنّت نے

ماخذ و مراجع

#	کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
.1	قرآن پاک	کلام باری تعالیٰ	مکتبۃ المدینۃ ۱۴۳۲ھ
.2	الابریز	الشیخ احمد بن المبارک المغربی المالکی، متوفی ۱۱۵۵ھ	موافقۃ ادارۃ الافتاء العام فی وزارۃ الاوقاف السوریہ
.3	الاحکام فی اصول الاحکام	علی بن محمد الآمدی ابو الحسن، متوفی ۶۳۱ھ	دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۴ھ
.4	احیاء علوم الدین	حجۃ الاسلام ابو حامد امام محمد غزالی متوفّٰی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت ۲۰۰۰
.5	الانوار القدسیہ	عبد الوہاب بن احمد بن علی بن احمد شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ	المکتبۃ العلمیہ، بیروت
.6	آداب مرشد کامل		مکتبۃ المدینہ کراچی
.7	بہجۃ الاسرار	ابو الحسن نور الدین علی بن یوسف شطنوفی، متوفی ۷۱۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
.8	تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ متوفی ۴۶۲ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۷ھ
.9	تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر علی بن احمد خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.10	تاریخ مدینہ دمشق	علامہ علی بن حسن ابن عساکر، متوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
.11	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار، متوفی ۶۳۷ھ	انتشارات گنجینہ، تہران
.12	الترغیب والترھیب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی مندری، متوفی ۶۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷
.13	تعارف دعوت اسلامی	المدینۃ العلمیہ	مکتبۃ المدینہ
.14	تعلیم المتعلم	امام برہان الاسلام زرنوجی متوفی ۴۶۳ھ	باب المدینہ کراچی
.15	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفی ۷۴۱ھ	اکوڑہ خٹک نوشہرہ
.16	الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابو بکر سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۵ھ
.17	جامع بیان العلم	امام ابو عمر یوسف بن عبدُ اللّٰہ ابن عبد البر القرطبی المالکی متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
.18	جمع الجوامع	امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
.19	الحدیقۃ الندیۃ	سیدی عبد الغنی نابلسی حنفی، متوفی ۱۱۴۱ھ	پشاور
.20	حیاتِ اعلیٰ حضرت	حضرت علامہ مولانا ظفر الدین بہاری، متوفی ۱۳۸۲ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

.21	خزائن العرفان	صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ
.22	الدر المختار	محمد بن علی المعروف بعلاء الدین حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰
.23	روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسوی متوفی ۱۱۳۷ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت
.24	سنن ابی داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۳ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱
.25	سنن الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
.26	السنن الکبری	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.27	سنن النسائی	امام احمد بن شعیب نسائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
.28	شرح المواھب	محمد زرقانی بن عبد الباقی بن یوسف، متوفی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۷ھ
.29	شرح الصدور	امام جلال الدین بن ابو بکر سیوطی متوفی ۹۱۱	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
.30	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ
.31	صاوی	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی، متوفی ۱۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت
.32	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
.33	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم ۱۴۱۹ھ
.34	عجائب القرآن مع غرائب القرآن	مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی متوفی ۱۴۰۶	مکتبۃ المدینہ
.35	عمدۃ القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
.36	فتاویٰ افریقہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	نوری کتب خانہ، مرکز الاولیاء لاہور
.37	الفتاوی الہندیہ	علامہ ہمام شیخ نظام متوفی ۱۱۶۱ و جماعۃ من علماء الھند	دار الفکر بیروت ۱۳۰۳ھ
.38	فتاویٰ رضویہ	امام اہلسنت احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
.39	فردوس الاخبار	حافظ شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ دیلمی متوفی ۵۰۹ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۶ھ
.40	فیضانِ سنت	حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ کراچی
.41	کتاب الکبائر	امام محمد بن احمد بن عثمان الذھبی متوفی ۷۴۸ھ	اشاعتِ اسلام کتب خانہ پشاور
.42	کشف الخفاء	شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی، متوفی ۱۱۶۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.43	کشف المحجوب	داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری متوفی ۴۶۵ھ	نوائے وقت پرنٹرز مرکز الاولیاء لاہور
.44	کفریہ کلمات کے بارے	شیخ طریقت شیخ طریقت، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ	مکتبۃ المدینہ کراچی

		میں سوال جواب	
.45	کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینۃ ۱۴۳۲ھ
.46	کنزالعمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ھندي برہان پوری متوفی ۹۷۵	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
.47	لسان العرب	جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی، متوفی ۷۱۱ھ	مؤسّسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱۴۲۶ھ
.48	مثنوی مولوی معنوی	مولانا جلال الدین رومی	مرکز الاولیاء لاہور
.49	مجمع الزوائد	الحافظ نور الدین علی بن ابو بکر الھیثمی متوفّٰی ۸۰۷ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
.50	مجموعۃ رسائل	ابو حامد امام محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار الفکر، بیروت
.51	المختصر المحتاج الیہ	شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.52	المسند	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
.53	مسند ابی یعلی	شیخ الاسلام ابو یعلی احمد بن علی بن مثنی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ
.54	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.55	مصنف عبد الرزاق	امام ابو بکر عبد الرزاق بن ھمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
.56	المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰
.57	المعجم الکبیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ متوفی ۳۶۰ ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۲ھ
.58	مکاشفۃ القلوب	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
.59	ملفوظات اعلیٰ حضرت	مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفی رضا خان قادری متوفی	مکتبۃ المدینہ کراچی
.60	المواہب اللدنیہ	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفّٰی ۹۲۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ
.61	الموسوعۃ الفقہیۃ	وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ۔ الکویت	دار الصفوۃ مصر ۱۹۹۳ھ
.62	نوادر الاصول	ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن حکیم ترمذی، متوفی ۳۲۰ھ	مکتبہ امام بخاری
.63	نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	پیر بھائی اینڈ کمپنی
.64	ہشت بہشت	ملفوظات خواجگانِ چشت	شبیر برادرز، مرکز الاولیاء لاہور
.65	وقار الفتاویٰ	مولانا مفتی محمد وقار الدین، متوفی ۱۴۱۳ھ	بزم وقار الدین، باب المدینہ کراچی

رسائل دعوتِ اسلامی کیا ہیں؟

اللہ پاک کی رحمت سے دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری کے بیانات سے کئی اسلامی بھائیوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہوا ہے۔ چنانچہ ان بیانات کی اہمیت کے پیشِ نظر انہیں تحریری شکل میں لانے کا سلسلہ تقریباً 2009 سے شروع ہوا اور تادمِ تحریر 37 کتب و رسائل شائع ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ! یہ سب کتب و رسائل سات جلدوں میں پیش کیا جارہے ہیں، ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

- پہلی جلد میں 8 رسائل ہیں۔
- دوسری جلد میں 7 رسائل ہیں۔
- تیسری جلد میں 7 رسائل ہیں۔
- چوتھی جلد میں 5 رسائل ہیں۔
- پانچویں جلد میں 4 رسائل ہیں۔
- چھٹی جلد میں 5 رسائل ہیں۔
- ساتویں جلد مدنی چینل کے سلسلے **"اسلام اور شادی"** کی 14 اقساط کے تحریری مجموعے پر مشتمل ہے۔